ہے اور مجھے اپنے کئے کی ٹھیک سزا ملی - میری ننھی منی ہاجرہ - اوہر آؤ اور رؤمت - نہایت مجہولانہ طور پر میں تمہارے ساتھ پیش آیا ہوں -

میں نے پہر اُنہیں لیٹنے کی فہمایش کی تو کہنے لگے :-

" اچھا تمہارا کہنا مانتا ہوں لیکن جاؤ نہیں "

یہ اسلئے کہ میں جانے کے لئے تیار تھی چونکہ میرا خیال تھا کہ میرے وہاں رہنے سے وہ خاموش نہ رہ سکیں گے - مگر میرا ہاتھہ پہر بہی نہ چھوڑا اور مجھے لئے ہوئے کوچ کی طرف گئے - نہایت نرمی سے مجھے بیٹھنے پر مجبور کیا اور دوسرے ہاتھہ سے جو کہ خالی تھا نہایت پیار سے میرے سر کے بال سنبھالنے لگے - اُن کا ہاتھہ کانپتا تھا اور چہرہ از حد زرد ہو رہا تھا -

میں (نہایت غمگین اور خوف زدہ ہوکر) - کہیں غش تو نہیں آرہا ہے ؟ برائے خدا اپنی طبیعت سنبھالئے - خدانخواستہ آپکی طبیعت پہر خراب ہوتی معلوم ہوتی ہے - سراسر میرا قصور ہے -

نافذبے (آہستہ) ہرگز نہیں - بہلا تمنے کیا کیا ؟ اب انشاءاللہ تعالی میں بیمار نہیں ہونے کا صرف کمزوری زیادہ معلوم ہوتی ہے اور اتنی دیر کھڑے ہونے سے اور بہی حالت خستہ ہوگئی ہے - ہاجرہ سچ بتانا کیا تمنے واقعی ادہم بے سے کہا ہے کہ تم داؤد پر عاشق ہو ؟

مجھے اسوقت اپنے آیندہ کے نیک و بد کا مطلق خیال نہ تھا صرف اسی خیال میں محو تھی کہ کہیں نافذبے دوبارہ بیمار نہ ہو جائیں -

میں (زور دیکر) - نہیں - میں نے ہرگز یہ نہیں کہا - کیا ادہم بے ایسا کہتے تھے ؟

نافذبے - کہتے تو نہیں تھے لیکن اونکی گفتگو سے ایسا ہی ترشح ہوتا تھا (پہر ذرا دیر بعد

اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر پیار سے مارتے ہوئے پوچھا) تو یہ سچ نہیں ہے ؟
میں خاموش رہی اور وہ پھر یہی سوال کرنا چاہتے تھے کہ اُنکے دل میں کیا خیال آیا اور میرا
ہاتھ چھوڑ کر دوسری طرف منہ پھیر لیا۔
نافذ بے ۔ جاؤ اُس کرسی پر جاکر بیٹھو ۔
میں کرسی کے پاس پہونچی ہی تھی کہ دروازہ کھلا اور خانم آفندی اور اُنکے پیچھے اُنکے شوہر
کمرے میں داخل ہوئے ۔ نصر اللہ پاشا خوف زدہ ہوکر اور گھبرا کر نافذ بے کی طرف
دیکھنے لگے ۔
نصر اللہ پاشا ۔ (کسیقدر ترش رو ہوکر) ۔ تمنے یہ کیا اپنی حالت بنا رکھی ہے ؟
(نافذ بے نے اُٹھکر باپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا) بس لیٹ جاؤ تم پر بخار چڑھا ہوا ہے ۔
میں نے نظر اُٹھا کر مجرمانہ انداز سے دیکھا نافذ بے سے آنکھیں چار ہوئیں لیکن وہ
مجھے اطمینان دلانے کی غرض سے مسکرانے لگے اور ہنسکر کہا :-
آفندیم ۔ یہ سب اماں جان کا قصور ہے ۔ دو گھنٹے کامل اُنھوں نے مجھے اکیلا ہاجرہ
کے ساتھ چھوڑ دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنی طاقت آزمانے کے لئے معلوم نہیں میں نے
کیا کچھہ اُٹھہ بیٹھہ نہیں کی اور یہ ظاہر ہے کہ وہ بیچاری مجھے ڈپٹ ڈپٹا کر چپ چاپ لیٹنے
پر مجبور تو کر ہی نہیں سکتی تھیں "
خانم آفندی ۔ (تیزی سے) ۔ ہاجرہ تم نے کس طرح اجازت دی ؟ نافذ کو کیوں
نہیں روکا ؟
میں نے گھبرا کر سر جھکا لیا ۔ جواب دیتی تو کیا دیتی ۔
نصر اللہ پاشا ۔ نافذ کچھہ بچے نہیں ہیں ۔ اور اپنا بُرا بھلا خود سمجھہ سکتے ہیں ۔ اگر حماقت
کرنے پر آمادہ ہوں تو اِس لڑکی کا کیا قصور ہے ۔ اور وہ کس طرح اُنھیں باز رکھہ سکتی ہے

ہاجرہ اپنے کمرے میں جاؤ اور آرام کرو اس لئے کہ تم نہایت تھکی ہوئی (اس لفظ پر بہت زیادہ زور دیکر) معلوم ہوتی ہو - اور نافذ تم (کسی قدر چین بجبیں ہوکر) خاموش بیٹھے رہو میں ابھی ڈاکٹر کو بلواتا ہوں -

یہ کہکر وہ چلے گئے اور میں بھی اُنکے پیچھے شرمندہ اور پریشاں باہر نکلی - برآمدہ میں وہ ٹھہر گئے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مجھسے کچھہ کہا چاہتے ہیں - یہ دیکھکر میرے اور بھی رہے سہے حواس جاتے رہے اس لئے کہ میں سن چکی تھی کہ اُنہیں شروع ہی سے نافذ بے کی مجھہ پر طبیعت آنے کا حال معلوم ہوچکا تھا اور میں نے خیال کیا کہ چونکہ اُن کو نافذ بے کی بات کا اعتبار نہیں ہوا تھا بس یہی سوال مجھہ سے کرینگے کہ بیٹے کو دوبارہ بخار آنے کی کیا وجہ ہوئی - لیکن ذرا دیر بعد میری خوش قسمتی سے اُنکے دل میں خدا معلوم کیا آئی کہ بغیر کچھہ کہے سنے چلے گئے اور میں اپنے کمرے میں چلی آئی - وہاں پہونچکر سینکڑوں بار دل سے یہی سوال کیا اور اسی فکر میں غلطاں وپیچاں رہی کہ اس مخمصے سے مجھے کیونکر نجات ملے گی -

باب ششم

ماہ رمضان شروع ہوگیا ہے - وہ رمضان جوکہ صوم وصلواۃ اور خوشیوں کا مہینہ ہے جس میں کہ دن بھر روزہ رکھکر ہم نفس کشی کرتے ہیں اور رات کو کھاپی کر خوشیاں مناتے ہیں - ہر ایک حرم سرا میں تمام دن نیند اور خاموشی دونوں غلبہ کئے رہتی ہیں لیکن شام کو افطار کی توپ چلتے ہی وہ چہل پہل شروع ہوجاتی ہے جو سال میں اور کبھی کسی

موقع نظر دکھائی نہیں دیتی - بیسیوں ملنے والے آتے جاتے ہیں اور رقص و سرود سے محظوظ کئے جاتے ہیں سمندر کشتیوں سے بھر جاتا ہے اور جوانان رعنا مکان کی ہر کھڑکی کے سامنے آکر اور گیت گا گا کر ان خانموں کو خوش کرتے ہیں جو کہ انکے لئے اس جگہ منتظر رہتی ہیں - ساتھ ہی کچھ اس انداز سے ہنسی و مذاق آپس میں ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں اور مردوں کے ایک دوسرے کے سامنے ہونے کے متعلق گویا کوئی قاعدہ و قانون ہی نہیں ہے اور در حقیقت بات بھی یہی ہے کہ اُس مہینہ میں اس قسم کے قاعدے اور قانون کی مطلق پابندی نہیں کیجاتی - جو عورتیں کہ عموماً سرتاپا اپنے اپنے فرغلوں میں ایسی لپٹی ہوئی رہتی ہیں کہ کیا مجال کوئی انگلی تک تو دیکھے اور کسی مرد کو نزدیک نہیں پھٹکنے دیتیں وہ بھی اس مہینے میں اپنے مکان کی جھنجری دار کھڑکیوں کی آڑ میں بیٹھکر پھول اور سگرٹ ایسی بیباکی اور دلیری سے پھینکتی ہیں کہ اُس سے زیادہ آزادی اس زمانہ کے آزاد سے آزاد نوجوان بھی جائز نہ کہیں گے - پیرا میں ہزاروں قہوہ خانہ روشن ہوتے ہیں شکلی میں باوجود سخت گرمی کے بال (یوروپین وضع کے ناچ کے جلسے) شروع ہو جاتے ہیں یہ مقام حوالی شہر میں واقع ہے اور اسمیں اعلیٰ درجہ کے لوگ آجکل رہتے ہیں حالانکہ ابھی بہت زیادہ زمانہ نہیں گذرا کہ یہ بالکل اُجاڑ تھا - دن بھر بھوکا اور خاموش رہنے کے بعد بھلا کون نہیں چاہیگا کہ ان جلسوں میں شریک ہو؟ نوجوان ترک وہ قدیم عمدہ رسم کے مطابق کشتیوں پر سوار ہو کر باسفورس میں سیر کرتے ہیں اور کھڑکیوں پر بیٹھی ہوئی لیکن نظر سے پوشیدہ حسین خانموں کو عشق و محبت کے گیت سناتے ہیں اب رفتہ رفتہ چھوڑتے جاتے ہیں اور ان ناچ کے جلسوں میں شریک ہونے لگے ہیں - ترکی لیڈیوں کو یہ بات نہایت ناپسند ہے اور یہ بال انکی آنکھ میں بطرح کھٹکتے ہیں - جس مقام پر کہ ہم لوگ تھے وہاں صرف نصر اللہ پاشا کے مکان میں اس سال کوئی خوشی نہیں کی گئی - خانم آفندی نے

٭ قسطنطنیہ کے اُس حصہ کا نام ہے جہاں کہ سفرائے یورپ کے سفیر لوگ و ماتحت رہا کرتے ہیں اور نیز دیگر یورپین باشندے بھی رہتے ہیں - مترجم

کسی کو لڑکیوں سے گیت سننے کی اجازت نہ دی اور نہ کسی قسم کی خوشی کا سامان ہونے دیا۔ چونکہ نافذبے کی طبیعت ابھی اچھی طرح نہیں سنبھلی تھی اس قسم کی باتیں اُنکے لئے مضر ہوتیں۔

آج تیسرا روزہ تھا۔ چاند میں ابھی تک اچھی طرح روشنی نہیں آئی تھی۔ دن بھر ایسی سخت گرمی پڑی تھی کہ شام کے کھانے کے بعد ہم سب کے سب باغ میں بیٹھے ہوئے دل خوش کر رہے تھے۔ مکان کے برآمدہ میں ایک میز پر دو بڑے بڑے لیمپ روشن تھے جن سے باغ میں صرف اتنی روشنی آتی تھی کہ ہم ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔ مردوں میں صرف نافذبے ہمارے ساتھ تھے اس لئے کہ نصراللہ پاشا اور ادہم بے کسی سے ملنے گئے تھے اور علی بے پیرا جا چکے تھے۔ ادھر نافذبے اتنے اچھے ہو گئے تھے کہ دو روز سے صبح کے وقت سر عسکریت جانے لگے تھے لیکن اتنی طاقت نہ تھی کہ رات کے وقت کہیں جانے کی ہمت کر سکتے۔ اس لئے مجبوراً اُنہیں حرم سرا میں رہنا پڑتا تھا حالانکہ اسکی اُنہیں شکایت بہت تھی۔ پندرہ روز سے میرے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آتے تھے اور ملنساری سے بات چیت کرتے تھے۔ لیکن ذرا رکاوٹ کے ساتھ اور اس میں اور شروع شروع کے برتاؤ میں اُتنا ہی فرق تھا جتنا کہ ایوب سلطان والے واقعہ کے بعد کے انداز میں اور آج کل کے طریق میں۔ لیکن نہیں معلوم آج شام کو اُنہیں کیا شرارت سوجھی کہ اسقدر زیادہ میری طرف اُنکا میلان طبع پایا جاتا تھا۔ کہ وحیدہ خانم نے بھی کان کھڑے کئے اور چوکنی ہوئیں۔ آخرش اُنسے نہ رہا گیا اور نافذبے میرے شانوں پر ایک ہندوستانی شال ڈال رہے تھے کہ بول اُٹھیں:

"معلوم نہیں تم اس بیچاری لڑکی کو کیوں اتنا چھیڑتے اور ستاتے ہو بجائے اسکے بی جالہ جو کہانی کہہ رہی ہیں اُسے سنو دیکھو تو کیسی دلچسپ ہے۔ کیا ہاجرہ کو بہ نسبت اوروں کے

سردی زکام ہوجانے کا زیادہ خوف ہے؟ کیا یہی تہذیب ہے کہ تم اس طرح عادلہ کے کلام میں خلل انداز ہو؟"

نافذبے فوراً بی عادلہ کی طرف مخاطب ہوئے۔ یہ ضعیفہ گھر گھر حرم سرا میں جاکر ہر قسم کی چیزیں فروخت کیا کرتی تہیں اور ایک گھنٹہ سے ایک طول طویل عشق وجنگ کا فسانہ سنا رہی تہیں جس کے ختم ہونے میں ابہی دیر تہی۔

نافذبے - جی ہاں بڑی بی کہو۔ ہم سب بگوش دل سن رہے ہیں جہاں تم کہتے کہتے رُکی تہیں وہاں تمہارے قصہ کے ہیرو کی بُری حالت تہی مجہے جہانتک یاد ہے اُسوقت پانچ سو شخصوں کا وہ تنہا مقابلہ کررہا تہا میں امید کرتا ہوں کہ وہ اُن سب پر فتح پائیگا۔

شائستہ (جو کہ نہایت ذوق وشوق سے کہانی سُن رہی تہی) فتح تو پائے ہی گا بہلا وہ پانچ سو شخص ایک مسلمان کے مقابلہ میں کیا کرسکتے ہیں؟

نافذبے - (جماہی لیکر) کچہہ نہیں۔ شاید آجکل ہماری فوج میں پکے مسلمان نہیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ فی زمانناپانچ سو آدمیوں سے ایک شخص نہیں لڑسکتا۔ معلوم نہیں اُس زمانہ کے پُرانے لوگوں اور اسوقت کے آدمیوں میں کس وجہ سے اتنا فرق ہے تمہارے ہیرو کی بعید از عقل کارگزاریوں کا ذکر تو میں نہیں کرتا لیکن اسمیں کچہہ شک نہیں کہ اُسوقت کا ایک شخص آجکل کے دس آدمیوں کے برابر تہا۔

شائستہ کو نافذبے کا طرز کلام اچہا نہ معلوم ہوا اور چپ چاپ مُنہہ دوسری طرف پہیرلیا۔ لیکن وحیدہ خانم کی لڑکی بہیّہ نے جو کہ نافذبے کے زانو پر بیٹہی ہوئی تہی اپنی باہیں اُنکے گلے میں ڈالدیں اور تتلاکر کہنے لگی:۔

"میں ایسی کہانیاں نہیں سنونگی۔ مِس ایمی کہتی تہیں یہ بُری ہیں"

مِس ایمی اوستانی تہیں اور ہفتہ میں تین مرتبہ آکر بچوں کو انگریزی اور فرانسیسی زبان

سکھلاتی تہیں۔

نافذ بے - (بہیّہ کے خوبصورت گھونگردالے بالوں پر ہاتھہ پہیر کر) - لیکن اُنہیں رائے قائم کرنے کا موقع کہاں ملا؟ کیا تمنے اُنکے سامنے کوئی کہانی کہی تہی؟

بہیہ - جی میں نے تو نہیں - لیکن جودت نے ایک بار کہی تہی جسے سنکر اُنہوں نے کہا کہ بچوں کو ایسی کہانیاں نہیں سننی چاہئیں - پہر اُنہوں نے ناجرہ کی کہانیاں سنیں اور کہا وہ بہت عمدہ ہیں -

نافذ بے - کیوں ناجرہ سنتی ہو؟ مس ایمی کا خیال ہے کہ اُنکے مذاق کے موافق یہاں سوائے تمہارے اور کوئی کہانی نہیں کہہ سکتا - تو ہمیں بہی سناؤ تاکہ ہم بہی اُن کی بہلائی بُرائی کی نسبت رائے دیکہیں -

میں - (شرماکر اس لئے کہ اُسوقت سب کی آنکہیں میری ہی طرف تہیں) - جی نہیں مجہے معاف فرمائیے - میری کہانیاں صرف بچوں کے سننے کی ہیں -

نافذ بے - اور ایسی پاک صاف ہیں اور بُری باتوں سے مبرا ہیں کہ بڑوں کو اُن میں لطف نہیں آئیگا - اچہا بہیہ ناجرہ تمہیں پہر کہانی سنا دیں گی لیکن ساتہہ ہی میں چاہتا ہوں کہ مجہے وہ بچوں میں شمار کریں اسلئے کہ تمہاری طرح مجہکو بہی بی عادلہ کی کہانی پسند نہیں ہے - بڑی بی اُس قصہ کو تو وہیں چہوڑ دو اور اپنے ہیرو کو تنہا لڑنے دو لیکن تمہارے پاس اگر کوڑیاں ہوں تو فال کہولو اسمیں سب کا دل لگیگا -

لونڈیاں - (سب کی سب ایک آواز سے) کیسی اچہی بات سوچی ہے! بس خانم آفندی سے شروع کرو -

خانم آفندی (ہنسکر) نہیں میری نہیں - میری اب اتنی عمر ہو چکی ہے کہ میں خود قیاس کر سکتی ہوں کہ میرے لئے اب اور کیا ہونا باقی ہے اس لئے میں اپنی نسبت کچھہ

دریافت کرنا نہیں چاہتی - لیکن مجھے ایک کوڑی دو تو میں تم سے کچھ پوچھوں -

نافذ بے - (مسکرا کر) میں سمجھ گیا کس کے لئے یہ کوڑی مانگی جاتی ہے - لیکن مجھے چنداں پروا نہیں کہ میری قسمت میں کیا لکھا ہے - لڑکو بچو ادھر آؤ میں نے تمہیں کہانی سننے سے باز رکھا اس کا عوض مجھے دینا چاہیئے - تم میں سے کون میرے ساتھ چلنے پر تیار ہے - میں اس اُلّو کو جا کر مارنا چاہتا ہوں جسکی آواز سے اماں جان رات ڈر گئی تھیں اگر میں نے آج اُسے چھوڑ دیا اور اُسنے مکان میں آشیانہ بنا لیا تو اماں جان خوف سے ضرور بیمار ہو جائینگی اس لئے کہ وہ اس بیچاری چڑیا کو نہایت منحوس سمجھتی ہیں سامنے کی پہاڑی پر جو برجی ہے وہاں اُسکا رہنے کا ارادہ ہے - نیچے کمرے میں روشنی کرنیسے میں اُسے اچھی طرح دیکھ سکوں گا -

سب بچے (خوشی سے کھڑے ہو کر) ہم سب چلیں گے -

ولیہ خانم - لیکن اندھیرے میں نہیں - اتنی رات گئے انہیں وہاں نہ لیجاؤ - شاید گر پڑیں یا وہاں سانپ ہوں یا -

نافذ بے - بجائے اُلّو کے میں انہیں پر گولی چلا دوں! میری پیاری ولیہ تمہاری طرح بھی میں نے کم مائیں دیکھی ہونگی - میری ماں سے تو پوچھو کہ میرا اعتبار ہے یا نہیں وحیدہ کو دیکھو ایک لفظ بھی زبان پر نہیں لاتیں جسکی وجہ سے میں اُنہیں قعت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں - اُن کو تو مطلق خوف نہیں کہ اُن کے شریر لڑکوں کو میں غائب کر دوں گا -

وحیدہ خانم - لڑکوں کے جانے میں تو کوئی ہرج نہیں ہے - لیکن بہتر ہو کہ بہیہ کو نہ لیجاؤ وہ دل کی کچی ہے ممکن ہے ڈر جائے -

بہیہ (میرا ہاتھ پکڑ کر) - اگر ہاجرہ جائیں تو میں نہیں ڈرونگی - کیوں اماں جان کیا - ہاجرہ

نہیں جا سکتیں؟

وحیدہ خانم - نہیں پیاری - کیا تم بھول گئیں کہ مردانخانہ سے ہو کر جانا پڑیگا - یا جرہ مردوں کے سامنے نہیں جا سکتیں -

جودت - وہ اپنا سر اور منہ چھپا لیں گی - اسوقت ایک ہی غلام باہر ہوگا -

محسن - (علی بے کا بڑا لڑکا) تو پھر آپ لوگ سب کے سب کیوں نہ چلیں - یہاں بیٹھکر کوڑیاں پھینکنے اور فال کھلوانے سے تو بہتر ہی ہوگا - کیوں ماموں جان؟

ولیہ خانم - (بڑے اشتیاق سے) یہ تو بہت ہی اچھا ہوتا - (پھر منہ بنا کر اسلئے کہ خانم آفندی نے سر ہلایا اور اس تجویز کے خلاف معلوم ہوتی تھیں) لیکن شاید ممکن نہیں -

نافذ بے (جلدی سے) - سب کے چلنے میں کیا ہرج ہے ضرور چلو - جودت دوڑ جاؤ اور غلاموں سے کہدو کہ علیحدہ ہو جائیں -

خانم آفندی - لیکن تمہارے والد کے شاید خلافِ خاطر ہو -

نافذ بے - (قطع کلام کر کے) اس کا ذمہ دار میں ہوں - لیکن اسمیں بُرائی کیا ہے جو وہ خلاف ہونگے - یہ رمضان کا مہینہ ہے اور ہر کوئی رات کو باہر نکلتا ہے - ہم لوگ تو اپنے ہی احاطہ میں رہیں گے - اماں جان آپ بھی چلئے اور عذر نہ فرمایئے ورنہ ان بیچاری لڑکیوں کی خوشی ماری جائے گی (خانم آفندی کھڑی ہو گئیں) یہ ٹھیک ہے - آیئے میں آپکو یہ شال اُڑھا دوں کہ ہوا نہ لگے اور اگر آپ کو خوف ہو کہ مردوں کی نظر آپ پر پڑے گی تو سر بھی اسی سے چھپا لیجئے -

خانم آفندی - (مسکرا کر) تو کیا میں بھی چلوں؟ بغیر میرے کیا تمہاری خوشی پوری نہ ہوگی؟

نافذ بے - ہرگز نہیں - پیاری اماں جان آپ کیا فرماتی ہیں؟ کیا ہم آپ کو یہاں

تنہا چھوڑ جائینگے ؟ یہ لیجئے والدہ بھی کیا موقعہ سے آ گئے - افندیم - میں وحیدہ وغیرہ کو اُس پہاڑی پر لیجانا چاہتا ہوں لیکن والدہ کا خیال ہے کہ شاید یہ آپ کے خلاف خاطر ہو -

نصر اللہ پاشا - (مسکرا کر) نہیں - اسمیں کیا ہرج ہے - یہ ضرور ہے کہ اگر شب ماہ ہوتی تو بہتر ہوتا - اسوقت درختوں کے نیچے سخت اندھیرا ہوگا -

ولیہ خانم - (ہنسکر) - یہ تو اور بھی اچھا ہے - اگر ذرا ذرا خوف معلوم ہو تو پھرنے میں زیادہ لطف آئیگا -

نصر اللہ پاشا - اچھا تو جاؤ - جیسے ہی ملنے والوں کے آنیکا وقت گذر جائے گا میں بھی آکر شریک ہو جاؤں گا - بہتر ہے کہ پہاڑی والے مکان میں روشنی کرا دو اور لڑکیاں اپنے اپنے باجے بھی ساتھ لیجائیں تو اچھا ہے - میں نوکروں کو حکم دیدونگا کہ کھانا بھی بھیجدیں - ہملوگ وہاں سحر کی توپ تک رہیں گے - نقابیں ڈالنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کسی کو آگے سے بھیجدو کہ مردوں کو سامنے سے ہٹا دے - ایک قدم میں سڑک پار ہو جاؤ گی - اور اسوقت تو کوئی راستہ بھی نہیں چلتا ہوگا -

باسفورس کے کنارے جتنے مکانات ہیں اُنکے پیچھے ہمیشہ ایک پہاڑی ہوتی ہے جسپر باغ لگایا جاتا ہے اُس پہاڑی کی چوٹی پر کسی قدر سطح زمین ہوا کرتی ہے جسکے بیچ میں مکان بنایا جاتا ہے - نصر اللہ پاشا کا مکان اس قسم کے معمولی مکانوں سے چھوٹا تھا - صرف تین کمرے اسمیں تھے جنمیں ایک بہت بڑا جو کہ ملاقات کے لئے مخصوص تھا اور باقی دو میں سے ایک کھانے کا اور دوسرا سونے کا کمرہ تھا - جب سے ہم لوگ شہر سے یہاں آئے تھے ادہم بے اور اُنکی بی بی اکثر اسی پہاڑی والے مکان میں رہتی تھیں اور اُنہوں نے اُسے نہایت عمدہ طور پر سجایا تھا بجائے فرانسیسی طرز کی سجاوٹ کے جس کے بموجب عموماً دو کوچ اور بارہ آرام کرسیاں دیوار سے

لگا کر رکھتے ہیں اور ایک بڑا مرصع میز بیچ میں ہوتا ہے ادہم بے پُرانے ترکی انداز کو نہایت
خوبی سے کام میں لائے تھے۔ ترکی وضع کے کوچ اور مسندیں لگائی تھیں اور
ہلکے ہلکے رنگ کے پردے ڈالے تھے اور ان سب میں صرف اسقدر تھوڑی تھوڑی
یوروپین مذاق کے مطابق ترمیم کی تھی جو کہ اُنہوں نے ایک مدت تک فرانس میں
رہنے کے بعد جائز سمجھی تھی۔ اُنہیں کے حُسن انتظام سے مکان کے چاروں طرف
جو سطح زمین باقی تھی اوس میں ایک شاداب اور لہلہاتا ہوا باغ لگایا گیا تھا جسمیں کہ پورے
موسم گرما میں برابر ہر قسم کے پھول شگفتہ رہتے تھے۔ اس کے علاوہ چاروں طرف بڑے
بڑے درخت تھے جن سے کہ پہاڑی مثل ایک خوبصورت جنگل کے معلوم ہوتی تھی۔
اندھیرے میں انہیں درختوں میں سے ہوکر ہمکو جانا پڑا اور جلد پائیں باغ پہونچ گئے دو
حبشی لالٹین لئے ہمارے آگے آگے تھے۔ مکان کے ستون میں لیمپ لگا دئے گئے
تھے جن سے چاروں طرف خوب روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ خانم آفندی باغ کے ایک کنج میں
چلی گئیں جسپر کہ چنبیلی پھیلی ہوئی تھی اور لونڈیاں بھی زیادہ تر اُنہیں کے ہمراہ گئیں۔ ہم اسی طرف
رہے اور نافذ بے کی نشانہ بازی کا انتظار کرنے لگے اُنہوں نے جودت کو بھیجدیا تھا کہ برجی میں
روشنی کردے تاکہ اُلّو ڈر کر اوڑ جائے۔ ایک منٹ میں برجی روشن ہو گئی اور اُلّو کے اُڑنے
کی آواز ہمارے کانوں میں آئی۔ نافذ بے نے گولی چلائی لیکن خالی گئی اور چونکہ اُلّو اُڑ گیا اس لیے
دو بارہ نشانہ نہیں لگایا۔
نافذ بے۔ اب اُسے جانے ہی دو۔ چونکہ ڈر گیا ہے اب اور یہاں آشیانہ نہیں
بنائے گا اور اماں جان آرام سے رہیں گی۔ لیکن ابا کو ہمارے شکار میں زیادہ لطف
نہیں آیا اور تم لوگوں کو ناامیدی ہوئی۔ کہو اب کیا چاہتے ہو؟
محسن (نزدیک آکر اور نافذ بے کی طرف خوشامدانہ نظر کرکے)۔ کیوں ماموں جان باغ کے

اُس حصے میں جہاں پہل کے درخت ہیں جانے میں کوئی ہرج تو نہیں ہے؟ وہاں جاکر اندہیرے میں دوڑنے میں بڑا لطف آئیگا۔

نافذبے۔ میرے نزدیک تو کوئی ہرج نہیں لیکن تمہارے ساتہ [illegible] کی کسی کو ہمت نہو گی۔

ولیہ خانم۔ میں چلوں گی۔ اور ہاجرہ بہی (میری طرف مڑکر) کیوں پیاری؟

نافذبے۔ (میری طرف مسکراکر) کیوں ہاجرہ اتنی ہمت ہے کہ بہوت جن اور سانپ سے نہ ڈرو؟ اگر ہے تو چلو چلیں؟

میں فوراً راضی ہوگئی۔ باغ کا وہ حصہ جہاں جانے کی صلاح ہوئی دوسری طرف پہاڑی کے ڈہال پر تہا اور اُسے پہل کے درختوں کا جنگل کہنا چاہیئے۔ اس مکان کے سابق مالک کے زمانہ میں وہ بہی غالبًا پائیں باغ کی طرح پہولوں وغیرہ سے پر ہوگا کیونکہ اُسکے بیچ میں ایک بڑا بہاری چٹان تہا جسکے اندر ایک مصنوعی غار بنا ہوا تہا اور اُسمیں سے پانی بہکر دوسری جانب ایک تالاب میں جا گرتا تہا۔

اُسوقت شرارت اور اوچہل کود کا سبکو اسقدر شوق تہا کہ ہم ہمت کرکے اُس باغ کے دروازہ پر جا پہونچے۔ نافذبے نے دروازہ کہولا اور سب فرطِ خوشی سے کانپتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ غضب کا اندہیرا تہا۔ پہل کے درخت نہایت گہنے تہے اور چاروں طرف بڑی بڑی گہاس جمی ہوئی تہی جسمیں مشکل سے قدم اُٹہہ سکتا تہا۔ اگر واقعی وہاں سانپ ہوتے تو اُسوقت ہم لوگ پوری طرح اُن کے پنجۂ قدرت میں تہے ولیہ خانم کو اُنکے بچے گہیرے ہوئے تہے اور آگے کہینچے جاتے تہے اور وہ ذرا ذرا دیر بعد بیر میں بڑی گہاس کے لپٹ جانے یا کسی درخت کی شاخ کے چہو جانے سے چیخ اُٹہتی تہیں۔ میں نافذبے کے پیچہے پیچہے چپ چاپ اور باطمیناں تمام چل رہی تہی اس لئے

کہ جہاں کہیں کوئی شاخ سامنے آجاتی تھی تو وہ فوراً ہٹا دیتے تھے اور اگر میرا پیر پھسلتا تھا
تو فوراً میری امداد کرتے تھے - غرض کہ خدا خدا کرکے ہم اُس چٹان کے قریب پہونچے جو کہ
اندھیرے میں [illegible] بڑا وحشتناک معلوم ہوتا تھا - جودت اور محسن اُس پر چڑھنے کے لئے گھبرائے
جاتے تھے لیکن نافذ بے نے اُنہیں روکا -

نافذ بے - لڑکو صبر کرو اندھیرے میں اس پر نہ چڑھو - یہ چٹان نہایت ہی ڈھالواں
ہے اور چونکہ اُسکے دوسری طرف تالاب ہے اسلئے یا تو ڈوبنے کا خوف ہے یا
گردن ٹوٹنے کا بہتر ہوگا کہ غار کے اندر کے حالات دریافت کئے جائیں - مجھے جہانتک
یاد ہے اُسکے اندر ایک کونے میں چڑیوں کا گھونسلا ہے جسمیں سے میں ہمیشہ بچے
نکالا کرتا تھا - معلوم نہیں وہ ابتک ہے یا نہیں -

محسن - جی ابھی وہ وہاں ہے - اماں جان چلئے -

یہ کہکر اُس نے لالٹین اُٹھائی اور ماں کو کھینچکر اندر لے گیا - اور لڑکے بھی پیچھے ہو لئے
نافذ بے ذرا ٹھہرے رہے اور میری طرف دیکھا -

نافذ بے - آج کی شب تم بھی بچہ بننا چاہتی ہو یا ہم دونوں اُنکے غار سے باہر آنیکا
انتظار دوسری طرف چلکر کریں -

میں - چلئے تالاب کی طرف چلیں -

غار کے اندر جانے میں مجھے ڈر معلوم ہوتا تھا اسلئے ہم دونوں چٹان کی دوسری طرف
گئے اور میں تالاب کے کنارے بیٹھکر اِدھر اُدھر نظر دوڑانے لگی - اس مقام پر پھل کے
درخت مطلق نہ تھے محض لمبی لمبی گھاس اور جنگلی پھولوں کا یہ جنگل تھا - صرف ایک بڑا
درخت ہمارے قریب تھا جسکی شاخیں ہوا سے ہمارے اوپر جھوم رہی تھیں - چاروں طرف
نہایت خاموشی تھی جس میں کہ ولیہ خانم اور بچوں کی چیخیں رہ رہ کر خلل انداز ہو جاتی تھیں -

نافذ بے - (ہنسکر) ولیہ کس قدر خوش ہیں! اُن کے والد کو شرم نہیں آئی کہ ایسی چھوٹی لڑکی کی ایسے شخص کے ساتھ شادی کردی جو عمر میں اُس سے کہیں زیادہ بڑا ہے۔

میں - اُنہوں نے ایسا کیوں کیا اور خود ادہم بے چار دہ سالہ لڑکی کے ساتھ شادی کرنے پر کس طرح آمادہ ہوئے؟

نافذ بے - بات یہ ہے کہ ولیہ کے والد اناطولیہ کے کسی دور کے صوبہ کے گورنر مقرر ہوئے تھے اور ممکن ہے کہ وہاں بیس برس رہنا ہوتا اس لئے جانے سے پہلے اُنہوں نے بہتر سمجھا کہ ولیہ کی شادی کردیں چونکہ اپنے صوبے میں اُنہیں اچھا داماد نہ ملتا۔ اور ادہم بے نے صرف اس لئے شادی کرلی کہ اماں جان نے لڑکی پسند کی تھی اور ترکوں کی رسم کے مطابق وہ انکار نہیں کرسکتے تھے۔

میں (مسکراکر) لیکن یہ شادی کرکے وہ پچھتائے نہیں اس لئے کہ دونوں میاں بی بی میں بڑی محبت ہے۔

نافذ بے - (سوچکر) - ہاں ایک خاص قسم کی - ادہم بے ولیہ کے ساتھ پورا پورا بی بی کا سا برتاؤ نہیں کرتے بلکہ زیادہ تر اس طرح پیش آتے ہیں جیسے کہ ناز پروردہ اور بگڑے ہوئے بچے کے ساتھ - دوسری جانب ولیہ اُنہیں خوف کی نگاہ سے دیکھتی ہیں اور صرف اتنا سمجھتی ہیں کہ ادہم بے ایک ایسی شے ہیں جسکی عزت کرنی چاہیئے خواہ وہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے - یہ ٹھیک ویسا ہی ہے جیسا کہ میں اپنی عربی کتابوں کی لڑکپن میں عزت کرتا تھا۔

میں - (اپنے نزدیک بڑی دانائی سے) - لیکن جوں جوں آپ کی عمر زیادہ ہوتی گئی اُنہیں سمجھتے گئے۔

نافذ بے - اس سے تمہاری یہ غرض ہے کہ دلیہ بھی اسی طرح کسی زمانہ میں ادہم بے کے مزاج سے آشنا ہو جائیگی - میں تو کبھی ایسی عورت سے شادی نہ کروں جو کہ جب تک گیارہ برس ساتھ نہ رہے میری طبیعت نہ پہچانے -

میں - لیکن آپ تو ادہم بے کی طرح نہیں ہیں -

اتنا جلدی سے کہکر میں رُک گئی -

نافذ بے - سچ کہتی ہو - تو تمہارے نزدیک میری بی بی مجھسے نہیں ڈرے گی؟ اگر تمہارا خیال میری نسبت ایسا ہی ہے تو ادھر تھوڑے عرصہ سے تم مجھ سے کیوں اتنی جان چراتی ہو؟ ہاجرہ! میری چھوٹی سی ہاجرہ! سچ بتانا کیا تم داؤد کو چاہتی ہو؟

چونکہ میں خاموش رہی نافذ بے اُٹھے اور میری طرف آئے -

نافذ بے - ہاجرہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں - اور تم کو اس کا علم بھی ہے - اگر تم صحیح صحیح اور ایمانا بتادو کہ دوسرے شخص پر تمہارا دل آیا ہوا ہے اور اُسے مجھ پر ترجیح دیتی ہو تو اور پھر کبھی میں تمہیں اس بارہ میں تکلیف نہ دوں گا - لیکن تمہاری زبان سے اس کا جواب سننا چاہتا ہوں -

میرے دل میں فوراً یہ خیال پیدا ہوا کہ آج کسی طرح چھٹکارا نہیں ہونیکا کہنے سننے کا وقت آ پہونچا اور آج صفائی ہو جانی چاہیئے -

میں - لیکن آپ خوب جانتے ہیں کہ یہ ممکن نہیں ہے یعنی میں آپ کی بی بی نہیں ہوسکتی -

نافذ بے (بگڑ کر قطع کلام کر کے) - کیوں؟ اسلئے کہ دوسرے کو چاہتی ہو؟ آج دوشنبہ ہے اور حمیدہ پنجشنبہ کو آئیں گی میں تمہیں ہرگز نہیں جانے دوں گا - جب تک کہ مجھے یقین نہ ہوئے کہ تم اپنی خوشی سے جانا چاہتی ہو - ہاجرہ - میں ایسا بیوقوف نہیں

ہوں کہ محض خیالی بنیاد پہ کوئی ما سے قایم کروں - اور نہ میں تمکو ایسا بُرا سمجھتا ہوں جو یہ کہوں کہ صرف میری دنیوی حالت دیکھکر تم میری طرف مائل ہو جاؤگی - لیکن بات یہ ہے کہ تھوڑا عرصہ ہوا جو مجھے خیال ہوا کہ تمنے اپنے دل میں مجھے کسی قدر جگہہ دی ہے اور یہ اُمید ہوئی کہ رفتہ رفتہ تم مجھہ سے پوری طرح محبت و پیار کرنے لگوگی اس لئے جس روز کہ میں نے تمہیں داؤد کے ساتھہ دیکھا تو مجھے شبہ ہوا کہ تم مجھسے عیاری کر رہی ہو اور غصہ میں اُسوقت کسی بات کا مجھے خیال نہ رہا - لیکن تب سے معلوم نہیں کیوں میرے دل سے وہ شبہ جاتا رہا اور مجھکو یقین ہے کہ تم خوشی سے کبھی مجھے دہوکہ نہیں دوگی - ممکن ہے کہ میری امیدوں نے مجھے فریب دیا ہو اور جن علامتوں کو میں عشق و محبت کا نتیجہ سمجھتا رہا ہوں - اُنکا باعث بھی کچھہ اور ہی ہو لیکن اگر واقعی تم اُس شخص کو چاہتی ہو تو میں ابھی اپنی سب امیدوں کا خون کئے دیتا ہوں اور نہیں (جیسا کہ مجھے امید ہے) تو میں ضرور تمسے شادی کروں گا چاہے کوئی اس کے خلاف کیوں نہو -

مین خاموش رہی - دوسرے ساتھیوں کی باتوں کی آواز اب صاف صاف کان میں آنے لگی اور ایک لحظہ میں وہ ہمارے قریب آنے والے تھے نافذ بے نے گردن اُٹھاکر دیکھا کہ لالٹین ہم سے تھوڑے ہی فاصلہ پر تھی -

نافذ بے (زور سے) جواب دو - ہاجرہ کیا تم داؤد کو چاہتی ہو؟

میں - (مجبور ہوکر) - جی نہیں - لیکن پھر بھی میں آپ کی بی بی نہیں ہو سکتی - کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میں کبھی ایسی شادی منظور کروں گی جس کے خلاف آپ کا تمام خاندان ہو؟ دو چار منٹ تک اُنہوں نے جواب نہیں دیا اسلئے کہ ایک بارگی مجھے سینہ سے لپٹاکر نہایت شوق سے پیار کر رہے تھے -

میں - (منت کرکے) بس - چھوڑ دیجئے - مہربانی کیجئے مجھے جانے دیجئے -

آپ جانتے ہیں کہ یہ سب بیفائدہ ہے -

نافذ بے - (ولیہ خانم کو آتے دیکھہ مجھے چھوڑ کر) - میں تو ایسا نہیں سمجھتا - میرا ارادہ ہے کہ آج ہی رات کو والدہ سے اس کا ذکر کروں -

ولیہ خانم - تم دونوں ہی کسقدر کاہل ہو - ہمارے ساتھہ کیوں نہیں آئے ؟ غار کے اندر نہایت لطف رہا -

نافذ بے - مجھے بڑی خوشی ہوئی لیکن اب عمر اتنی ہو گئی ہے کہ چڑیوں کے گھونسلوں سے انڈے بچے نکالنے میں مزا نہیں آتا - بس اب واپس چلنا چاہیے ورنہ والدہ کو تشویش ہوگی - دونوں میرے ساتھہ ہو لو -

ہم مکان جانے کے لئے مڑے اور جلد پہونچ گئے - باغ مین درختوں کے نیچے سب لونڈیاں آنکھہ مچولی کھیل رہی تھیں - خانم آفندی اُسی مقام پر تھیں جہاں ہم اُنہیں چھوڑ کر آئے تھے اور صرف عادلہ بی اُنکے ساتھہ تھیں - کسی حرم سرا کے ایک بدنام کنندہ واقعہ کا ذکر ہو رہا تھا - اور خانم افندی نہایت شوق سے اُسے سُن رہی تھیں - ہم بھی اُنکے پاس جا کر بیٹھہ گئے اور لڑکے لونڈیوں کے ساتھہ کھیل میں جا کر شریک ہو گئے - نافذ بے دروازہ سے لگے ہوئے کھڑے تھے اور وحیدہ خانم جو کہ صحن سے ہمارے ساتھہ ہو لی تھیں ایک بنچ پر نافذ بے کے قریب بیٹھہ گئیں -

وحیدہ خانم - کیوں بڑی بی کیا ذکر ہو رہا ہے ؟

عادلہ - خانم - کچھہ نہیں - صرف یہی کہ محمود پاشا کی لڑکی ایک سرکیشیا کے فوجی جوان پر عاشق ہو گئی ہے اور چونکہ محمود پاشا چاہتے ہیں کہ اپنے ایک عزیز سے اُسکی شادی ہو اس لئے وہاں بڑی گڑبڑ مچی ہوئی ہے - یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لڑکی اور اُس مرد سے آپس میں خط و کتابت بھی ہوتی تھی - (خانم افندی کی طرف پھر کر) لڑکی کے پاس

خط موجود ہیں اور میں نے اُنہیں دیکھا ہے۔ محمود پاشا اور اُنکی بی بی غصے سے آگ ہو رہی ہیں۔ اگر کسی پاشا کا لڑکا ہوتا تو ایک بات بھی تھی اور یہ معاملہ آسانی سے دبا دیا جاتا لیکن اس مرد سے تو کوئی مناسبت ہی نہیں۔ کہاں وہ اور کہاں یہ لڑکی! بھلا شادی کیونکر ہو سکتی ہے؟

ناقذبے کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

وحیدہ خانم ۔(کسیقدر ترشی سے) کیوں نہیں؟ محمود پاشا سے بہتر خاندان کی لڑکیوں کی اس قسم کے لوگوں سے شادیاں ہوئی ہیں کیں شادی ہو ہمارا رتبہ تو کسی طرح کم ہوتا نہیں بلکہ ہمارے شوہروں کا درجہ ہماری وجہ سے بڑھجاتا ہے۔

عادلہ ۔(گھبرا کر اسلئے کہ بلا سمجھے وہ بھلی بات کہہ بیٹھی تھیں) پیاری خانم آپکا خیال بجا ہے آپ صحیح فرماتی ہیں۔ لیکن محمود پاشا کی لڑکی اپنے چچازاد بھائی سے پہلے ہی منسوب ہو چکی ہے۔

خانم آفندی ۔ (جلدی سے) سچ ہے اس واقعہ سے تو اس معاملہ کی بالکل صورت بدلجاتی ہے۔

وحیدہ خانم کب چوکنے والی تھیں! فوراً جواب دیا:۔

"لیکن اگر لڑکی وہاں شادی نکرنا چاہے تو والدین کو چاہیئے کہ جس شخص سے وہ راضی ہو اُسکے ساتھ اُسے بیاہ دیں۔ میرے نزدیک تو ترکیشیا کے فوجی جوان پاشاؤں کے بیٹوں سے دس حصے زیادہ اچھے ہوتے ہیں اور محمود پاشا کی لڑکی کی پسند بہت ہی اچھی ہے۔"

ناقذبے ۔(ہنسکر) وحیدہ شاباش۔ خوب کہا۔ چونکہ تمہاری خود ایسے ہی ایک شخص سے شادی ہوئی ہے اسلئے اس معاملہ میں تم منصفانہ رائے دیسکتی ہو۔ کاش

علی بے یہاں ہوتے تو تمہاری گفتگو سنکر کس قدر خوش ہوتے !

عادلہ - (وحیدہ خانم کو خوش کرنے کی غرض سے) - علی بے نہایت شریف شخص ہین بہت سے مکانوں میں میرا آنا جانا ہے - لیکن اُن سے زیادہ حسین میں نے آجتک نہیں دیکھا خدا اُنہیں ہمیشہ خوش و برقرار رکھے - اور آپ دونوں میں عمر بھر محبت و پیار رہے !

نافذ بے - (مسکراکر) بس بڑی بی بس - وحیدہ خانم نے تمہارا قصور معاف کردیا - تمہیں انکے میاں کی قوم یاد نہیں رہی ہوگی - ؟ ہر شخص کا حافظہ خطا کر سکتا ہے خصوصاً جبکہ علی بے مین اپنی قوم کا اسقدر کم اثر ہے کہ خود مجھے کبھی نہیں یاد رہتا کہ وہ کون ہیں اُنمیں بہت سی خوبیاں ہیں اور بڑے ایماندار شخص ہیں اور اپنی قوم کے ہر عیب سے مبّرا ہیں -

ولیہ خانم - (میری طرف مخاطب ہوکر اور آہستہ سے) - خیر باشد ! آج تو بیطرح تعریف ہورہی ہے ! نافذ بے کو وحیدہ خانم سے کون سا کام نکالنا ہے جو اس طرح اُن کی خوشامد کررہے ہیں - ضرور کوئی اہم وہ دشوار کام میں اُنکی امداد کی ضرورت ہے جو اُن کا غصہ کم کرنے کے لئے اتنی کوشش ہورہی ہے -

میں ہنسنے لگی لیکن ساتھ ہی ایک قسم کی بیچینی بھی میرے دل میں پیدا ہوئی اسلئے کہ میں سمجھ گئی تھی کہ نافذ بے آج کیوں صلح کل بنے بیٹھے ہیں - جوہیں اُنھوں نے مسکراکر میری طرف دیکھا میں جلدی سے کھڑی ہوگئی اور باہر چلی گئی - میرا ارادہ تھا کہ ایک بار اور کوشش کردیکھوں کہ وہ اپنی والدہ سے شادی کا ذکر کرنے سے باز رہیں - باہر جاتے ہوئے جب اُنکے قریب سے میں گذری تو اُنہیں بھی آنے کے لئے اشارہ کیا اور صحن میں اُنکی منتظر رہی - وہ فوراً آگئے اور میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا -

نافذ بے - (مکان کے اندر لیجاتے ہوئے) - اندر چلو - (مکان میں پہونچکر اور کھڑکی کے پاس کھڑے ہوکر) لو پیاری کہو تمہیں کیا کہنا ہے اتنا پہلے سے کہے دیتا ہوں

کہ مجھے اپنے ارادہ سے باز رہنے کے لئے اصرار نکرنا کیونکہ میں ایک نہیں سننے کا کچھہ ہی کیوں نہو میں تمہیں اپنی بی بی ضرور بناؤں گا - اب بتاؤ تمنے مجھے کیوں بلایا؟

یہ دیکھکر کہ جس غرض سے میں نے اُنہیں بلایا تہا اُس کی نسبت زبان کہولنے سے وہ مجھے منع کر رہے ہیں میری سمجھہ میں نہیں آیا کہ اور کیا باتیں کروں - لیکن پہر بہی میں اس بات کی کوشش کرنے پر آمادہ ہوئی کہ جس نظر سے میں اُنکے اس ارادہ کو دیکھتی تہی اُنہیں بہی اُسے اُسی انداز سے دیکھنے پر مجبور کروں -

میں - نافذبے! آپ خوب جانتے ہیں کہ نہ تو پاشا صاحب نہ خانم افندی نہ ادہم بے نہ اور کوئی چاہے گا کہ آپ مجھہ سے شادی کریں - (میں نے دیکھا کہ وہ نہایت غور سے جیسا کہ چاہئیے میری گفتگو سن رہے ہیں اور خیال کیا کہ کچھہ اثر بہی ہو چلا ہے) میں آپکے قابل نہیں ہوں - آپ لوگوں کی تابعدار اور محتاج ہوں - اگر آپ اپنے اس ارادہ پر قایم رہے تو ہر شخص آپ کو نام رکہے گا اور یہی کہے گا کہ آپکے حواس بجا نہیں ہیں -

نافذبے - (مسکراکر) اگر یہ صحیح ہے کہ عشق بہی ایک قسم کی دیوانگی ہے تو واقعی میں ہوش و حواس سب کہو بیٹھا ہوں - کیا تمہیں زینہ پر اس مضموں کی کوئی غزل گا رہی تہیں؟ (پہر یہ دیکھکر کہ میں کچھہ کہا چاہتی تہی زور دے کر کہنے لگے) میری جان اور کچھہ کہنا اب بیفائدہ ہے - میں تم پر مرتا ہوں اور تم ضرور میری بی بی بنوگی - اپنی نسبت تم کسی قسم کا خوف نکرو - جب تک میں یہاں ہوں کوئی تمہیں نہیں ستا سکتا -

یہ کہکر اُنہوں نے مجھے سینے سے لگالیا اور میرے سر کو نہایت پیار سے اپنے شانے پر جگہہ دی - میں نے بہی ایک لحظہ اپنے سر کو وہیں رہنے دیا - جو کچھہ ارادہ نافذبے کو سمجھانے وغیرہ کے متعلق کیا تہا وہ سب کافور ہوا جاتا تہا - لیکن اس

معاملہ کی اہمیت پر نظر ڈالنے سے پھر دوبارہ ہمت ہوئی۔
میں (سر شانے سے اُٹھا کر اور نافذبے کی طرف منت آمیز نگاہ سے دیکھکر)۔
نہیں نہیں یہ ہرگز نہ ہونا چاہیئے۔ نافذبے مذاق جانے دو اور ذرا غور سے کام لو۔ یہ بھی سوچ لیا ہے کہ آپ کی والدہ کس قدر ناراض ہونگی؟ (پھر یہ دیکھکر کہ اُنکے چہرے کا رنگ بدلنے لگا میں نے یوں بات پھیری) اچھا اپنے والد کا کچھ خیال ہے؟ اُن سے تو آپ کو ضرور محبت ہوگی؟ آپ یہ کس طرح گوارا کریں گے کہ اُنکی اس قدر ناموس ہو؟
نافذبے نے میری طرف سختی سے دیکھا۔
نافذبے۔ ہاجرہ اس قسم کا لفظ زبان پر نہ لاؤ۔ تم اپنے اوپر ظلم کر رہی ہو۔ میری خواہ میرے والد کی اس میں ناموس کیونکر ہوگی؟ کیا تم ایماندار۔ پاک صاف اور باوفا نہیں ہو؟
میں۔ (جلدی سے)۔ لیکن میں ایک لوہار کی لڑکی ہوں اور رتبہ میں آپ سے بہت کم ہوں۔
نافذبے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ نہ تو مجھے اس کا علم ہے اور نہ میرے والد جانتے ہونگے کہ ہمارے جدِ امجد کون تھے اور کیا تھے۔ ممکن ہے کہ خاکروب رہے ہوں۔ لیکن اسکی کیا پروا ہے۔ اگر تم سے شادی کرنے میں میری ناموس ہے تو ہو اور سے بیاہ کرنے میں تو اور بھی ہونی چاہیئے۔ جس کا باپ شاید کوئی خونی ہوگا۔ اگر خونی نہیں تو چور تو ضرور ہی رہا ہوگا۔
میں۔ لیکن پھر بھی وہ سرکیشیا کی ہے۔
اتنا کہنے پائی تھی کہ نافذبے نے روک دیا۔
نافذبے۔ ہاں سرکیشیا کی ہے اور ویسی ہی دغاباز۔ فریبی اور مکار ہے جیسے

وہاں کے سب لوگ ہوتے ہیں - کیا ایسی عورت سے تم اپنا مقابلہ کرتی ہو؟ کیسی عورت جو نہ تو کسی اصول کی پابند نہ جسمیں شرم وحیا نہ فہم وذکا - ہاں اتنی بات ضرور سمجھتی ہے کہ میرے ساتھہ شادی ہونے سے وہ آزاد کردی جائے گی اور لونڈی نہ رہیگی - اگر آج وہ کسی دوسرے شخص کے ہاتھہ فروخت کردیجاے تو دوسرے روز اِسی طرح اُس شخص کے پھانسنے کے لئے بھی جال پھیلائے گی - ماجرہ میں تم سے سچ کہتا ہوں یقین مانو کہ جب میں چھوٹا تھا تو میرے بھی اور لوگوں کی طرح خیالات تھے - یہی سمجھتا تھا کہ شاید میری بھی عادت رفتہ رفتہ ایسی ہی ہوجائے گی کہ بی بی کو بیل بکری گائے کی طرح سمجھنے لگونگا اور یہ کہ ایک ایسی لڑکی پر جسکو کبھی ندیکھا ہو کسی دیکھی بھالی عورت کو خواہ وہ کسی قسم کی ہو ترجیح دوں گا - لیکن جب میں اناطولیہ میں تھا تو میں نے اِس معاملہ پر خوب غور کیا اور یہ راے قایم کی کہ اگر مکان واپس آکر تم سے ملاقات نہ بھی ہوتی تب بھی میں سرکیشیا کی لڑکی سے ہرگز شادی نکرتا اور بجاے اسکے موت قبول کرتا اسلئے کہ اس قسم کی شادی سے خوشی کے ساتھہ زندگی بسر کرنے کی سب اُمیدیں فوراً زائل ہوجاتیں -

میں اُسوقت سے اُنکے سینہ ہی سے لپٹی ہوئی کھڑی تھی - جیسے ہی ایک لمحہ کے لئے وہ ٹھہرے میں نے آنکھیں اُنکے چہرے کی طرف اُٹھائیں اور اُن سے خوشامد کرنے لگی کہ مجھے چھوڑ دیجئے - فرطِ مسرت سے وہ مجھے کچھہ اس انداز سے سینے سے لگائے ہوئے تھے کہ میرے پیر زمین سے اُٹھہ چلے تھے - آخرش میں نے خیال کیا کہ اگر اپنے پہلے ارادہ پر قایم رہنا چاہتی ہوں تو جس نازک حالت میں اُسوقت تھی اُس سے آپ کو نکالنا چاہئے - اسی غرض سے پھر میں نافذ بے کی خوشامد کرنے لگی کہ بس اب مجھے چھوڑ دیجئے - جانے دیجئے - اور یہ کہہ ہی رہی تھی کہ اُنکے

شانے پر سے دروازہ پر میری بھی نگاہ پڑی - توبہ توبہ! کاٹو تو بدن میں خون نہیں! دیکھتی کیا ہوں کہ لوہاور دروازہ سے لگی ہوئی کھڑی ہے اور آنکھیں غصہ اور یاس سے سرخ ہو رہی ہیں - جیسے ہی میری اُسکی آنکھیں چار ہوئیں وہ جلدی سے پیچھے ہٹی اور غائب ہو گئی میں خوف سے سہم گئی اور کانپنے لگی - اس خوف کی وجہ سے پیشتر کی بہ نسبت اور زیادہ لوہاور کے فراج سے میں واقف ہو گئی اور فوراً مجھے خیال ہوا کہ وہ میری دشمن صریح ہے اور یہ کہ میرا راز فاش ہو جانے کی وجہ سے اُسے مجھہ پر ایسا قابو ہو جائے گا کہ رحم کی اُس سے کبھی اُمید ہی نہیں ہو سکتی -

میرا چہرہ بہت ہی زیادہ زرد ہو گیا ہوگا جو نافذبے نے میری طرف دیکھکر دروازہ کی جانب نگاہ کی جدہر کہ میں ابھی تک اُسی حیرت کی حالت میں نظر جمائے کھڑی ہوئی تھی -

نافذبے - (جلدی سے) خیر تو ہے کیا ہوا؟ کسکو دیکھا؟

میں - (زور دیکر) - نافذبے! مجھے جانے دیجئے - بس عنایت کیجئے چھوڑ دیجئے بڑی آفت ہوئی -

نافذبے - (متعجب ہوکر) آفت کیسی؟

میں - بس اب ہر شخص کو یہ حال معلوم ہو جائے گا (پھر گھبراکر) نافذبے آپ صرف یہی کہینگا کہ آپ مجھسے مذاق کر رہے تھے - تفریح کر رہے تھے -

نافذبے - (قطع کلام کرکے) کیوں یہ کس لئے کہونگا؟ وجہ کیا کہ میں کوئی ایسی بات کروں جس سے تمہاری نیک نامی پر ذرا بھی دہبہ آنے کا خوف ہو - اگر کسی نے ہم دونوں کو دیکھہ لیا ہے تو جو میرا ارادہ تھا وہی کروں گا اور آج شب کو اماں جان سے اس کا ذکر کروں گا - ہاجرہ تم مجھے نہایت ہی کمزور طبیعت اور ذلیل سمجھتی ہو جو تمہارا خیال ہے کہ تھوڑی سی مخالفت سے میں ڈر جاؤں گا اور تم کو اکیلا سب کی باتیں سننے کے

لئے چھوڑ دوں گا۔

یہ کہکر وہ جھکے اور مجھے نہایت محبت سے پیار کیا۔ میں نے اُنہیں اس سے باز رکھنے کی کوشش نہ کی اسلئے کہ مجھ میں اب اُنکے خلاف مرضی کام کرنے کی طاقت نہیں رہی تھی اور خاموشی کے ساتھ اپنے آپ کو اُنکے بوس وکنار کی نذر کیا۔ تھوڑی دیر ہم دونوں خاموش رہے اور میرے دل میں پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ میں آخری اپیل نافذبے کے پاس اُنہیں اپنے ارادے سے باز رکھنے کے لئے اُس تعظیم اور محبت کو یاد دلا کر کروں جو کہ اُنکو اپنے والد سے تھی۔

میں ۔ ذرا یہ تو سوچئے کہ نصر اللہ پاشا کس قدر ناراض ہونگے۔ آپ جانتے ہیں کہ اس سال وہ آپ سے کس قدر رنجیدہ رہے ہیں اور پھر بھی آپ کو کبھی کچھ نہیں کہا۔ اب آپکو دوبارہ اُنہیں رنج پہونچانے کی کیونکر جرأت ہوگی؟ (کسی قدر فکر کے آثار چہرے پر دیکھکر مجھے کامیابی کی اُمید ہوئی اور کہنے لگی) آپ خوب جانتے ہیں کہ وہ کبھی آپکو مجھے شادی کرنے کی اجازت نہ دینگے اور آپ اُنکے خلاف طبع کوئی کام نہیں کرسکتے۔ آپ کو یہ بھی علم ہے کہ اُن کو آپ پر بے انتہا اختیار ہے اور وہ ایسے مہربان بزرگ اور نیک نہاد شخص ہیں کہ آپ کیونکر اُنکی مخالفت کرسکیں گے؟ اگر وہ حکم دیں کہ یہ خیال خام آپ دل سے دور کریں تو بلاشبہ آپ کو اُسکی تعمیل کرنی پڑے گی۔

نافذبے ۔ (قطعی طور پر لیکن کسی قدر رنج کے ساتھ) نہیں اس بارہ میں میں تعمیل حکم نہیں کروں گا۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ میرا فرض ہے کہ میں اُنکی تعظیم وتکریم کروں اور اُنکا حکم بجالاؤں۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اِن امور میں آجتک کبھی کسی قسم کی کمی کی ہے اس لئے کہ مجھے اُن سے بیحد محبت ہے۔ لیکن اگر وہ شادی کی اجازت نہ بھی دیں تو بھی میں تم سے شادی ضرور کروں گا۔ کچھ ہی اختیار مجھ پر اُن کو ہو تاہم

اُسے اسقدر وسعت نہیں ہوسکتی کہ قاضی کو نکاح پڑہانے سے وہ باز رکھہ سکے۔
میں نے پہر کوشش کی کہ جس طرح میں اُنکے اس ارادہ پر نظر ڈال رہی تھی اُسی طرح
وہ بہی اُسے دیکہیں اور اسی غرض سے کہنے لگی :-
"لیکن اپنے والد کو ناراض کرنے کا کیا آپ کو افسوس نہ ہوگا؟"
نافذبے - (افسردگی کے ساتھہ اقرار کرکے) یہ تو صحیح ہے - افسوس ضرور
ہوگا اور اُنکے رنجیدہ کرنے میں مجھے بڑا صدمہ پہونچیگا - کسی شے کی عادت ہوجانا بڑی بات
ہے - اتنی مدت تک بلاچون وچرا اُنکا حکم بجالانے کے بعد یکایک اُن کی نافرمانی کرنا
سہل کام نہیں - لیکن میری پیاری جان اب تو میں اسپر کمر بستہ ہوں اور یہ کرنا ہی پڑیگا -
باپ ماں یا بہائی کوئی مجھے تم سے جدا نہیں کرسکتا -
میں (مایوس ہوکر) - لیکن میں ہی اگر شادی کرنے سے انکار کروں تب؟ کیا پہر بہی آپ
مجھے قاضی کے سامنے زبردستی کہینچکر لیجائیں گے؟
تہوڑی دیر کے لئے اُنکا چہرہ اوداس ہوگیا اور مجھے غور سے دیکھنے لگے پہر خوش
ہوکر آہستہ سے ہنسے -
نافذبے - ہاں ضرور ایسا ہی کروں گا اگر تم اس سے بہتر سبب نہ بتا سکو - اگر یہ کہدو
کہ کسی دوسرے پر تم مرتی ہو تو لو ابہی قصہ تمام ہے - نہیں - یہ نہین کہو گی؟ تو بس اس
بحث کا خاتمہ ہے - اس کے بعد اگر تم شادی سے انکار کرو تو میں زبردستی قاضی کے
پاس تمہیں لیجاؤنگا -
میں نے اُنکی گفتگو تو سنی لیکن اُسکا مطلب ابہی نہیں سمجھنے پائی تھی کہ باہر کے
برآمدہ میں کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی اور میں سہم کر بلا حس وحرکت اُسی طرح
کھڑی رہی - نافذبے کے آغوش سے ابہی میں اپنے آپ کو علیحدہ نہیں کرنے پائی

تھی کہ خانم آفندی دروازہ پر آموجود ہوئیں -

ایک لحظہ وہ خاموش کھڑی رہیں - قد بالا خوب تنا ہوا آنکھیں خشم آلود - جبڑا اگرا ہوا اور چہرہ ایکبارگی سفید - یہ حالت دیکھکر میرا دل بیٹھا جاتا تھا اور نافذ بے کے سینے سے علیحدہ ہوتے ہی مجھے خیال ہوا کہ اب وہ وقت آگیا جس سے کہ میں ہمیشہ اسقدر ڈرتی تھی اور جس عورت کے خلاف مرضی کوئی کام نہ کرنے کی میں قسم کھا چکی تھی اُس سے آج مقابلہ تھا -

نافذ بے مجھسے الگ ہوتے ہی پھر کر کھڑے ہو گئے گویا کہ اُس آتش خشم سے جو کہ خانم آفندی کی آنکھوں میں شعلہ زن تھی وہ اس طرح مجھے بچانے کے لئے آمادہ ہوئے -

نافذ بے - اماں جان مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ تشریف لائیں میں آپ سے تنہائی میں گفتگو کرنا چاہتا تھا -

لیکن تنہائی کیسی - جیسے ہی اُنہوں نے ایک قدم آگے بڑھایا وحیدہ خانم اُنکے پیچھے پیچھے آئیں - اور بات کی بات میں تمام لونڈیاں آموجود ہوئیں - میں کھڑکی کے پاس کھڑی ہوئی سب کے منہ دیکھ رہی تھی - وحیدہ خانم کے چہرے پر مغرورانہ تعجب آشکارا تھا ولیہ خانم نگاہ ترحم اور خوف سے دیکھ رہی تھیں اور لونڈیوں کے چہرے بتا رہے تھے کہ اب کچھہ ہوا چاہتا ہے جسکی وہ منتظر معلوم ہوتی تھیں - میرا دل اُسوقت اس زور سے دھڑک رہا تھا اور بدن میں اسوقت کی گھبراہٹ بلکہ سچ پوچھو تو خوف سے ایسا رعشہ آگیا تھا کہ میں ٹھیک نہیں کہہ سکتی کہ اُس دم میں نے کیا دیکھا اور کیا سنا - میں اُمید کرتی ہوں کہ کوئی صاحب یہ پڑھکر مجھے الزام نہ دینگے - جو شخص کہ حرم سرا میں کبھی نہ رہا ہو اُس کی سمجھہ میں ہرگز نہیں آسکتا کہ گھر کی بی بی کے اختیارات کس قدر وسیع

ہوتے ہیں اور کیا کچھ وہ نہیں کر سکتی ہے۔ کس طرح سے گھر کے تمام لوگوں کو بچپن ہی سے اُس سے ڈرنے اور خوف کھانے اور اُسے غصہ کی حالت میں دیکھکر خوف زدہ ہو کر کانپنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ اور کس طرح سب یہی خیال کرتے ہیں کہ اُنکی جان و مال پر اُسے پورا پورا اختیار ہے۔ مجھکو بھی یہی تعلیم دی گئی تھی کہ میں خانم آفندی کو اُس مکان کا خود مختار حاکم تصور کروں اور اُنکی فرمانبرداری اپنے آپ پر فرض سمجھوں اس لئے جبکہ میں نے اُنہیں اپنی طرف تیزی سے قدم بڑھاتے دیکھا تو میرا کلیجہ ڈر سے کانپنے لگا اور میرے دل میں سوائے خوف کے اور کسی قسم کا خیال باقی نہ رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اپنے لڑکے کے پیچھے سے مجھے کھینچ کر سامنے لانے کا ارادہ تھا۔

نافذ بے بھی یہ دیکھکر ایک قدم آگے بڑھے اور ماں کے سامنے کھڑے ہو گئے۔

نافذ بے ۔ (آہستہ سے لیکن ایسے لہجہ میں کہ خانم آفندی رُک گئیں اور آگے نہ بڑھیں) اماں جان ٹھہر جائیے۔ جو کچھ کہنا ہے آپ پہلے مجھسے کہیں ابھی آپ سے میں نے نہیں کہا کہ مجھے کچھ کہنا ہے؟

خانم آفندی ۔ (چلاکر) ۔ میں کچھ نہیں سننا چاہتی۔ جب تک کہ اس لڑکی کو اُسکے جرم کی سزا نہ دیلوں ایک لفظ نہیں سننے کی۔ (میری طرف غضبناکی سے پھر کر) تم کون ہو اور کیا ہو جو اس طرح میرے بیٹے پر جادو کرنے کی تمہیں ہمت ہوئی اور اُسے قبضہ میں کر لیا۔ بوبا در نے مجھے سب کیفیت سنا دی ہے۔

یہ کہکر وہ ایک قدم اور میری طرف بڑھیں اور پھر نافذ بے اُنکے اور میرے بیچ میں آکر کھڑے ہو گئے۔

نافذ بے ۔ (سختی سے) ۔ اماں جان اتنا غصہ اچھا نہیں۔ اگر آپ نے اس لڑکی کو انگلی بھی لگائی تو قسم ہے اپنے والد کے سر کی میں کبھی آپ کو اپنی صورت

نہ دکھاؤں گا۔

خانم آفندی ۔ خوب! نوبت بایں رسید؟ تو آج سے تم مجھے حکم دیا کروگے کہ کیا کرنا چاہیئے اور کیا نکرنا چاہیئے؟ بیٹا تمہیں معلوم نہیں وہ ایک ساحرہ کے پاس گئی تھی اور وہاں سے ایک تعویذ لاکر تمہارے دروازہ کے سامنے دفن کیا تھا۔ (نافذ بے نے شانے ہلائے) تمہیں یقین نہیں ہوتا؟ لو سنو۔ میں نے جب اس کا ذکر سُنا تو فوراً ایک نوکر کو اُس تعویذ کے نکالنے کے لئے بھیجا اور وہ یہ موجود ہے۔ ذرا حساب کر کے تو دیکھو جس روز یہ دفن کیا گیا اُسکے دوسرے ہی روز تم بیمار پڑے۔ اب تو مجھے نہ روکو۔ بغیر اس کا بدلہ لئے میں نہیں رہسکتی اور ضرور لونگی۔

نافذ بے ۔ (بردباری سے) ۔ یہ ہرگز نہیں ہونے کا۔ ہاجرہ سے میں شادی کرنے والا ہوں لونڈیوں کے سامنے اُنہیں اس طرح بیعزت نہیں کرنے دونگا۔

خانم آفندی ۔ (حقارت سے اُنہیں الفاظ کو دوہراکر) شادی کرنے والا ہوں! نافذ تمہارے دماغ میں خلل آگیا ہے۔ (غصہ سے میری طرف دیکھکر) ۔ تم بھی سمجھی ہوگی؟ یہی امید کی ہوگی؟ کیوں؟ پہلے اپنی جان کی تو خیر مناؤ اپنے ہاتھ سے میں تمہاری جان نکالوں گی۔ اس خواب خرگوش میں تم کیونکر مبتلا ہوئیں؟ کس طرح تم کو یہ خیال کرنے کی ہمت ہوئی کہ میں اجازت دیدوں گی کہ میرے بیٹے کا نام ایک لوہار کی بیٹی کے نام کے ساتھ لیا جائے؟

نافذ بے ۔ (سرد مہری سے) ممکن ہے کہ آپ کے بیٹے کا نام اس سے بھی زیادہ خراب نام کے ساتھ شامل کیا جائے۔ اماں جان اور زیادہ کہنے سننے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ضرور اس لڑکی سے شادی کروں گا۔ بس خاتمہ ہے۔

دم بھر کے لئے خانم آفندی ایک کرسی سے لگ کر کھڑی ہوگئیں۔ اُنکے ہاتھ کانپ

رہے تے اور چھرہ تمتمایا ہوا تھا۔

میں ۔ (دبی زبان سے) ۔ نافذبے ۔

اور زیادہ کہنے نہ پائی تھی کہ خانم آفندی تیزی سے میری طرف مڑیں ۔

خانم آفندی ۔ (غصہ سے آواز کانپتی ہوئی) ۔ یہ ہمت کہ اُن سے اب میرے سامنے گفتگو کرتی ہو! یہ نہ سمجھنا کہ میرے ہاتھ سے تم بچکر نکل جاؤگی ۔ تمہیں بچانے کے لئے نافذ ہمیشہ یہاں موجود نہ رہیں گے اور وہ وقت بہت جلد آیا چاہتا ہے جبکہ تم دل سے چاہنے لگوگی کہ کاش مجھسے مقابلہ کرنے کے پہلے تم مر ہی گئی ہوتیں ۔

نافذبے ۔ (غصہ سے) ۔ بخدا ایسا کبھی نہیں ہونے کا! اپنی لونڈیوں کے ساتھ جس قدر سنگدلی کے ساتھ دل چاہے پیش آیئے ۔ وہ آپکی ہیں اور مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ آپ اُن سے کیسا سلوک کرتی ہیں ۔ لیکن ہاجرہ کا ایک بال بھی نہیں چھونے دینے کا ۔

یہ کلام سنتے ہی میں ایک قدم آگے بڑھی ۔ ماں بیٹے میں اب بات زیادہ بڑھتی جاتی تھی اور یہ مجھ سے نہیں دیکھا جاتا تھا ۔ میری حالت اسوقت مصداق "ہرچہ بادا باد" کی تھی خوف سے کانپنا موقوف ہوگیا تھا اور ہمت آگئی تھی ۔ جلدی سے آگے بڑھکے میں خانم آفندی کے قدموں پر گر پڑی ۔

میں ۔ (کانپتی ہوئی آواز سے) میری پیاری خانم آپ نافذبے کی باتوں کا خیال نہ فرمائیں ۔ اِسوقت اُن کی عقل ٹھکانے نہیں ہے اور وہ خود نہیں سمجھتے کہ کیا کہہ رہے ہیں ۔ کل صبح وہ آپ ہی اقرار کریں گے کہ جو کام وہ کرنا چاہتے ہیں وہ دائرہ امکان سے باہر ہے ۔

خانم آفندی ایک لحظہ خاموش رہیں اور پھر ایکبارگی جھک کر میرے سر کے بال زور

سے پکڑ لئے اور انہیں نہایت بیرحمی اور سنگدلی سے اپنے ہاتھ پر لپیٹا - یہ نہیں کہہ سکتی کہ انکا کیا ارادہ تھا اس لئے کہ نافذ بے نے فوراً آگے بڑھکر اپنی ماں کے ہاتھ پکڑ لئے اور میرے بال چھٹا کر مجھے اپنی طرف کھینچ لیا -

نافذ بے - (دبی زبان سے) - جہاں ہو وہیں کھڑی رہو - اسوقت اماں جان کے مزاج کی یہ کیفیت ہے کہ اگر موقع ملا تو میں بچانے بھی نہ پاؤں گا کہ وہ تمہیں مار ڈالیں گی -

اِسوقت وحیدہ خانم بھی بڑھکر سامنے آئیں اور تیزی سے کہنے لگیں :-

"نافذ بڑی شرم کی بات ہے - کیا پاگل ہو گئے ہو جو اماں جان سے اس قسم کی باتیں کرتے ہو؟ کیا واقعی تمہارا یہ خیال ہے کہ والد تمہیں اس لڑکی سے شادی کرنے کی اجازت دینگے اور اپنے خاندان پر دھبہ لگائیں گے؟"

نافذ بے - بس اسی میں تو مجھے تمہارے ساتھ اتفاق نہیں ہے - میرے نزدیک اب شادی نکرنے میں اور بھی زیادہ رسوائی ہے -

جسوقت وحیدہ خانم بات کر رہی تھیں میری نظر دروازہ پر پڑی دیکھا کہ نصر اللہ پاشا اور ادہم بے کھڑے ہوئے ہیں - خوف سے دل کے اور ٹکڑے ہونے لگے - جیسے ہی نافذ بے کی گفتگو ختم ہوئی نصر اللہ پاشا آگے بڑھے نہایت کشیدہ خاطر معلوم ہوتے تھے اور خاموش تھے - اُن کے قدم کی آہٹ پاکر خانم آفندی نے بھی پھر کر دیکھا -

خانم آفندی - (غصہ سے اور ظاہراً آج پہلی بار یہ اقرار کر کے کہ نصر اللہ پاشا کو اپنے سرکش بیٹے پر اُن سے زیادہ اختیار حاصل تھا) - ہاجرہ نے آپکے بیٹے پر جادو کیا ہے جس کی وجہ سے وہ اُس پر فریفتہ ہو گیا ہے اور اُس سے شادی کرنا چاہتا ہے - اور چونکہ میں نے اُسے اس ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کی میرے ساتھ

نہایت بے ادبی اور گستاخی کے ساتھہ پیش آیا - پہر جب میں نے ہاجرہ کو اُسکے قصور
کی سزا دینی چاہی تو نافذ نے میرا ہاتھہ اس زور سے پکڑا کہ کلائی ٹوٹتے ٹوٹتے بچ گئی -
کیا آپ اس قسم کا برتاو جائز رکہیں گے ؟
میں نے نافذ بے کی طرف دیکھا - اُنکا چہرہ بیحد زرد ہو گیا تہا - لیکن اپنے ارادے پر ابہی
تک اُسی طرح قایم معلوم ہوتے تہے بلکہ اپنے والد کو دیکھکر ایک قسم کی پختگی اُس ارادے
میں آگئی تہی - ظاہرا وہ یہ خیال کر رہے تہے کہ اصل لڑائی تو اب شروع ہونے
والی ہے -
نصر اللہ پاشا - (آہستہ سے) - اس قسم کی گفتگو کرنے کا یہ کوئی موقع نہیں ہے -
(بیٹے کی طرف پہر کر) اگر تم اُتنے پاگل نہیں ہو جتنا کہ میں سمجہتا ہوں تو فوراً اپنی ماں
سے اپنا قصور معاف کراو اور میرے ہمراہ مکان چلو - تم جو ابہی گفتگو کر رہے تہے وہ تشریح
طلب ہے اور میں تمہارا جواب آج شب کو سننا چاہتا ہوں -
نافذ بے چپ چاپ آگے بڑہے اور اپنی ماں کا ہاتھہ لیکر آہستہ سے بوسہ دیا -
نافذ بے - اماں جان اگر میں نے بے ادبی اور گستاخی کی ہے تو میں آپ
سے معافی چاہتا ہوں - لیکن اپنے ارادے پر میں اُسی طرح قایم ہوں اور ضرور
ہاجرہ سے شادی کروں گا -
یہ کہکر وہ دروازے کی طرف بڑہے لیکن کمرے سے باہر جانے کے پہلے اُنہوں
نے ادہم بے کی طرف دیکہا اور اشارہ سے مجہے اُنکے سپرد کیا - ادہم بے نے یہ
خدمت قبول کی اور میرے پاس آکر کھڑے ہو گئے -
ادہم بے - (اس انداز سے کہ گویا اُن پر اِن باتوں کا مطلق اثر نہیں ہوا تہا)
ہاجرہ چلو میں تمکو مکان لیجاؤں اور تمہارے کمرے تک پہونچا دوں -

خانم آفندی میری طرف مڑیں لیکن کچھ بولی نہیں - نافذ بے سے ہارنے کے بعد اتنا سمجھنے لگی تہیں کہ ادہم بے کے مقابلہ میں تو اور بہی کامیابی کی امید نہ تہی -

ادہم بے نے اپنا ہاتھہ مجھے دیا اور میں اُسے پکڑ کر اُنکے ساتھہ روانہ ہوئی - نصر اللہ پاشا اور نافذ آگے آگے تھے اور ہم دونوں اُنکے پیچھے آہستہ آہستہ جا رہے تھے اسلئے کہ میری حالت نہایت خستہ تہی اور ڈہالوان پہاڑی سے اُترنے میں بڑی تکلیف ہوتی تہی - ادہم بے نے میری کمزوری کا لحاظ کرکے چپ چاپ میرا بازو اپنے بازو کے نیچے لے لیا اور اس طرح سہارا دیکر مجھے لے چلے - اُسوقت میں اس فکر میں تہی کہ وہ بہی مجھسے دوسروں کی طرح ناراض تھے یا نہیں حالانکہ اسمیں کچھہ شک نہیں کہ جہاں اتنے لوگ بگڑے ہوئے تھے وہاں ایک کا مہربان حال رہنا کوئی وقعت نہیں رکھتا - اور اگر تہوڑی دیر کے لئے مان بہی لیا جائے کہ اُسکی کچھہ وقعت ہوسکتی ہے تو اسکی کوئی امید نہ تہی کہ بوہادر نے جو کچھہ میرے خلاف کہا تہا اُسکے سننے کے بعد اُنکا خیال میری نسبت اچھا رہا ہوگا - اُنہوں نے جو اپنی والدہ کے مقابلہ میں مجھے اپنے سایۂ عاطفت میں اُسوقت لیا تہا اُسکی صرف یہی وجہ تہی کہ اُنکی مردانگی اسکو جائز نہیں رکھتی تہی کہ عورت کے ساتھہ بُرا سلوک کیا جائے - اسی درمیان میں مجھے خانم آفندی کا جھک کر میرے بال پکڑنا اور چھرہ غصے سے بگاڑنا جو یاد آیا تو ڈر سے میں خود بخود کانپنے لگی اور اتنا کہ ادہم بے نے بہی اُسے محسوس کیا اُسوقت ہم مکان کے باہر کے حصہ میں تھے اور اُس زینہ کے پاس پہونچ چکے تھے جہاںسے کہ حرم سرا میں داخل ہوتے تھے -

ادہم بے - (ایک ہاتھہ سے میری کمر پکڑ کر اور سہارا دیکر) تم سے مطلق نہیں چلا جاتا - بیچاری ہاجرہ آج تم نے سخت مصیبت اور تکلیف اُٹہائی ہے -

میں متعجب ہوکر اُنکی طرف دیکھنے لگی اسلئے کہ اُنکی گفتگو سے معلوم ہوتا تہا کہ میری حالت

پر اُنہیں افسوس اور رحم آتا تھا - روشنی کے قریب پہونچکر میں نے دیکھا کہ اُن کا چہرہ نہایت ہی زرد تھا اور اُن کی آنکھوں سے پایا جاتا تھا کہ میرے لئے وہ بہت رنجیدہ تھے - اس کیفیت نے میرے دل پر عجیب اثر کیا آنسو جو میری آنکھوں میں عرصہ سے ڈبڈبا رہے تھے یہ حال دیکھکر بے اختیار جاری ہوگئے اور میں زار زار رونے لگی - اُنہوں نے مجھسے اور کوئی بات چیت نہ کی اور حرم سرا کا دروازہ کھولکر میرے کمرے تک مجھے پہونچا دیا -

ادہم بے - (رخصت ہوتے وقت) - اب آرام کرو اسلئے کہ تمہیں آرام کی سخت ضرورت ہے - اِس بات کا ہرگز خوف نہ کرنا کہ کوئی تمہیں آج رات کو ستائے گا - میں اب رخصت ہوتا ہوں لیکن یاد رہے کہ اگر تم کو میری ضرورت ہو تو آواز دینا میں فوراً آجاؤں گا -

میں اُن کا شکریہ ادا کرنے کی کوشش کرنے لگی لیکن پہلا جملہ بھی ابھی اچھی طرح کہنے نہ پائی تھی کہ اُنھوں نے دروازہ بند کردیا اور چلے گئے - اُن کے جانیکے بعد سب سے پہلا کام جو میں نے کیا وہ یہ تھا کہ اپنے دروازہ میں دوہرا قفل لگایا اور پھر چارپائی پر بیٹھکر جہاں تک سنجیدگی کے ساتھ ممکن ہوسکا اُس روز کی مصیبت پر غور کرنے لگی -

باب ہفتم

تمام رات میں نے ایک کوچ پر بیٹھکر گذاری اور صبح ہوتے ہی اُٹھکر کھڑکی کے پاس

گئی - درد کی شدت سے سر پھٹا جاتا تھا اور مشکل سے کھڑا بھی ہوا جاتا تھا - رات بڑی تکلیف سے گذری تھی اور کل کے واقعات نے دماغ پر اتنا اثر کیا تھا کہ سوچنے کی طاقت مطلق نہ تھی - رات بھر سینکڑوں مرتبہ میں اٹھی اور بیٹھی تھی - بیٹھے بیٹھے کسی کی نگاہ یا کوئی بات یاد آجاتی تھی جس سے اتنا صدمہ ہوتا تھا کہ اُسے دل سے دور کرنے کے لئے مجبوراً پہلو بدلنا پڑتا تھا اور پھر کھڑی ہوجاتی تھی - خیالات ایسے پراگندہ تھے کہ کوئی بات عقل کی نہیں سوجھتی تھی اور صرف دن کے واقعات کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھچا ہوا تھا اور میں اُسے چپ چاپ دیکھ رہی تھی - یہاں تک تو خیریت تھی اب ندامت اور غم نے ہجوم کیا جس کے بوجھ سے دل بیٹھا جاتا تھا - نافذبے سے میں نے اور زیادہ مضبوطی اور استقلال سے کیوں گفتگو نہ کی ؟ اُس تھوڑی دیر کے لئے بھی اُنکے عشق کا اثر اپنے اوپر میں نے کیوں ہونے دیا اور کیوں اُن کی بات سنی ؟ کاش میں نے جھوٹ ہی بولا ہوتا کہ میں داؤد کو چاہتی تھی ! اِسوقت تو یہی آسان معلوم ہوتا تھا کہ اُسی سے میں نے شادی کرلی ہوتی تو بہتر ہوتا - اُس حالت میں مجھے صرف اپنی ہی قسمت کو رونا پڑتا اور میری وجہ سے نصر اللہ پاشا کے خوش و خرم خاندان میں تفرقہ نہ پڑا ہوتا - نہ خانم آفندی کو نافذبے کی عدول حکمی کا داغ اُٹھانا پڑتا اسلئے کہ وہ اپنے چھوٹے بیٹے سے ازحد محبت کرتی تھیں اور نہ پاشا صاحب جیسے رحم دل اور خوش مزاج شخص کو فکر دامنگیر ہوئی ہوتی - دوسرے داؤد سے شادی کے بعد رفتہ رفتہ آپ ہی محبت کرنے لگتی گو دل کو اسوقت بھی اس قسم کے خیال سے نفرت تھی اور وہ سمجھانے سے نہیں مانتا تھا - اس پورے معاملہ پر اچھی طرح غور کرنے کے لئے مجھے اسوجہ سے کافی وقت ملا تھا کہ دوپہر تک میرے پاس کوئی نہیں آیا - میں نے رات سحری بھی نہیں کھائی تھی اور اسلئے کمزوری بہت معلوم ہوتی تھی لیکن ارادہ کرلیا تھا کہ روزہ ضرور رکھوں گی کیونکہ خداوند کریم

کی نافرمانی کرکے اُس سے مدد کی دعا کس طرح کر سکتی تھی؟ میں کسی قدر غنودگی کی حالت میں تھی کہ کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ فوراً میں نے دروازہ کھولدیا لیکن دل دھڑک رہا تھا کہ کہیں خانم آفندی نے کوئی پیغام نہ بھیجا ہو۔ میرا خیال صحیح تھا قنچہ کمرے میں آئی اور اُسکے چہرے سے فکر اور پریشانی ظاہر ہوتی تھی۔

قنچہ ۔ کیا تمہارا روزہ ہے؟

میں نے کہا ہاں اور فوراً دل میں خودبخود یہ خیال پیدا ہوا کہ قنچہ کی زبان سے آج پھر سنتی کہ وہ مجھ سے ابھی تک محبت کرتی ہے یا نہیں۔ اسلئے میں نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور بڑی عاجزی سے پوچھنے لگی:۔

"تمہیں لوہاور کی باتوں کا یقین تو نہیں ہوا ہوگا۔ سمجھ گئی ہوگی کہ جھوٹ کہتی ہے؟"

قنچہ ۔ (کسی قدر پریشان ہوکر) ۔ کہہ نہیں سکتی۔ تعویذ تو اُسی جگہ ملا جہاں لوہاور نے بتایا تھا اگر سچی نہ ہوتی تو وہاں کیوں ملتا؟

میں ۔ اُسنے آپ ہی وہ تعویذ وہاں دفن کیا تھا۔

اس کے بعد میں نے کُل کیفیت اُس عاملہ کے ہاں جانے اور تعویذ وغیرہ لانے کی کہہ سنائی قنچہ نہایت غور سے سنتی رہی اور جیسے ہی میں نے گفتگو ختم کی مجھے سینے سے لگا لیا۔

قنچہ ۔ بیچاری ہاجرہ تمہارے ساتھ بُرا سلوک کیا گیا ہے اور مجھے تو خوف ہے کہ ابھی ابتدا ہی ہے۔ آج خانم آفندی نے حکم دیا ہے کہ تمکو قالفہ (لونڈیوں کی داروغہ) کے کمرے میں لیجاؤں اور فی الحال تمہیں غالباً وہیں رہنا پڑے گا۔ اس سے زیادہ وہ اور کچھ تمہارے حق میں آج نہیں کرسکتیں اسلئے کہ ادھم بے اُنکے ساتھ ہیں اور باہر جاتے معلوم نہیں ہوتے۔

میں - (اشتیاق سے) وہ کیا کہتے ہیں؟
قنجہ - کچھہ بھی نہیں - وہ اس معاملہ کے متعلق گفتگو ہی نہیں کرنا چاہتے - لیکن ابھی تک وفتر نہیں گئے ہیں - اور صبح سے اپنی ماں ہی کے کمرے میں بیٹھے ہوئے لکھہ رہے ہیں جسکی وجہ میرے نزدیک صاف یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اُنکے رہنے سے خانم آفندی تمہیں کسی قسم کی تکلیف دینے سے باز رہیں گی -
میں - اور الفر الله پاشا؟ تمنے کچھہ سنا کہ نافذ بے سے اور اُن سے رات کیا بات چیت ہوئی؟
قنجہ - نہیں ابھی کچھہ سنا نہیں - عرصہ تک باپ بیٹے دونوں ساتھہ رہے اور پھر نافذ بے سیدھے اپنے کمرے میں چلے گئے - آج صبح دونوں باپ بیٹے ایک ساتھہ باہر گئے ہیں - نافذ بے خوب جانتے ہیں کہ ادھم بے تمہاری حفاظت کریں گے اس لئے اُنھوں نے اپنی والدہ سے خود تمہارے بارہ میں کچھہ نہ کہا لیکن اُنکے باہر جاتے ہی خانم آفندی نے اُنکا اسباب باہر مردانہ مکان میں بھجوا دیا ہے اور آج سے وہ وہیں سویا کریں گے - یہ نہیں کہہ سکتی کہ پاشا صاحب کی اجازت سے اُنھوں نے ایسا کیا ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ حبشیوں کو بھی حکم دیدیا گیا ہے کہ نافذ بے کو ہرگز حرم سرا میں نہ آنے دیں -
نافذ بے کی اسقدر بیکسی اور بہتک کی کیفیت سنکر میں اپنی مصیبت بالکل بھول گئی اور ایک بارگی بول اُٹھی :- "یہ نہایت بیجا ہے - ایسا نہ ہونا چاہیئے!"
قنجہ - (لاپروائی سے) سچ ہے - نافذ بے بہت ناراض ہونگے - لو پیاری اب چلو ورنہ خانم آفندی ناراض ہونگی - اور اگر میں تمسے ملنے نہ آؤں تو مجھے سنگدل نہ سمجھنا کیونکہ جو حالت ہے میرے آنے سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہونے کا اور

خود مجھے بہت زیادہ نقصان پہونچنے کا خوف ہے -

میں نے بوسہ لیکر قنچہ کا شکریہ ادا کیا اور اُسکے ساتھ ہولی - قالفہ موجود تھی اور ہمیں دیکھتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی -

قالفہ - (ترشی سے) میرے نزدیک تو خانم آفندی نے تمہیں تہ خانہ میں بند کیا ہوتا تو بہتر تھا - بہرحال تمہیں اس کمرے میں رہنا پڑے گا - میں اب جاتی ہوں تاکہ تنہائی میں تم اپنی بیجا حرکتوں پر اچھی طرح غور کر سکو -

یہ کہکر اُسنے دروازہ بند کر دیا اور قفل لگا کر چلی گئی - اور میں تنہا اس قید میں رہی - وہ دن نہایت مصیبت سے گذرا - کوئی میرے پاس نہ آیا - ظاہرا ادہم بے اپنی والدہ کے کمرے میں دن بہر رہے ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ خانم آفندی مجھے آرام سے رہنے دیتیں اتنی دیر تک بلا حس و حرکت بیٹھے رہنے اور اس خیال سے کہ میں کسقدر بے بس تھی اور نوشتہ قسمت کو مطلق نہیں بدل سکتی تھی میں قریب قریب پاگل اور بدحواس ہو گئی تھی کہ شام کا گھنٹہ بجا لیکن تب بھی کوئی نہ آیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سب لوگ مجھے بالکل بھول گئے تھے - کہیں پورے ایک گھنٹہ بعد قنچہ آئی اور ایک خوان جو اپنے ہمراہ لائی تھی میرے سامنے رکھدیا -

قنچہ - یہ لو - ابھی کھانے کے کمرے میں ادہم بے نے پوچھا کہ تم کھانا کھا چکی ہو یا نہیں اور اپنی بی بی کے نہیں کہنے پر مجھے کھانا لانے کا حکم دیا - پاشا صاحب کی موجودگی کی وجہ سے خانم آفندی کو ہمت نہوئی کہ منع کریں ورنہ میرا آنا کسی طرح ممکن نہ تھا -

ادہم پاشا نے واقعی بڑی مہربانی کی - کیوں ؟

میں - نہایت -

ادہم بے نے جو اتنا میرا خیال رکھا یہ سوچکر مجھپر عجیب رقت طاری ہوئی لیکن کھانے کی

کوشش بالکل بیکار گئی - اس لئے کہ مجھہ سے کچھہ کھایا نہ گیا - صرف تھوڑا شوربا پیکر میں نے خوان سامنے سے ہٹادیا -

میں - نافذ بے ابھی آئے یا نہیں ؟

قنجہ - ہاں - حرم سرا کے دروازہ تک آئے تے کہ حبشیوں نے اُنہیں اندر آنے سے روکا -

میں - (بے چین ہوکر) - تب ؟ اُنہوں نے کیا کہا ؟

قنجہ - کچھہ بھی نہیں - نافذ بے کو اپنی وضع کا اسقدر پاس ہے کہ نوکروں کے سامنے وہ کبھی یہ ظاہر نہ کریں گے کہ اُنکو کسقدر صدمہ اس حرکت سے ہوا -

میں - جو کچھہ خانم آفندی نے کیا ہے کیا نصر اللہ پاشا کی منظوری سے ؟

قنجہ - ہاں - وہ کہتے ہیں کہ نافذ بے اگر کچھہ دن باہر ہی رہیں تو بہتر ہے - اُنکے نزدیک تو یہ ایک خفیف سا معاملہ معلوم ہوتا ہے اور اُن کا خیال ہے کہ اگر ہفتہ عشرہ میں داؤد سے تمہاری شادی ہوجاے تو بس قصہ تمام ہے -

میں خاموش رہی اسلئے کہ داؤد سے تو کسی حالت میں شادی کرنا نہیں چاہتی تھی - جس طرح نافذ بے اور اُنکے ارادوں کو ہلکی نظر سے دیکھا جاتا تھا اور وہ اس قابل نہیں سمجھے جاتے تے کہ اُن پر کوئی بحث کیجاے اسکی مجھے شکایت تھی لیکن ساتھہ ہی میرے دل میں یہ خیال بھی گذرتا تھا کہ وہ کوئی کام ایسا ضرور کرینگے جس سے اُنکے عزیز و اقارب کو ثابت ہوجائیگا کہ اُنہیں حقارت کی نظر سے دیکھنا اچھا نہیں -

پانچ منٹ تک ہم دونوں خاموش رہے - قنجہ پریشان معلوم ہوتی تھی اور اپنی سراسیمگی چھپانے کی غرض سے خوان میں رکابیاں سبنھال رہی تھی -

قنجہ (خوان ٹھیک کرتی ہوئی) - ہاجرہ تم بڑی عقلمند لڑکی ہو اس لئے ضرور

سمجھتی ہوگی کہ میرے نوجوان آقا سے شادی کی امید رکھنا بالکل بیفائدہ ہے۔ کیوں سچ کہتی ہوں یا جھوٹھ؟

میں - (آہ کھینچکر) نہیں بالکل سچ کہتی ہو۔

قنچہ - اچھا تو ایسا کچھہ زیادہ حرج نہوگا اگر میں اپنی بی بی ولیہ خانم کا جنکی میں نوکر ہوں حکم بجالاؤں حالانکہ میں جانتی ہوں کہ اس معاملہ میں وہ غلطی پر ہیں۔ اُنہوں نے نافذبے کو خط لکھکر اپنی ہمدردی ظاہر کی تھی اور تمہاری حالت سے بھی مطلع کیا تھا جس کے جواب میں نافذبے نے اُنکا شکریہ ادا کرکے یہ خط تمہارے لئے بھیجا ہے (مجھے خط دیکر) ولیہ خانم چونکہ خود نہیں آسکتیں اس لئے مجھہ سے اِس کے لانے کی درخواست کی پہلے تو میں نے انکار کیا لیکن وہ کچھہ اس طرح گڑگڑائیں کہ دوبارہ انکار کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

نافذبے کا خط اور اُسپر جو پاکیزہ دستخطی مہر ثبت تھی اُس کے دیکھنے میں میں اسقدر محو تھی کہ قنچہ کے آخری الفاظ اچھی طرح نہیں سنے۔ آج پہلی مرتبہ نافذبے کی تحریر میں نے دیکھی تھی اور مجبوراً اقرار کرنا پڑا کہ اُنکا حرف ایسا خوبصورت نہ تھا۔ معمولی ترکی انداز سے اُنکے حرف زیادہ بڑے اور موٹے تھے۔ خط یہ تھا:-

"میری مسکین جان۔ ولیہ سے معلوم ہوا کہ تمہیں کسی نے ابتک ستایا نہیں ہے اور مجھے یقین بھی ایسا ہی تھا۔ اِس لئے کہ جب تک ادہم بے وہاں ہیں کوئی تم سے نہ بولے گا۔ آج شب کو پھر میں اپنے والد سے گفتگو کروں گا اور اُن سے تمہارے ساتھہ شادی کی اجازت مانگوں گا اگر اُنہوں نے اجازت دیدی تو والدہ کو بھی ضرور راضی ہونا پڑے گا اور اگر اُنہوں نے انکار کیا تو کل صبح میں تمکو اُسکی اطلاع دوں گا۔ کل جمعہ ہے سب نوکر نماز کے لئے مسجد جائیں گے میں

حرم سرا کے دروازہ کی کنجی تمہارے پاس بھیجدوں گا اور کشتی لیکر باغ کی طرف گھاٹ پر تمہارا منتظر رہونگا تم آسانی سے وہاں آسکتی ہو کوئی تمہیں نہ دیکھیگا - وہاں سے ہم دونوں ایک دوست کے مکان پر چلیں گے اور قاضی آکر نکاح پڑھا دیگا - جہاں یہ ہوا میرے عزیز و اقارب کو مجبوراً رضامند ہونا پڑے گا -

نافذ"

یہ خط کا مضمون تھا - اسقدر اختصار اور محض معاملہ کی باتوں کی وجہ سے مشکل سے اُسے تعشق نامہ کہہ سکتے ہیں لیکن میرے نزدیک تو وہ اعلیٰ سے اعلیٰ پُر شوق اور گرمجوشی کے اظہار محبت سے کہیں زیادہ تھا اور اِس سے بڑھکر نافذ بے کے عشق و اُلفت کا ثبوت مجھے درکار نہ تھا -

قنجہ - (خوان اُٹھا کر اور نہایت دلسوزی سے) ہاجرہ کچھہ ہی وعدہ وہ نہ کریں نافذ بے کی بات نہ سننا - جب تک پاشا صاحب اجازت نہ دیں وہ بالکل بے بس ہیں اگر اُن کی بات سنی تو اس سے بڑھکر مصیبت تم پر آئے گی -

مین نے کچھہ جواب نہ دیا اور قنجہ یہ کہکر چلی گئی - گھنٹوں وہ خط میری گود میں پڑا رہا اور میں اُسے دیکھتی رہی اور اس شش و پنج میں رہی کہ اپنے عاشق کا کہنا مانوں یا اُنکی والدہ کا جو حق مجھہ پر تھا اُس فرض کو ادا کروں - میں نے اپنے دل سے سوال کیا کہ نافذ بے کا یہی کوئی حق مجھہ پر اُس اظہار عشق و محبت کی وجہ سے تھا یا نہیں اور اُسکی ادائیگی میرے ذمہ تھی یا نہیں ؟ جس حالت میں اُنہوں نے مجھے اِس قابل سمجھا کہ میں اُنکی بی بی کہلاؤں اور محض میری وجہ سے اپنے رشتہ داروں کے طعنے سنیں تو یہ کس طرح ممکن تھا کہ میں اُنسے بے اعتنائی اور عیاری کرتی اور صرف اُنکے والدین کی مخالفت کی بنیاد پر تمام عیش زندگی برباد کر دیتی - غرض کہ عجیب مخمصہ میں میری جان تھی اور سمجھہ میں نہیں آتا تھا کہ

مجھے کیا کرنا چاہیے - ایک عربی مصنف کا قول ہے کہ "اگر تم کسی ایسے پیچیدہ معاملہ میں حیران و پریشان ہو کہ جسپر دو پہلوؤں سے نظر ڈالی جا سکتی ہے تو اُس پہلو کے مطابق عملدرآمد کرو جو کہ تمہاری طبیعت کے بالکل خلاف ہو اس لئے کہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ دس میں نو بار وہی صحیح ہو گا" لیکن اس موقع پر مجھے پورا یقین تھا کہ اس اصول پر کارروائی کرنا درست و صحیح ہو گا میرے ساتھ شادی کی مخالفت ایک وجہ سے تھی یعنی یہ کہ میں غریب تھی - کیا یہ مناسب ہو گا کہ اُن کی والدہ کے ایک محض بیجا وہم و خیال کی تائید میں میں نافذبے کے ساتھ بُری طرح پیش آؤں ؟ چونکہ میں ابھی نہایت کم عمر تھی اور ایسی مصیبت کی حالت میں تھی اس لئے اُسوقت دل سے یہ چاہتی تھی کہ کوئی ایسا منصف مزاج شخص مل جائے جس سے کہ میں اس معاملہ میں صلاح لوں یہ معلوم ہی تھا کہ گھر کے سب لوگ خانم آفندی کے طرفدار ہو نگے - کسی دوسرے ایسے شخص سے میں واقف نہ تھی جس کے پاس جاتی اور اپنی پردرد کہانی سناتی اس حیص بیص کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس معرکہ میں عشق کی فتح ہوئی اور جب میں سوچتے سوچتے کھڑی ہو گئی تو یہ تصفیہ کر چکی تھی کہ نافذبے کی خواہش کو پورا کروں گی - ایک خیال یہ بھی ہوا کہ شاید نصراللہ پاشا راضی ہو جائیں لیکن پھر اپنے آپ کو سمجھایا کہ اس قسم کی امید موہوم کا اعتبار کیا لہٰذا نافذبے نے جو تدبیر سوچی تھی اُس کے لئے تیار رہنا چاہیے لیکن اِس کے لئے میرے فرغل کا پاس ہونا ضروری تھا - دروازہ کی طرف نظر کی تو دیکھا کھلا ہوا ہے - قنچہ کنجی تو لیتی گئی لیکن دروازہ کھلا چھوڑ گئی - میرے نزدیک تو اُسنے قصداً ایسا کیا تھا اس لئے کہ ظاہرا وہ میرے ارادے کو تاڑ ضرور گئی تھی اور گو مجھے سمجھاتی تھی تاہم بوقتِ ضرورت میری امداد سے پہلوتہی نکرتی -

کھڑکی سے نیچے جو باتوں کی آواز آئی اُس سے میں سمجھی کہ گھر کے تمام لوگ اُس وقت

باغ مین تھے - تب تو آسانی سے فراغل اپنے کمرے سے لا سکتی تھی - نہایت احتیاط سے دروازہ کھولا - ہال بالکل خالی تھا اور ادہم بے برآمدہ میں تھے جہاں سے اُن کی آواز صاف سنائی دیتی تھی - چپکے سے ہال میں ہو کر میں زینہ پر چڑھ گئی اور کسی نے مجھے نہ دیکھا - ادہم بے ابھی تک باتیں کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے :-

" عزت پاشا بہت اچھے شخص ہیں اور ہمارے پاشا صاحب اُن سے خوش ہیں - اُنہیں بڑی خوشی ہو جو عطیہ کی شادی نافذ سے ہو جائے تاکہ اس ذریعہ سے آپس کی دوستی اور اختلاط اور بھی زیادہ مستحکم ہو جائے "

میں جلدی سے اپنے کمرے میں داخل ہو گئی اور فراغل اور نقاب الماری سے نکالکر لوٹنے لگی - ٹھیک سامنے نافذ بے کا کمرہ کھلا ہوا اور بالکل خالی پڑا تھا - اُسکی یہ حالت دیکھکر مجھے بیحد افسوس ہوا اور غمدیدہ ہو کر نزدیک سے اُس کے اندر نگاہ کرنے لگی - جیسے ہی واپس آنے کے لئے میں پھری زینہ پر کسی کے پیر کی آواز سنائی دی - میں سمجھ گئی کہ کون تھا - یعنی خانم آفندی اوپر آرہی تھیں اور ایک دم میں اُن کا میرا سامنا ہو جائے گا میں گھبرا کر ادھر اودھر دیکھنے لگی کہ کوئی راہ بھاگنے اور اُن سے بچنے کی تھی یا نہیں لیکن کوئی صورت کامیابی کی نظر نہ آئی اس لئے کہ نافذ بے کے کمرے سے میں اسقدر دور آگئی تھی کہ اُس تک لوٹ کر جانا ممکن نہ تھا - ہاں ایک صورت نجات کی تھی اور وہ یہ کہ باہر مردانخانہ میں جانے کا دروازہ میرے سامنے تھا - غور کرنے یا ہچکچانے کا موقع نہ تھا کیونکہ خانم آفندی پہونچا ہی چاہتی تھیں اسلئے جلدی سے دروازہ کھول میں اندر داخل ہو گئی اچھی طرح اندر جانے بھی نہ پائی تھی کہ خانم آفندی معہ بوہاور کے اوپر آ پہونچیں - اگر ان دونوں جانی دشمنوں نے مجھے اُسوقت دیکھ لیا ہوتا تو خدا جانے میری کیا گت بنی ہوتی اور یہی خیال کر کر کے میں خوف و گھبراہٹ سے کانپنے لگی - لیکن زیادہ

دیر مجھے اس بات کے سوچنے کا بھی موقعہ نہ ملا - ایکبارگی نا قذبے کی آواز میرے
کان میں آئی اور اس قدر نزدیک معلوم ہوئی کہ میں ادھر فوراً اس اُمید سے بہری کہ
انہیں اپنے پاس کھڑا دیکھونگی - یہ امید (اگر اُسوقت کے مجموعہ خوشی و خوف اور خطاوار
ہونے کے خیال کو جو میرے دل میں گذرا اس نام سے پکار سکیں) میری بر نہ آئی - میں
جہاں کھڑی ہوئی تھی وہ ایک تنگ راستہ مردانخانہ میں جانیکا تہا اور اُدہر کے ایک کمرے سے جسکا
دروازہ کُھلا ہوا تہا نا قذبے کی آواز آرہی تھی - میں نے جھک کر کمرے میں نظر کی تو دیکھا کہ
سامنے نصر اللہ پاشا ایک میز کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں - اور اُس پر بہت سے کاغذات
رکھے ہیں چونکہ روشنی اُنکے چھرے پر پڑرہی تھی میں نے دیکھا کہ وہ آزردہ خاطر معلوم ہوتے
تھے - نا قذبے نظر نہ آئے لیکن اُن کی باتوں کی آواز آتی تھی اور گوشِ دل سے میں اُنہیں
سننے لگی - وہ اُسوقت یہ کہہ رہے تھے -

معر قبلۂ من - میں جانتا ہوں کہ جناب کے سامنے عشق و شادی کا ذکر کرنا خلاف ادب
ہے لیکن چونکہ اماں جان اس معاملہ میں دخل دینا نہیں چاہتیں اور خود جناب ہی
نے یہ ذکر چھیڑا ہے اسلئے امید ہے کہ جناب میرے اس قصور سے چشم پوشی فرمائینگے -
جیسا کہ جناب کا خیال ہے ابی نے مجھ سے کہا تہا کہ صفیعہ کا ایک خط آیا ہے جسمیں
انہوں نے تحریک کی ہے کہ اگر اُن کی نند عطیہ کے ساتھ میری شادی ہو تو اچھا
ہے لیکن اس کے جواب میں میں نے ابی سے کہدیا کہ میں عزت پاشا کی بہن سے شادی
نہیں کر سکتا اس لئے کہ اس بارہ میں میرا ارادہ اور ہی کچھ ہے -

نصر اللہ پاشا (روکھے پن سے) تمہیں اختیار ہے کہ عطیہ سے شادی کرو یا نہ کرو
اس لئے کہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جسکا تصفیہ تمہارے مذاق اور طبیعت پر منحصر ہے
میں تمہیں وہاں شادی کرنے کے لئے مجبور نہیں کر سکتا اور نہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو

مجبور کروں جو میں چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہاجرہ کے ساتھہ جو تم حماقت کرنے والے ہو اُس سے کسی طرح باز آؤ تمکو محض اپنی خوشی کا خیال ہے یہ نہیں سمجھتے کہ تمہاری اس خودغرضی کی وجہ سے اُس بیچاری لڑکی پر کیا کچھہ آفت نہ آئے گی اور تمہاری ماں اُسکی دشمن ہوجائینگی - آج ہی اگر ادہم بے حرم سرا میں نہ رہے ہوتے تو بیچاری کو وہ دن یاد کر کے رونا پڑتا جبکہ اُسنے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا اور یہ تم جانتے ہو کہ ہمیشہ ادہم اُس کی حفاظت کے لئے نہیں بیٹھے رہسکتے اور نہ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ اگر میں خود بھی حکم دیدوں کہ اُسکو کوئی ہاتھہ نہ لگائے اور نہ کسی قسم کی ایذا دے تو اُس حکم کی تعمیل کیجائے گی -

نافذ بے - (اضطراب سے) - اُسے کیوں کوئی ایذا پہونچاے اور اُس سے شادی کرنے میں کیا ہرج ہے اور کون سی شے مانع ہوسکتی ہے ؟ جبکہ جناب نے خود وحیدہ کی شادی ایک سرکیشین یاور (ایڈی کانگ) علی بے کے ساتھہ کی ہے تو ہاجرہ سے میرا نکاح ہونے میں کونسا عذر ہوسکتا ہے اور ایسی شادی کیوں خلافِ وضع و رسم خاندان تصور کیجاے - (نصر اللہ پاشا جواب دیا ہی چاہتے تھے کہ نافذ بے نے پھر جلدی سے کہا) نہیں قبلہ قصور معاف جو جناب فرمانا چاہتے ہیں میں سمجھ گیا - لیکن ہمارے ملک میں خلافِ رسم خاندان شادی کرنا کوئی چیز نہیں ہاں یہ سچ ہے کہ سرکیشیا کے لوگ اس قاعدہ سے بری ہیں لیکن کیا ترکوں نے ایسی لاوارث لڑکیوں سے شادیاں نہیں کی ہیں جنہیں کہ پاشاؤں کی خانموں نے پالا اور پرورش کیا ہو ؟ ہاجرہ ہمارے مکان میں بالکل بطور عزیز اور رشتہ دار کے رہی ہیں اس لئے یہ کہنا کسی طرح غلط نہ ہوگا کہ وہ اماں جان کی منہ بولی بیٹی ہیں - اُنکے ماں باپ زندہ نہیں جنکی نسبت کہا جاسکے کہ اُنکی وجہ سے ہمیں شرمندگی ہوگی - سچ تو یہ ہے کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جو شے میرے

لئے میری زندگی کی سب سے زیادہ خوشی کا باعث ہو اُسکی کیوں اس طرح بلا کسی معقول وجہ کے مخالفت کیجائے۔

تہوڑی دیر نصر اللہ پاشا خاموش رہے اور کچھ سوچتے رہے۔ میری سب امیدوں کا دار مدار اُن کے جواب پر تہا اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ کس اشتیاق سے میں اُسکی منتظر تھی۔ ذرا جھک کر دیکھا تو اپنے عاشق کی جھلک پائی وہ کسی قدر سامنے جھکے ہوئے تھے ایک ہاتھ کرسی پر تہا اور چہرے سے معلوم ہوتا تہا کہ اپنے ارادے میں پکے تھے اور جواب کا بڑی آرزو سے انتظار کر رہے تھے۔

نصر اللہ پاشا (بیٹے کی طرف اس مرتبہ مہربانی سے دیکھکر)۔ عزیز من مجھے اس بات کا مطلق خیال نہیں ہے کہ دنیا کیا کہیگی۔ اگر میں سمجھتا کہ محض ہاجرہ سے بیاہ کرنے پر تمہاری تمام خوشی کا دار و مدار ہے تو میں اس معاملہ میں مطلق پس و پیش نکرتا اسلئے کہ خدا کے فضل سے مجھے اسقدر اعزاز حاصل ہے کہ دنیا رائے قایم کرنے میں میری پابند ہے نہ کہ میں دنیا کا اور جسطرف چاہوں اُسکی ناک پہیر سکتا ہوں۔ اس زمانہ میں اگر انسان کے پاس روپیہ ہو اور نام بہی مشہور ہو تو جو جی چاہے کر سکتا ہے اور اِن دونوں کے ذریعہ سے بڑے بڑے حیرت انگیز کام نکال سکتا ہے۔ میں تو تمہیں ایک عیسائی عورت سے بہی شادی کرنے کی اجازت دیدوں اور دنیا کی انگشت نمائی کی پروا نکروں۔

نافذ بے۔ تو جناب مجھے اجازت دیتے ہیں؟ (پہر ایک قدم آگے بڑہکر) کیا جناب کو کسی قسم کا شک ہے کہ اس بارے میں میرا ارادہ پختہ نہیں ہے؟

جواب جو ملا اُسنے کمر توڑ دی اور سب امیدیں خاک میں ملا دیں۔

نصر اللہ پاشا (مضبوطی سے) ہاں مجھے شک ہے۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ کسی

شخص کی آیندہ بہبودی کا انحصار ایک عورت کے دم پر ہو ترکوں کی شادیوں میں
عموماً عشق کو مطلق دخل نہیں ہوتا اور نہ یہ لفظ ایسے موقعوں پر استعمال کیا جاتا ہے۔ تمنے جو یہ
لفظ زبان سے نکالا ام سکے لئے میں تمہیں کچھہ نہیں کہنا چاہتا اس لئے کہ مجھے ترکِ ادب
وغیرہ کا چنداں خیال نہیں ہے لیکن اس کا تو تم ضرور اقرار کروگے کہ باپ بیٹے کی گفتگو میں
عشق کا نام زبان پر نہ آنا چاہیئے۔ بس یہی اس بات کے ثبوت کے لئے کافی ہے کہ
اس قسم کے معاملات میں اس لفظ کی کچھہ وقعت نہیں۔ ہاجرہ کی جو محبت تمہارے دل میں
ہے وہ صرف ایک دم کی لہر ہے ممکن ہے کہ یہ خیال تمہارا قایم رہے یا نہ رہے
ایسی حالت میں انصاف اس بات کا مقتضی نہیں کہ تمہاری اس اُمنگ کو پورا کرنیکے لئے
تمہاری والدہ کو میں رنجیدہ کروں۔

نافذبے خاموش ہو گئے۔ چونکہ میرے ٹھیک سامنے تھے میں نے دیکھا کہ وہ نہایت
غمگین معلوم ہوتے تھے اور اُنکی آنکھوں سے بے صبری ظاہر ہوتی تھی۔

نافذبے۔ (ایسی آواز سے کہ جس سے کسی قدر طنز پایا جاتا تھا) جناب کے دستِ قدرت
میں جو کچھہ ہے اُس سے بڑھکر اور کوئی کرم بندہ کے حال پر نہیں ہو سکتا اور بندہ اُسکا تمام عمر
شکرگذار رہے گا۔ کیا اماں جان کے غصہ کے مقابلہ میں اسکی کچھہ وقعت نہیں ہے؟

گو ہر شخص کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ نافذبے کے طنز کو معلوم کر سکے لیکن نصر اللہ پاشا
سمجھہ گئے اور اُنکے چہرے سے فوراً ناخوشی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔

نصر اللہ پاشا (روکھے پن سے)۔ تمہاری شکرگذاری کی جب تک کہ اُسکے ساتھہ
ادب و تعظیم شریک نہوں میرے نزدیک کچھہ زیادہ وقعت نہیں اور ان دونوں چیزوں
کو آج تم عجیب طور پر فراموش کئے ہوئے ہو۔ اگر ہاجرہ کی محبت کا اثر تم پر ایسا ہی
ہونے والا ہے کہ جس کے سبب سے تم میرے ساتھہ اس قدر گستاخی

سے پیش آرہے ہو تو اُس کے ساتھ تمہاری شادی ہونے سے مجھے کیا بھلائی کی امید ہوسکتی ہے؟۔

نافذ بے۔ (بے اختیار ہو کر)۔ اپنے قصور کی معافی چاہتا ہوں جناب کی خدمت میں کیونکر بے ادبی کرسکتا ہوں؟ (ذرا ٹھہر کر اور یقین دلانے کے انداز سے) جبکہ اسوقت صرف آپ ہی ایک میرے خیر خواہ و مددگار رہگئے ہیں تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ آپ کو ناراض کردوں؟ اگر جناب کسی طرح یقین فرمائیں کہ میری زندگی کی تمام خوشی کا دار و مدار جناب کے آج شب کے تصفیہ پر منحصر ہے تو اگر حماقت سے کسی قدر جھنجھلاہٹ بھی مجھ سے ظہور میں آئے تو مجھے امید ہے کہ جناب ضرور اُس سے چشم پوشی فرمائینگے۔

نصر اللہ پاشا (مسکرا کر) مجھے پورا یقین ہے کہ اسوقت تم اپنے ارادے میں بالکل پکے ہو لیکن یہ نہیں معلوم کہ کب تک تم اسی طرح ثابت قدم رہوگے۔

نافذ بے۔ تمام عمر۔ یقین فرمائیں میں کبھی نہیں بدلوں گا۔ اگر ایسا ہو۔

نصر اللہ پاشا (قطع کلام کرکے)۔ ہوں! "اگر ایسا ہو"! تو اُسوقت تیر از کماں رفتہ کا مصداق ہوگا۔ تمہاری والدہ سینہ فگار ہوچکی ہونگی تمہاری وجہ سے خاندانمیں ناچاقی گھر کرچکی ہوگی اور وہ بیچاری لڑکی تمام عمر کے لئے تباہ ہوچکی ہوگی۔ اور اس سب سے فائدہ کیا ہوگا؟ کچھ بھی نہیں ۔ سنو اگر میں چاہتا تو اس معاملہ میں تم سے بالکل بحث نکرتا اور تمکو صرف حکم دیدیتا کہ اُس لڑکی کی نسبت جو تمہارا ارادہ ہے اُس سے باز آؤ لیکن نہیں میں بہتر سمجھتا ہوں کہ سمجھا کر تمہیں اس کام سے باز رکھوں۔ یہ بھی تم سے کہے دیتا ہوں کہ اب تک تمنے کوئی ایسا کام نہیں کیا ہے جس سے تمہیں شرمندہ ہونا پڑے گو کل ضرور مجھے خوف تھا کہ یہ بات کہیں حد سے زیادہ نہ بڑھ جائے۔ اگر ایسا ہوا ہوتا تو تم مجھے اسقدر ملایم نہ پاتے

اب چونکہ تمنے اپنے آپ کو اس قابل ثابت کیا ہے کہ تمہاری خواہشوں کی نسبت سنجیدگی سے بحث کیجاے میں اس گفتگو کے لئے بالکل تیار ہوں - بیٹھہ جاو تمہارے ارادوں کے خلاف تمہیں وجوہ سناؤں -

نافذبے - لیکن قبلہ اگر اُن سے میری تشفی نہو؟

نصر الدین پاشا (سختی سے) ہونی ہی ہوگی - یاد رکھو کہ تم خود مختار نہیں ہو اور مجھہ کو جو اختیار تمپر حاصل ہے اُسکی کوئی حد نہیں -

نافذبے نے جواب نہ دیا لیکن جب وہ بیٹھے تو اُنکے چہرہ سے وہ بردباری اور اطاعت شعاری نہیں پائی جاتی تھی جس کے اظہار کی اُمنے امید تھی - نصر الدین پاشا نے ایک لمحہ نافذبے کے چہرے کی طرف غور سے دیکھا لیکن وہ ایسے بیوقوف نہ تھے کہ اگر انہوں نے نافرمانی کے آثار بھی کچھہ پائے ہوں تو اُسیوقت اُنکا ذکر کرتے -

اُسوقت میرے دل میں بیساختہ یہ خیال پیدا ہوا کہ چھپ کر باتیں سننا کسقدر بُری بات ہے اور اپنی غلطی پر نادم ہو کر حرم سرا کے دروازہ کی طرف بڑھی لیکن خوف زدہ ہو کر ایکبارگی ٹھہر گئی اس لئے کہ باتوں کی آواز اور برتنوں کی کھڑکھڑاہٹ میرے کانوں میں آئی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ لونڈیاں میز پر کھانا چن رہی تھیں اسوقت کا کھانا ہمیشہ ہال میں کھایا جاتا تھا - میں تو گویا قیدی ہی تھی اور یہ نہیں جانتی تھی کب تک اس طرح رہوں گی لیکن اُسوقت تو یہ دعا مانگنے لگی کہ خدا کرے نصر الدین پاشا جلد کھانا کھانے چلے جائیں کہ مجھے وہاں سے بھاگنے کا موقع ملے اور کوئی دیکھہ نہ لے - میں نے پھر جھانک کر دیکھا تو پاشا صاحب اُسوقت بول رہے تھے اور گو مجھے وہاں اور زیادہ چھپ کر سننے سے سخت نفرت معلوم ہوتی تھی اور اسی لئے جہانتک ممکن

ہوا میں دروازہ سے دور ہٹ آئی تاہم باپ بیٹوں کی گفتگو سنتے ہی بنی۔

نصر اللہ پاشا کہہ رہے تھے :۔

"تم نے ابھی اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ تمہاری والدہ کی خاطر داری مجھے زیادہ منظور ہوگی۔ اور اُن کی رضامندی کو تمہاری آیندہ کی خوشی پر ترجیح دونگا یہ تمہارا خیال غلط ہے۔ اُنکا ذکر جو میں نے اس گفتگو میں کیا وہ صرف ہاجرہ کے خیال سے نہ کہ اپنی اور تمہاری وجہ سے۔ اگر تم اُنکی خلاف مرضی ہاجرہ سے شادی کروگے تو وہ اُس کی سخت دشمن ہو جائیں گی۔ تم خود سوچ دیکھو کہ وہ کیا کچھ نہیں کرسکتی ہیں اور پھر کہو کہ کیونکر ایمانداری اور انصاف اسکے مقتضی ہو سکتے ہیں کہ تمہاری ایک دم کی لہر کے پورا کرنے کے لئے اُس لڑکی کی تمام عمر کی خوشی معرض خوف میں ڈالدوں؟

نافذ بے۔ جب وہ میری بی بی ہوگی تو مجھے اُسکے بچانے کا بھی حق حاصل ہوگا دوسرے اماں جان ہرگز اپنی بہو سے بُری طرح پیش نہ آئینگی اور نہ جناب کبھی اس قسم کا سلوک جائز رکھیں گے۔

ایک لحظہ نصر اللہ پاشا خاموش رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ از حد ناخوش تھے پھر ایکبارگی نافذ بے کی طرف دیکھنے لگے۔

نصر اللہ پاشا (جلدی سے)۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں اور بھی زیادہ صاف الفاظ تمہارے ساتھ استعمال کروں؟ تمہاری اتنی عمر حرم سرا میں گذری اور اتنا تم نہیں سمجھتے کہ مجھے کس امر کا خوف ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ادہم نے اگر خاص اپنی لونڈی کے ہاتھ ہاجرہ کو کھانا نہ بھیجا ہوتا تو اسوقت کیا سے کیا ہو گیا ہوتا؟

میں خوف سے کانپتی ہوئی پیچھے ہٹی۔ اور فوراً سمجھ گئی کہ اگر ادہم بے نے قنچہ کے ہاتھ کھانا نہ بھیجا ہوتا تو میری کیا حالت ہوئی ہوتی۔ اُسکے بعد نافذ بے کرتے ہی کیا؟

حرم سراؤں میں قاعدہ ہے کہ جب کسی بے موقع اور خلاف طبع انسان کو راہ سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں تو اس کام کے لئے زہر استعمال کیا جاتا ہے۔ خانم آفندی اس بارہ میں مشکوک ہوچکی تھیں گو یہ جرم اُن پر ثابت نہو سکا۔ اس سے صاف ظاہر تہا کہ نصر اللہ پاشا کو میرے ساتھہ بدسلوکی کا خوف نہ تہا بلکہ میری جان کا اندیشہ تہا۔

دو چار منٹ نافذ خاموش رہے اور جب بولے بہی تو کسی قدر دبی ہوئی زبان سے

نافذ بے۔ میں مکرر عرض کرتا ہوں کہ کیسا ہی خوف کیوں نہو بحیثیت شوہر ہونے کے میں ہاجرہ کی حفاظت کرسکوں گا اور اسمیں شک نہیں کہ اُس میں مجھے کامیابی بہی ہوگی۔

نصر اللہ پاشا (غصہ سے)۔ لیکن میں تمہیں اُسکے شوہر بننے کی اجازت نہیں دیتا کیسے ہی بیباک کیوں نہو لیکن مجھے یقین ہے کہ اس قسم کی صریح نافرمانی تم ہرگز نکروگے۔

نافذ بے نے فوراً جواب نہ دیا اس لئے تہوڑی دیر بالکل خاموشی چہائی رہی۔ ہال میں لونڈیاں ہنسی خوشی باتیں کررہی تہیں اور میں یہاں قید تہی یکایک میرے عاشق کی آواز میرے کان میں آئی۔ کسیقدر کانپتی اور تہرتہراتی ہوئی تہی لیکن اُسکی دلسوزی اور جوش نافذ بے کی پختگی ارادہ پر دلالت کرتے تہے۔

نافذ بے۔ میں ہاجرہ کو اتنا چاہتا ہوں کہ جناب کی ناخوشی کا خیال نہ کرکے اور حکم کے خلاف اوس سے شادی کرنے پر مجبور رہونگا۔ خدا شاہد ہے کہ میرے نزدیک بہتر تو یہی ہوتا کہ جناب کی اجازت سے شادی ہوئی ہوتی لیکن چونکہ جناب اجازت عطا نہیں فرماتے مجھے مجبوراً بلا اُسکے شادی کرنی پڑے گی۔

نصر اللہ پاشا (روکھے پن اور حقارت سے)۔ اگر تمہارا دل چاہے تو ایسا ہی کرو اپنی آزادی دکھاؤ میں ہرگز تمہیں روکنا نہیں چاہتا لیکن یاد رکھو کہ اس سے تمہیں کسقدر سخت نقصان پہونچے گا جس روز کہ تم شادی کروگے وہ آخری دن تمہارے اس مکان میں رہنے کا ہوگا اور قسم ہے اپنے باپ کی قبر کی کہ قسطنطنیہ میں بھی اُسکے بعد نہیں رہنے پاؤگے۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ ہاجرہ سے تمہارا نکاح روکنا میرے اختیار سے باہر ہے لیکن اُسی روز تم یہاں نکال دیئے جاؤگے اور جب تک دم میں دم ہے قسطنطنیہ واپس نہ آنے دوں گا۔ اگر ایسا نکروں تو خدا مجھے اُسیوقت مارڈالے ایمں نے تمہیں آگاہ کردیا آیندہ تمہیں اختیار ہے۔ میں یہ بھی نہیں دریافت کرنا چاہتا اور نہ مجھے اس کی پروا ہے کہ کیونکر اور کس طرح تم اِس کا انتظام کروگے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ تمنے پہلے ہی سے کچھ بندوبست کرلیا ہوگا۔ اگر تمہیں اپنی بربادی کا مطلق لحاظ نہیں ہے تو بہتر ہے اپنے دل کا ارمان نکال لو۔

یہ گفتگو سنکر میرے حواس بجا نہ رہے۔ افسوس! میری سب امیدیں اور آرزوئیں خاک میں ملگئیں۔ جیسے ہی نصر اللہ پاشا چپ ہوے اُس راستہ میں جہاں میں کھڑی تھی کسی کے پیر کی آواز سنائی دی۔ میں جلدی سے کواڑ کی آڑ میں ہوگئی اور دیکھا کہ ایک حبشی نے آکر اطلاع دی کہ کھانا تیار ہے۔ نصر اللہ پاشا فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور غضب یہ کیا کہ حرم سرا میں داخل ہوکر مردانخانہ میں جانے کا دروازہ بند کرکے قفل لگادیا۔ میں وہیں بند رہگئی اور اب رات کو حرم سرا میں بھی جانا ممکن نہ تھا۔ ہال کی طرف نظر کی تو ایک بغل کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اُس میں اندھیرا تھا۔ بیساختہ میرا دل اندر جانے کو چاہا اور دوڑ کر میں اُس میں چلی گئی۔ اِدھر تو میں وہاں جاکر ایک کرسی پر جلدی سے بیٹھ گئی اور اُدھر نافذ بے اپنے والد کے پڑھنے لکھنے کے

کمرے سے نکلکر زینہ سے نیچے اُتر گئے۔

اب وہ وقت آگیا تھا کہ صرف اپنی حالت پر غور کرنے کے لئے مجھے ہمہ تن مصروف ہونا چاہیئے تھا اور دوسری کسی چیز کی طرف مخاطب ہونے کے لئے مجھے مطلق مہلت نہ تھی۔ تاہم نہایت تیزی سے سب باتوں پر غور و خوض کرکے میں نے یہ ارادہ پختہ کرلیا کہ نافذ بے سے بلا رضامندی اُنکے والد کے ہرگز شادی نہ کروں گی۔ میں خوب جانتی تھی اور مجھے اچھی طرح یقین تھا کہ نصر اللہ باشا نے جو کچھ دھمکی دی تھی وہ ضرور اُسے پورا کر دکھائینگے۔ گو وہ فراخ دل اور روشن دماغ شخص تھے لیکن آخر ترک تھے اور اس لئے اُن کو اپنے بیٹے کی آزادی اور بیباکی سخت ناگوار تھی اور اُنکے قصور کی سخت سزا دینا چاہتے تھے۔ یمن میں جس طرح افسر زندگی بسر کرتے ہیں اُس سے میں خوب واقف تھی یعنی روپیہ کی کمی ہوتی ہے۔ تنخواہ سے زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ ترقی کی امید نہیں ہوتی گویا کہ سخت مصیبت اور خواری کا سامنا رہتا ہے۔ اس قسم کی تکلیفیں نافذ بے جیسے شخص کے لئے جو کہ ہمیشہ ہر طرح کے آرام و آسائیش کا عادی رہا ہو برداشت کرنا ناممکن تھا اس لئے میں نے یہ ٹھان لی کہ کچھ ہی کیوں نہو میں ہرگز اُنکی ایذا رسانی اور دنیوی بربادی کا باعث نہ بنوں گی۔

اس تصفیہ سے میرے دل کو کسی قدر تقویت ہوئی اور اُسکے نتایج پر غور نکر کے میں نہایت استواری سے اپنی اُسوقت کی حالت پر نظر کرنے لگی جو کہ ایسی خوفناک تھی کہ اگر میں صرف اُسی کی فکر میں رہتی تو بیجا نہ ہوتا۔ جس کمرے میں میں تھی اگر وہاں رات بھر پوشیدہ رہنے کے بعد صبح کو نصر اللہ باشا کے دروازہ کھولتے پر آنکھ بچا کر نکل بھی جاتی اور ساتھ ہی خوش قسمتی سے اپنے کمرے میں بھی چپ چاپ پہونچ جاتی

تاہم اس کا کیا علاج تہا کہ جو کوئی میرا کھانا لیکر قالفہ والے کمرے میں جائیگا تو اُسے خالی پائیگا اور مجھے وہاں نہ دیکھیگا؟ قریب آدہ گھنٹہ کے اسی خیال میں غرق رہی کہ کسی کے مجھے دیکھہ نہ لینے کی کہانتک امید کرنی چاہیے تہی اور پہر اقرار کرنا پڑا کہ بچنے کی نہایت ہی کم امید تہی۔ کیونکہ پہلے کی طرح اگر خانم آفندی نے کھانا نہ بھی بہیجا تو ادہم بے یا اُن کے والد تو ضرور ہی بہیجدینگے۔ آخرش زینہ پر کسی کے آنے کی آواز سنائی دی اور میں نے خوف زدہ ہوکر معلوم کیا کہ کوئی اُسی طرف آرہا تہا جہاں کہ میں پوشیدہ تہی دروازہ کے قریب آکر چلنے کی آواز موقوف ہوگئی۔ میرا دل گہبراہٹ سے بیطرح اچہل رہا تہا اور میں دعا مانگ رہی تہی کہ جو کوئی ہو وہاں سے چلا جاسے تو اچہا ہو۔ لیکن پیروں کی آواز اور نہ آئی۔ صرف نافذ بے کی آواز اسقدر فاصلہ سے کانیں آئی کہ میں سمجھہ گئی کہ جو شخص دروازہ سے اسقدر نزدیک کہڑا تہا وہ اور کوئی تہا۔

نافذ بے۔ (تعجب کے ساتہہ) کیا حرم سرا میں ابہی نہیں جائیگا؟ رات تو بہت زیادہ گئی ہے۔

دوسرا۔ نہ (مجھے کسی قدر امید ہوئی کہ یہ ادہم بے ہیں)۔ مجھے چند کاغذات دیکہنے ہیں سحر کی توپ چلنے تک اُنہیں دیکہہ بہی لونگا اور آخری سگرٹ بہی پیتا جاؤنگا۔ خدا حافظ۔ میں نے اپنے عاشق کو اس کا جواب دیتے سنا اور تب ہال کے دوسرے کنارے کے قریب کا دروازہ کہلا اور بند ہوا اور سگرٹ جلا کر ادہم بے اُس کمرے میں داخل ہوئے جہاں میں اپنی قسمت کے تصفیہ کی منتظر کہڑی ہوئی تہی۔

ادہم بے ٹٹولتے ٹٹولتے میز تک آئے اور دیا سلائی جلا کر میز پر جو لیمپ رکہا تہا روشن کیا۔ یا تو بالکل اندہیرا تہا یا ایکبارگی روشنی ہوجانے سے مجھے چکاچوندسی ہوگئی آنکہیں ٹہیک ہوئیں تو دیکہا کہ ادہم بے میری طرف پشت کئے کہڑے ہیں ایک

ہاتھ میز پر ہے اور دوسرا پیشانی پر جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ نہایت غور کے ساتھ کچھ سوچ رہے ہیں -

میں یہ سوچنے لگی کہ اسوقت بہتر کون سی بات ہوگی یہ کہ ادہم بے کے کمرے سے چپ چاپ نکلکر ہال میں رات بھر ٹہلتی رہوں یا کہ ہمت کر کے آگے بڑھوں اور اس مصیبت سے بچنے کے لئے اُن سے مدد چاہوں - کہ ادہم بے میز کے نزدیک ایک کرسی رکھنے کے لئے مڑے اور ہم دونوں کی آنکھیں چار ہوگئیں ایک لحظہ وہ مجھے تعجب کے ساتھ خاموش کھڑے دیکھا کئے اور پھر آگے بڑھکر اپنا ہاتھ میرے شانے پر رکھدیا گویا کہ اپنا اطمینان کرنا چاہتے تھے کہ میں وہاں زندہ موجود تھی یا نہیں -

ادہم بے (کسی قدر کانپتی ہوئی آواز سے) ہاجرہ! بیٹی تم یہاں کیا کر رہی ہو؟

میں نے جواب نہ دیا - اپنی مصیبت پر غور کرتے کرتے جو دماغ کی رگیں تنی ہوئی تھیں وہ اب کسی قدر ڈھیلی ہوگئیں اور ایک کرسی پر بیٹھکر میں نے بے اختیار رونا شروع کیا ادہم بے میرے پاس آکر کھڑے ہوگئے لیکن نہایت افسردہ اور اندوہگیں معلوم ہوتے تھے اس لئے کہ قدرتی طور پر انکو آنسوؤں سے مردانہ وار نفرت تھی اور ظاہرا مجھے اپنے کمرے میں ایسے وقت اور ایسی حالت میں دیکھکر کسیقدر پریشاں بھی تھے - ایک لحظہ بعد میری طبیعت ذرا سنبھل گئی اور یہ دیکھکر انہوں نے پھر وہی سوال کیا -

ادہم بے (نرمی سے) میری بیچاری ہاجرہ - اگر تمہیں مجھسے کچھ کہنا تھا تو بلا کیوں نہ لیا؟ میں تمام دن اسکا منتظر رہا اور چونکہ مجھے اُمید تھی کہ تم ایسا کروگی اسلئے خود میں نے تمہارے پاس آکر تمہاری رازداری میں مخل ہونا نہ چاہا - جب پوری ناامیدی تمہاری جانب سے ہولی تب یہاں آیا ہوں - بجائے یہاں آنے کے اگر تمنے مجھے بلا لیا ہوتا تو

تو بہتر ہوتا یا نہیں؟

میں - میں آپ سے ملنے کے لئے یہاں نہیں آئی تھی (یہ سنکر اُنکا چہرہ اودا س ہوگیا لیکن میں نے جلدی سے اور اشتیاق سے کہا لیکن ساتھہ ہی آپ سے کچھہ کہنے کی بڑی آرزومند تھی -

میں ایک لمحہ ٹہر گئی اور انکا منہ دیکھنے لگی - میرے نزدیک ادہم بے نہایت نیک سیرت اور عالی ہمت تھے اور اسی وجہ سے بلا تکلف میں ہمیشہ اُنہیں معتبر اور قابل اعتماد سمجھتی تھی اور سچ بھی یہی ہے کہ اس قسم کے لوگ ہمیشہ ایسے ہی ہوا کرتے ہیں - لیکن آج کی رات اس سے بھی زیادہ میری نظروں میں اُنکی وقعت تھی اس لئے کہ صرف وہی ایک ایسے دوست اور بہی خواہ میرے رہگئے تھے جن سے کہ اپنا کل حال کہہ سکتی تھی اور امداد کی پوری امید کرسکتی تھی - پہر بھی اولاً میں ذرا ہچکچائی کیونکہ کسی قدر شرم و حیا اب تک دامنگیر تھی اور ایک غیر مرد سے اپنا قصہ کہنے سے روکتی تھی لیکن افسوس! میں کسی ایسی عورت سے بھی تو واقف نہ تھی جس سے اپنے دل کا حال کہتی اور وہ اُسے کسی دوسرے معنوں میں نہ لیتی! الغرضکہ جو کچھہ میرے دل میں تہا اُسکے کہنے کے لئے جلد کمربستہ ہوگئی اور بلا اُنکی طرف دیکھے اور گردن جھکا کر تاکہ شرم سے میرے چہرے کا جو رنگ بدل رہا تہا اُسے وہ نہ دیکھہ سکیں اپنی کہانی شروع کی -

نافذ بے کے خط آنے کے زمانہ سے لیکر اُسوقت تک کی کل کیفیت معہ اپنے اُس کمرے میں داخل ہونیکے اسباب کی کہہ سنائی اور جو بات اپنے دل میں ٹھان چکی تھی یعنی یہ کہ اپنے محبوب کی جلاوطنی کا باعث کبھی نہوؤں گی اُسے بھی ظاہر کردیا -

ادہم بے نے چپ چاپ نہایت غور کے ساتھہ میری گفتگو سنی اور ایکبار بھی مجھے نہ ٹوکا -

ایک ہاتھ اُن کا میری کرسی پر تہا اور چہرہ کسیقدر میری طرف سے پہرا ہوا تہا جب میں کہہ چکی تو وہ یکایک مڑے اور کمرے میں ٹہلنے لگے۔ میں اپنے جی سے سوال کرنے لگی کہ کہیں انکو یہ بات ناگوار تو نہیں ہوئی کہ ایک لمحہ کے لئے بہی میں نے کیوں اُن کے بہائی کے ساتھ بہاگنے کا ارادہ کیا اور یہ سوچکر اسقدر شرمائی کہ بس یہی دل چاہتا تہا کہ زمین پھٹجائے اور میں سما جاؤں۔ ذرا دیر بعد ادہم بے میرے پاس آکر کہڑے ہو گئے۔

ادہم بے (بہاری آواز سے اور رکاوٹ کے ساتھہ) یہ تو میرے خواب وخیال میں بہی نہ تہا اور میں یہی سمجہتا تہا کہ تم داؤد کو چاہتی ہو۔ ہاجرہ اتنا نہ شرماؤ تمنے کوئی شرمندگی کی بات نہیں کی ہے۔ آؤ خاموشی سے اچہی طرح اس معاملہ پر غور کریں۔ تم کہتی ہو کہ میرے والد نے دہمکی دی ہے کہ اگر نافذ تم سے شادی کریں گے تو وہ اُنہیں قسطنطنیہ سے نکال دینگے؟

میں نے سر ہلا دیا اس لئے کہ اب مجہہ میں اس سے زیادہ صاف کہنے کی تاب نہ تھی ادہم بے خاموش رہے۔ میں اپنا منہ ہاتہوں سے چہپائے ہوئی تہی انگلیوں کے بیچ سے اُن پر نظر ڈالی تو دیکہا کہ ابتک اُن کا منہ میری طرف سے کسیقدر پہرا ہوا تہا اور وہ کسی خیال میں غرق تہے۔ آخر شکہنے لگے۔

"کاش میں تمہیں کسی طرح مدد دے سکتا لیکن میری سمجہہ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔ یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ تم اُن سے بلا رضامندی میرے والد کی شادی کرو۔ مجہے سخت حیرت ہے کہ نافذ کے دماغ میں ایک لمحہ کے لئے بہی یہ بات کیونکر سمائی۔ والد کو جو انہوں نے دہمکی دی یہ اور بہی برا کیا کیونکہ ایسا کرنے سے جو تہوڑی بہت امید کامیابی کی میرے اُنہیں سمجہانے اور اس معاملہ میں نظر ثانی کرانے کی ہو سکتی تہی وہ بہی بالکل زائل ہو گئی۔ ویسے ہی اُنکو تبدیل رائے پر مجبور کرنا ایک مشکل کام تہا کیونکہ

آسانی سے وہ اپنی راے نہیں بدلا کرتے اور اب تو بالکل محال ہے - اسلئے کہ اب
وہ ایسا کریں تو یہ سمجھا جائیگا کہ اُنھوں نے وبکرا اپنے پہلے فیصلہ کو منسوخ کر دیا -
میں - لیکن کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ میں یہاں سے کہیں اور چلی جاؤں ؟ (میری سب اُمیدیں
فنا ہو چکی تھیں اور اب کوئی اُمید باقی نہیں رہ گئی تھی جس کا مجھہ پر کوئی اثر ہوتا) - کوئی
مقام ہو میں وہاں جانے کو تیار ہوں تاکہ اس مکان سے کسی طرح نکل جاؤں -
ادہم بے کے چہرے سے رنج و غم کے آثار عیاں ہونے لگے اور وہ میز کی طرف گئے -
ابھی اس بات کا خوف بے مجھے نہیں ہونے پایا تھا کہ شاید وہ ناراض ہوئے ہونگے کہ ایک
خط لیکر وہ میری طرف واپس آئے -

ادہم بے - میں خوب سمجھتا ہوں کہ تم یہاں سے کیوں جانا چاہتی ہو - اپنے ارادہ
میں ثابت قدم رہنے سے جو تمہارے دل و دماغ کو یہاں تکلیف ہوگی اور صدمہ پہونچیگا -
اماں جان کی ایذا رسانی - اس معاملہ کی وجہ سے جو تمہارے نام پر دھبہ لگایا جاتا ہے اُسکی
شرم حالانکہ تم بالکل بے قصور ہو - یہ سب باتیں واقعی اس امر کے لئے کافی ہیں کہ تم
یہاں سے جانے کی خواہش ظاہر کرو - خوش قسمتی سے میرے اختیار میں ایک ایسی
جگہہ ہے جہاں تم پناہ لے سکتی ہو - میری بہن صنیعہ نے بچوں کے واسطے ایک
کھلائی تلاش کرنیکے لئے مجھے لکھا ہے اگر وہاں چلی جاؤ تو کوئی تمہیں نہیں ستا سکیگا -
اور چونکہ خود صنیعہ تمہاری نانی کے ہاتھوں کی کھلائی ہوئی ہیں میں بلا تامل تمہیں یقین
دلا سکتا ہوں کہ وہ لوگ نہایت خوشی سے تمہارا خیر مقدم کریں گے اور تمہیں
اپنے پاس رکھیں گے -
میں - واقعی اس سے بڑھکر اور کوئی بات نہیں ہوسکتی -

اتنا کہکر میں خاموش ہو گئی اسلیئے کہ میرے دل میں شبہ ہوا کہ وہاں بھی تو نا فذ بے میرا پیچھا نہیں چھوڑیں گے - ادہم بے سمجھہ گئے اور کہنے لگے :-

"اگر تم بھی اسے منظور کرو تو میری راے ہے کہ تمہارے یہاں سے جانے کی کسیکو خبر نہ کیجاے اور نہ جہاں تم جاؤ گی وہ مقام کسی پر ظاہر کیا جاۓ - صرف والد سے اس کا ذکر کرنا ضروری ہے - ٹھہرو (گھڑی دیکھکر) ساڑھے تین بجے ہیں ابھی آخری توپ نہیں چلی ہے اور وہ جاگ رہے ہیں - کہو تو ابھی جا کر اُن سے اِسکا تصفیہ کر لوں"

میں - (اشتیاق سے) - ہاں ضرور جائیے میں بھی آپ کے ہمراہ اپنے کمرے تک چلونگی -

ادہم بے (کسیقدر ہچکچا کر) - میں کہہ نہیں سکتا - اماں جان ابھی جاگتی ہیں اور چونکہ صحن میں ہو کر جانا ہو گا اس لئے حبشی بھی راہ میں ملیں گے - اس لئے بہتر ہے کہ تم ابھی یہاں ٹھہرو میں والد کے کمرے کی کنجیاں لا کر جب موقع ہو گا تمہیں اندر بلا لونگا -

میں - لیکن میں جو اس کمرے میں ہوں اِسکی نسبت آپ کیا جواب دیں گے اور میرے یہاں آنے کی کیا وجہ بیاں کریں گے ؟

ادہم بے - (میری پیشانی کا بوسہ لیکر) - اسے مجھہ پر چھوڑ دو میں ذمہ دار ہوں تمہیں مجھہ پر پورا پورا بھروسہ ہے یا نہیں ؟

میں - (شکریہ ادا کر کے) - بلا شک و شبہ - اسمیں کیا کلام ہو سکتا ہے -

اس سے پہلے کہ میں اور کچھہ کہوں وہ رخصت ہوے اور تا کہ اور کوئی آ کر مجھے نہ ستاۓ دروازہ میں قفل لگاتے گئے -

باب ہشتم

"ہاجرہ!"

اپنا نام سنتے ہی میں دیکھنے کے لئے مڑی کہ کون پکارتا ہے - ادہم بے کو گئے ہوئے ایک گھنٹہ ہوچکا تہا اور اتنا وقت میں نے صرف یہ سوچنے میں گذارا تہا کہ جو کچھہ میں اسوقت کرنے والی تہی اُس سے میرے عاشق کو کسقدر صدمہ پہونچیگا - دوبارہ میرے کان میں پہر وہی آواز آئی کہ کوئی شخص میرا نام لیکر پکارتا ہے پہر کر جو دیکھتی ہوں تو نصر اللہ پاشا کہڑے ہیں - میں بہی گہبرا کر کہڑی ہوگئی اور اُنہیں اور ادہم بے کو جو اُنکے پیچھے کہڑے تہے کسی قدر حیرت کے ساتہہ دیکھنے لگی - وہ کیوں آئے تہے اور کیا کہیں گے؟ میری پریشانی دیکھکر وہ بیٹھہ گئے اور مجھے اپنے پاس بلایا -

نصر اللہ پاشا (مہربانی سے) ہاجرہ - ادہر آو - ادہم کہتے ہیں کہ تم یہاں سے جانا چاہتی ہو؟

میں - جی ہاں -

لیکن اسقدر آہستہ سے یہ الفاظ میں نے کہے کہ نصر اللہ پاشا کو اُنکے سننے کے لئے میری طرف جہکنا پڑا -

نصر اللہ پاشا - میں خوب سمجھتا ہوں کہ کل کے افسوسناک واقعہ کے بعد یہاں اور زیادہ ٹھہرنا ایسے شخص کا کام نہیں ہے جسکے دل پر اس قسم کی باتوں کا بہت

زیادہ اثر ہوتا ہوا اسلئے میرے نزدیک ادہم کی رائے باصواب ہے کہ تم بہ نسبت یہاں کے میری لڑکی کے ہاں زیادہ خوش وخورم رہوگی میں اسبات کی کبھی اجازت نہ دیتا کہ تم بالکل ہم سے قطع تعلق کردو۔ لیکن صنیعہ کے ہاں رہنے سے گویا تم ہماری ہی رہوگی۔

میں دبی زبان سے آہستہ آہستہ شکر گذاری کے ساتھ اپنی رضامندی ظاہر کرنے لگی لیکن انہوں نے روک دیا اور مسکرا کر کہنے لگے :۔

"پیاری ہاجرہ۔ تم جانتی ہو نا قذبلا ایک مرتبہ اور قسمت آزمائے ہوئے تمہیں یہاں سے نہ جانے دینگے۔ میرے نزدیک تو اُن کا دماغ کچھ خراب ہوگیا ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ اگر وہ تمسے پوشیدہ طور پر شادی کرنے کے لئے کہیں تو تم ہرگز منظور نہ کروگی۔ تاہم یہ سب سے بہتر ہوگا کہ وہ تمہیں پھر نہ ستائیں۔ میری بی بی بھی جادو وسحر کے بیہودہ و مہمل خیالات کی وجہ سے سخت ناراض ہیں۔ اس لئے چونکہ اسوقت تم حرم سرا کے باہر ہو اگر ابھی روانہ ہوجاؤ تو کیا قباحت ہے؟

یہ سنکر میرے ہوش اُڑ گئے۔ اسلئے کہ اس سوال کے بعد میں بالکل بے بس ولاچار تھی نصر اللہ باشا نے میری رائے پر کوئی بات چھوڑی ہی نہیں۔

میں۔ لیکن یہ کیونکر ممکن ہے؟

نصر اللہ باشا۔ سب کچھ نہایت آسانی سے ہوجائے گا۔ میرا منشا یہ ہرگز نہیں ہے کہ تم سیدھی یہاں سے صنیعہ کے ہاں چلی جاؤ۔ وہاں جانے کے لیے تو جہاز کی روانگی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ وہاں جانے تک قبا تاش میں ایک ڈاکٹر میرا دوست رہتا ہے اُسکے ہاں جاکر رہو۔ چونکہ وہ آجکل غریب ہے تمہارے رہنے سے نہایت خوش ہوگا اور وہاں کے رہنے کا خرچ میں دوں گا

تمہارا تمام اسباب وہاں بہیجدیا جائیگا اور نیز وہ روپیہ جو تمہاری نانی چہوڑ کر مری تہیں۔
لیکن اگر تم چاہو تو روپیہ میں اپنے ہی پاس حفاظت سے رہنے دوں۔

میں۔ جی بہتر تو یہی ہوگا۔

نصر اللہ پاشا (ادہم بے کی طرف مخاطب ہوکر) سلیم کو جگادو اور کہو کہ کشتی تیار کرے۔
ادہم بے چلے گئے اور میں نصر اللہ پاشا کے ساتھ تنہا رہ گئی۔

میں (ڈرتے ڈرتے)۔ لیکن اتنی رات گئے جو میں ڈاکٹر کے ہاں جاؤنگی تو وہ نہایت متعجب ہونگے؟

نصر اللہ پاشا (مسکراکر اور گھڑی کی طرف دیکھکر) تمہاری غرض یہ ہے کہ اتنے سویرے جو تم جاؤگی تو ڈاکٹر کیا کہینگے؟ اس کا مطلق خیال نکرو۔ تمہارے وہاں پہونچتے پہونچتے خوب دن نکل آئے گا اور ساتھ ہی میں ایک خط بہی دوں گا جس سے کل ضروری حالات اُن کو معلوم ہو جائیں گے۔

پہر یکایک وہ کہڑے ہوگئے اور میرے قریب آکر اور اپنا ہاتہ میرے شانے پر رکہکر کہنے لگے:۔

"میری مسکین ہاجرہ۔ یقین مانو کہ اگر تمہاری بہلائی اور بہتری کے لئے یہ بات نہوتی تو میں ہرگز تمہیں اسوقت مکان سے باہر نہ جانے دیتا۔ خدا گواہ ہے جو کچھ نہ اب تہری سختی میری طرف سے تم دیکہتی ہو وہ صرف تمہارے ہی فائدہ کے لئے ہے۔
اور جو الفت و پیار مجہکو تم سے ہے وہ اسی کا متقاضی ہے کہ تمہاری بہبودی ہمیشہ بدنظر رکہوں"۔

میں (جلدی سے) جی بجا و درست ہے۔ میں خوب اچہی طرح جانتی ہوں۔

اتنا کہکر میں چپ ہوگئی اب مجھے ایسا لگا کہ اُنکے لبوں پر کسی قدر مسکراہٹ تھی جسکی وجہ میری سمجھ میں نہ آئی۔

نصر اللہ پاشا (لاپروائی سے)۔ ہاں مجھے معلوم ہے کہ تم جانتی ہو۔

یہ سنکر میں ازحد شرما گئی اور میرے چہرے کا رنگ سرخ و سفید ہونے لگا اس لئے کہ میں سمجھہ گئی کہ ادہم بے نے میرے اُس کمرے میں آنے کی بالکل کیفیت اُنہیں سنادی ہوگی۔

تہوڑی دیر تک بالکل خاموشی رہی اور پہر نصر اللہ پاشا نے ایک بارگی میری طرف دیکھا۔

نصر اللہ پاشا۔ خیر۔ لیکن اسحالت سے تم نہیں جاسکتی ہو۔ فرغل کہاں ہے؟

میں۔ وہ ہے۔

اور دروازہ کے پاس جاکر اُسکے پیچھے سے فرغل نکال لائی۔

نصر اللہ پاشا۔ اچھا تو اُسے پہن لو۔

فرغل کے وہاں ہونے پر اُنکو ظاہرا مطلق تعجب نہوا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُنکے نزدیک یہ ایک معمولی واقعہ تہا کہ میں اُسے بغل میں دبائے ہوئے گہر میں پہرتی۔ اُنکے شبہ نکرنے ہی سے میں اور بہی ڈر گئی اس لئے کہ اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ ادہم بے نے اُنسے کوئی بات چہپا نہ رکہی تہی۔ غرضکہ نہایت افسردہ ہوکر چپ چاپ میں نے اُسے پہننا شروع کیا اور اُسکے پہنتے ہی ادہم بے آپہونچے۔

ادہم بے۔ (ملائمت سے) ہاجرہ چلو۔ کشتی تیار ہے۔

میں نے رخصت ہونے کے لئے نصر اللہ پاشا کے کوٹ کے کنارے کو بوسہ دیا تو اُنہوں نے میرا منہ اوپر اُٹھا کر نہایت محبت سے پیار کیا اور کہنے لگے:۔

"میری پیاری ہاجرہ خدا حافظ - جو کچھہ تکلیف کہ تم کو نافذ کی بیجا حرکت اور بیہودہ حماقت کی وجہ سے پہونچی ہے اُسکی میں تم سے معافی چاہتا ہوں - اگر ہو سکے تو اُسے اپنے دل سے نکالدو - اوہم تمہارے ہمراہ جائینگے اور میرا خط ڈاکٹر کو دینگے"

میں نے دوبارہ اُنکا شکریہ ادا کیا اور اوہم بے کے پیچھے پیچھے زینہ سے نیچے اُتری - راہ میں کوئی بھی نہ ملا اور ہم چپ چاپ باغ پہونچگئے - کشتی گھاٹ سے لگی ہوئی تھی اسمیں سوار ہوتے وقت میں نے اُس مکان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا جہاں کہ اتنے عرصہ تک نہایت خوشی سے زندگی بسر ہوئی تھی اور جہاں سے اسوقت میں چوروں کی طرح نکل رہی تھی - قنچہ - ولیہ خانم - وحیدہ خانم - کیکو بھی میرے جانے کی خبر نہ تھی اتنا بھی تو نہوا کہ میں اُن سے رخصت ہی ہو لیتی - عرصہ تک میں اندھیری کھڑکیوں - خاموش مکان اور اُس پُرانی وضع کے باغ کی طرف جو کہ پہولوں سے لہلہا رہا تھا دیکھتی رہی اور پھر اُودھر سے نظر ہٹا کر اور اپنا مُنہ ہاتھوں سے چھپا کر زار زار قطار رونے لگی - اوہم بے نے مجھے سمجھانے اور خاموش کرنے کی کوشش نکی اور میرے نزدیک چپ چاپ بیٹھے رہے - جب مکان نظر سے بالکل چھپ گیا تو وہ جھکے اور میرے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر آہستہ سے کہنے لگے :-

"ہاجرہ - کہو کہ اس طرح یکایک یہاں سے جانے سے تمکو صدمہ نہیں پہونچا ہے - خدا جانتا ہے اسی میں تمہاری بہتری ہے"

میں (سسکیاں لیتی ہوئی) یہ تو میں جانتی ہوں لیکن پھر بھی یہاں سے جانا شاق گذرتا ہے - اور بے آفندی (ایک نیا خیال میرے دل میں پیدا ہوا) افسوس! یہ تو فرمایئے کہ کیا یہی تقاضائے شرافت ہے - یہی اُنکے سچے عشق اور محبت کا بدلا ہونا چاہیئے کہ اُن سے اِسکے متعلق بلا ایک لفظ کہے ہوئے میں اس طرح

چپ چاپ چلی جاؤں؟

ادہم بے ۔ اُن کے لیئے بھی اس سے بہتر کوئی بات نہیں ہو سکتی ۔ یاد رکھو کہ اُن کی آیندہ کی تمام خوشی اور بہبودی تمہاری آج کی ہمت و دلیری پر منحصر ہے ۔

میں خاموش ہو گئی لیکن اس بات کا شک میرے دل میں باقی رہا کہ میرا برتاؤ نافذ بے کے ساتھ قابل تعریف تہا یا نہیں ۔ مجھے پورا یقین تہا کہ وہ یہی سمجھیں گے کہ خانم آفندی کے خوف سے میں بہاگ گئی اور اپنے آرام و چین کو اُنکے عشق و محبت پر ترجیح دی ۔ یہ سوچکر مجھے اپنی جان آپ ہی بُری معلوم ہونے لگی ۔ لیکن افسوس کرنے کے لیئے بھی وقت نہ ملا ۔ کشتی بہت جلد قباتاش پہونچگئی ۔ ڈاکٹر کا مکان گہاٹ کے قریب ہی تہا اور ہم دونوں اُترکر اُسکی طرف روانہ ہوئے ۔ نصر اللہ باشا نے سچ کہا تہا کہ ہمارے پہونچنے تک اچھی طرح دن نکل آئے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا لیکن ادہم بے کی خوش قسمتی سے ابھی تک راستہ نہیں چلتا تہا کیونکہ میرے ہمراہ ہونے سے شاید اُنکے نام پر کسی قسم کا دہبہ آتا ۔ مگر اُنکو اسکی پروانہ تھی اور میرے ساتھ کہڑے ہو کر ڈاکٹر کے دروازے پر دستک دی ۔ ایک لمحہ بھی نہیں گذرنے پایا تہا کہ ایک نوکر نے دروازہ کہولا اور نہایت تعجب سے آنکہیں پہاڑ کر ہمکو دیکھنے لگا ادہم بے کا قاعدہ تہا کہ ملازموں اور آپ سے کمتر رتبہ کے لوگوں کے ساتھ ذرا ڈپٹ کر گفتگو کیا کرتے تہے اسلیئے اس نوکر سے بھی اُنہوں نے تیزی کے ساتھ دریافت کیا " ڈاکٹر صاحب ہیں؟

نوکر (ڈرکر اور نہایت ادب سے) ۔ جی ہاں حضور لیکن ابھی کوٹھے ہی پر ہیں ۔

ادہم بے ۔ جاؤ اطلاع دو کہ ادہم بے آئے ہیں اور اُن سے ملنا چاہتے ہیں اور میرے ساتھ جو خانم ہیں ان کو کوئی کمرہ بتلا دو جہاں یہ آرام کر سکیں ۔

نوکر۔ حضور میرے ہمراہ تشریف لائیں۔

یہ کہکر وہ ادہم بے کو ایک علیحدہ کمرے میں لے گیا اور مجھے اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔ میں اُسکے ہمراہ زینہ پر چڑہگئی اور ایک بند کمرے کی قریب پہونچکر اُسنے دروازہ پر دستک دی۔ دروازہ فوراً کھلا لیکن نیم وا اور اندر سے ایک عورت نے دریافت کیا:۔

"علی آغا یہ کون تہا؟"

علی آغا۔ نصر اللہ پاشا کے بیٹے ادہم بے۔ آفندی صاحب سے کہدیجئے کہ نیچے جاکر ملاقات کریں۔ اور دروازہ کھولدیجئے کہ یہ خانم اندر آئیں۔

دروازہ کھولدیا گیا اور اندر جاکر میں نے دیکھا کہ ایک ظاہرا خوش مزاج اور نیک طینت عورت جسکی عمر کوئی اٹھائیس برس کی ہوگی اپنی شب کی پوشاک پہنے ہوئے بیٹھی ہے۔ اول تو میری طرف کسی قدر تعجب کے ساتھ دیکھتی رہی اور پھر فوراً اُس شہرۂ آفاق خاطر تواضع کے ساتھ جوکہ ترکی عورتیں اجنبیوں کے ساتھ برتتی ہیں اسطرح مخاطب ہوئی:۔

"آؤ۔ آؤ۔ اس طرف سے اس دوسرے کمرے میں چلی جاؤ۔ میں اپنے شوہر کو اطلاع دیکر ابھی آتی ہوں گی"

یہ کہکر انہوں نے مجھے آہستہ سے اُس کمرے کے اندر کردیا جس میں کہ میں وہ لازمی اشیاء مثل آتش خانہ کے اوپر گلدان وغیرہ رکھنے کی جگہہ۔ مومی پہول اور بڑا آئینہ دیکھکر سمجھہ گئی کہ یہ ڈرائینگ روم تہا۔ مجھے یہاں پہونچاکر وہ رخصت ہوئیں کہڑکی کھلی ہوئی تہی اسلئے اُسکے قریب جاکر میں چوکہٹ پر جہک کر کہڑی ہوگئی اپنی تمام عمر میں میں اسقدر پریشان اور پراگندہ خاطر کبہی نہیں ہوئی تہی۔ شرم وحیا

جو مجھے دامنگیر تھی اُسکے مقابلہ میں میری اصلی مصیبتیں بالکل ہیچ ہو گئیں حتیٰ کہ
اُس نیک بی بی کے آنے سے بھی میری تشفی نہوئی اس لئے کہ اُنکی آنکھیں استفسار
حال کرتی معلوم ہوتی تھیں گو وہ اپنے حسن اخلاق سے اس بات کو چھپانے کی کوشش
کرتی تھیں۔

عورت - بیٹھو - بیٹھو - روزہ ہے یا قہوہ پیوگی؟

میں - (شرماکر) جی نہیں میرا روزہ ہے۔

عورت - نقاب اوتار دو۔

یہ کہکر بات کی بات میں میری نقاب کھولدی اور فرغل اُتار کر میری پوشاک کو نہایت
غور سے دیکھنے لگیں - میں ابھی تک وہی کپڑے پہنے تھی جو کہ اُس روز نصر اللہ پاشا
کے ہاں باغ میں میرے جسم پر تھے اور وہ ایسے نہ تھے جنکو دیکھکر میرے رتبہ
کے متعلق کوئی اچھی راے قایم ہو سکتی - لیکن گو میری نسبت اُن کا خیال بُرا ہی
رہا ہو تاہم اُنکے خلق نے اُسے ظاہر نہونے دیا اور میرے سامنے بیٹھکر رمضان
آب وہوا اور قنیا تاش کی مسجد اور اسی قسم کی فضول اور بے تعلق چیزوں کا اسطرح
ذکر کرنے لگیں گویا کہ میرا اُنکے ہاں پانچ بجے صبح آنا اُنکا غضب کی پوشاک میں مجھسے
ملنا - اور ننگے پیروں کا اُنکے گون سے ذرا ذرا دکھلائی دینا یہ سب محض معمولی
باتیں تھیں - اُنکو اپنی پوشاک کا بہت ہی کم خیال تھا اور ظاہر ا چاہتی تھیں کہ میں
بھی اُنہیں کی طرح ہو جاؤں - اس لئے جہانتک مجھ سے ہو سکا میں نے اُن کی تقلید
کی لیکن میرے دل پر کئی من کا بوجھ رکھا ہوا معلوم ہوتا تھا اور دماغ کی رگیں پریشانی
کی وجہ سے تڑپ رہی تھیں - کوئی پندرہ منٹ بعد اُنہیں یہ خیال پیدا ہوا کہ پوچھنا
چاہیے میں کون ہوں اور یہ سوال اُنکے ہونٹوں ہی پر تھا کہ کسی کی پکارنے کی آواز آئی "صفیہ"

یہ کہکر میں اپنے دل میں سوچنے لگی کہ صفیہ کو میرے حالات سے کسقدر واقفیت تھی -

صفیہ - اور اسلئے تمہاری نانی کے انتقال کے بعد وہ تمہیں تمہارے گھر بھیج رہی ہیں انکی بڑی عنایت ہے -

میں - جی بڑی -

ظاہرا اُنہیں کچھ معلوم نہ تھا -

صفیہ - اب تمہارا کون رشتہ دار زندہ ہے جسکے ساتھ جاکر رہوگی ؟ باپ کے ساتھ ؟ تعجب ہے کہ پاشا صاحب نے تمہیں اپنے ہاں نہ رکھا - لوگ کہتے ہیں وہ از حد امیر ہیں اور تمہارے رہنے سے کچھ ایسا زیادہ خرچ ہوتا ؟

میں - (خوش ہوکر کہ پہلے سوال کے جواب سے بچگئی) لیکن میں خود وہاں رہنا نہیں چاہتی اور یہاں سے جانا چاہتی ہوں

صفیہ - (اپنی نیلی آنکھیں تعجب سے پھاڑ کر) کیوں ؟ کیا تمہیں قسطنطنیہ پسند نہیں ہے ؟ میں تو یہیں پیدا ہوئی تھی - میرا باپ طرابزون کا سوداگر تھا اور یہاں آکر بود و باش اختیار کی (کمرہ میں چاروں طرف حسرت کے ساتھ نظر کرکے) ہم لوگ زیادہ امیر نہیں ہیں - اور اگر میرے باپ کی رائے نہ تھی کہ آفندی سے میری شادی ہو لیکن جب اُنہوں نے دیکھا کہ وہ کسقدر مستقل مزاج اور جفاکش شخص ہیں تو آخرش یہ تصفیہ کیا کہ بجائے اسکے کہ کسی سوداگر سے شادی کرکے تمام عمر آفندی کی بی بی کہلاؤں بہتر ہو کہ ابتدائی زندگی میں کسیقدر سختی جھیل لوں اور بعدہٗ اعلیٰ مرتبہ پر پہونچوں - اسلئے ڈاکٹر سے میری شادی کردی - میرا شوہر بڑا لائق اور ہوشیار شخص ہے اور مجھے پورا الیقین ہے کہ آخیر میں چلکر وہ ضرور پاشا ہو جاینگے خصوصاً اب جبکہ نصر اللہ باشا نے اُن پر نظر عنایت کی ہے - اُنکے ذریعہ سے کوئی اعلیٰ جگہہ اُنہیں ملجائیگی اور اس کا باعث صرف تم ہوگی - اس کے بعد میرے گلے میں باہیں ڈالکر مجھے پیار کیا -

صفیہ (یکایک) وہ توپ چلی - دیکھو موذن کی آواز میرے کانمیں نہیں آئی - آفندی کھانے کے منتظر ہونگے اور امید ہے کہ مجھسے ناراض نہونگے -

یہ کہکر وہ دوڑ کر چلی گئیں اور مجھے یہ سوچکر بڑی تسلی اور تسکین ہوئی کہ میرے حالات سے وہ مطلق آگاہ نہیں

باب نہم

"ہاجرہ! میری پیاری۔ کچھہ اور بھی خبر ہے؟ تمسے کوئی شخص ملنے کے لئے آیا ہے"
آنکھہ اُٹھاکر جو دیکھتی ہوں تو صفیہ دروازہ پر کھڑی ہیں اور اُنکی چمکیلی آنکھوں سے جوش
اور حیرت ٹپک رہی ہے۔ میں صفیہ کے لئے اُسوقت کچھہ کپڑے مرمت کر رہی
تھی۔ اُنکی بات سنتے ہی میرا دل دھڑکنے لگا۔ آج تین دن مجھے یہاں ہوچکے تھے
اور اس عرصہ میں ہم دونوں میں بہت کچھہ اختلاط بڑھ گیا تھا لیکن جو کچھہ کہ اوہم نے میری نسبت
بیان کر گئے تھے اُس سے زیادہ اُنہیں علم نہ تہا۔
میں (کوشش کر کے کہ میری آواز سے کسی قسم کی بے چینی اور گبھراہٹ ظاہر نہ ہو)
کون شخص ہے؟
صفیہ۔ (روشنی کے قریب آکر اور میری طرف تشویش کے ساتھہ دیکھکر) ایک جنٹلمین
ہیں۔ ذرا غور تو کرو نصر اللہ پاشا نے اپنے دوسرے بیٹے نافذ بے کو تم سے کچھہ کہنے
کے لئے بھیجا ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ نہیں؟ اپنے داروغہ کو کیوں نہیں بھیجا؟
میں نے کچھہ جواب ندیا جس بات کا مجھے خوف تہا وہ پیش آہی گئی۔ یعنی نافذ بے کو میرے
چھپنے کی جگہہ معلوم ہوگئی۔ لیکن مجھے اُن سے ملنا چاہیئے تہا یا نہیں؟ اگر نہ ملتی تو اِن
رحمدل میاں بی بی کے دلوں میں ضرور کچھہ شک پیدا ہوتا۔ ابھی تک تو وہ یہ سمجھتے تھے

کہ یوں ہی بلا کسی خاص وجہ کے نصر اللہ پاشا کی مجھ پر عنایت تھی لیکن جب کہ میں اُنکے بیٹے سے ملاقات کرنیسے انکار کرتی درحالیکہ شاہزادہ اُنکو ہی پیغام لیکر آئے تھے تو ضرور یہی خیال ہوتا کہ نافذ بے سے مجھے ضرورت سے زیادہ بے تکلفی تھی - علاوہ بریں کیا میرا یہ فرض نہ تھا کہ نافذ بے سے اپنے اس طرح چلے آنے کی مفصل کیفیت بیان کردوں؟ کیا اُنہوں نے میرے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا تھا کہ اُسکے صلہ میں میں اُس فرض کے ادا کرنے سے پہلو تہی کروں؟ یہ خوب جانتی تھی کہ اُنکے چہرے کی طرف نظر کرکے اُن سے یہ کہنا کہ میں تمہاری بی بی نہیں ہوسکتی ایک نہایت درد انگیز اور دشوار کام ہے تاہم یہ ٹھان لی تھی کہ اب بلا کہے نہ رہونگی -

غرضکہ میں کھڑی ہوگئی اور دروازہ کی طرف بڑھی - صفیہ نے میری طرف متحیر ہوکر دیکھا اور کہنے لگیں :-

" یہ کیا - کیا اسی طرح نیچے جاؤگی؟ سر تو ڈھک لو "

میں گھبرا کر رک گئی - اور صفیہ نے نقاب کو بیچ پر سے اُٹھا کر میرے سر پر کچھ اس طرح ڈالدی کہ صرف میرا چہرہ کھلا رہا - میں چپ چاپ رہی اس لیے کہ اپنی حرکت سے میں خود اُسوقت متنفر ہورہی تھی -

صفیہ - لو اب جاؤ - وہ نیچے ملاقات کے کمرے میں ہیں -

میں نے دوبارہ اجازت کا انتظار نہ کیا - اور ایک چھوٹا سا دروازہ کھولکر نیچے دوڑ گئی - علی آغا سامنے کھڑے تھے اُن سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب حرم سرا میں تھے نیچے نہ تھے اس لیے جس کمرے میں نافذ بے تھے اُس کا دروازہ جلد ہی سے کھولکر میں اندر چلی گئی اور یہ بھی نہ سوچا کہ اُن سے تنہا ملنے سے مجھے خوش ہونا چاہیے یا نہیں - نافذ بے میز کے پاس کھڑے ہوئے تھے - مجھے دیکھکر آگے بڑھے اور میرے دونوں ہاتھ اپنے

ہاتھ میں لیکر مجھے روشنی کے قریب لیگئے اور بڑے غور سے دیکھنے لگے۔

نافذ بے۔(فرطِ شوق سے مجھے سینہ سے لپٹا کر) میری پیاری لاچار جان۔ یہ تم نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے؟ بدن میں خون کا نام نہیں معلوم ہوتا کپڑے کی طرح سفید ہو رہی ہو! ایک لحظہ میں اُنکے آغوش میں رہی اور پھر زور سے آپکو علیحدہ کر لیا۔

میں (گھگھیا کر) نافذ بے تم کیوں آئے؟ اگر نہ آتے تو ہم دونوں کیلئے کیسا اچھا ہوتا؟

نافذ بے۔(بھویں چڑھا کر جو کہ ناراض ہونے کی علامت تھی) یہ کیوں؟ کیا تمہارا واقعی یہ خیال تھا کہ بغیر تم سے مفصل کیفیت سنے ہوئے میں تمہیں جانے دونگا؟

میں۔(مایوس ہو کر) لیکن اس سے فائدہ؟ تمہارے والد نے اجازت دینے سے انکار کر دیا اب اور زیادہ کیا کہا جاسکتا ہے؟

نافذ بے۔(نظر تکبر سے)۔بہت کچھ۔تمنے میرا خط ادہم کو کیوں دکھا دیا اور میری ہمت اور جوانمردی پر کیوں کافی بھروسہ نہ کیا تاکہ جیسا کہ لکھا تھا میں تمہیں یہاں سے کہیں لیجاتا؟

میں۔اس لئے کہ یہ ممکن نہ تھا۔اور نیز اس وجہ سے کہ جس خاندان کے لوگ مجھے اپنے ساتھ شریک کرنا نہیں چاہتے اُس خاندان میں میں جبراً داخل ہونا نہیں چاہتی۔

نافذ بے۔(مسکرا کر)۔بس اسی قدر؟ کیا صرف یہی وجہ تھی؟ میری جان! بحیثیت میری بی بی ہونیکے میرے گھر کے لوگ تمکو ضرور مانیں گے۔لو پیاری ادہر آؤ اور میرے اور اپنے درمیان اس قسم کے بیجا اور فضول خیالات کو راہ نہ دو شادی کے بعد ہم تم قسطنطنیہ سے چلے جائیں گے اور اُسوقت تمکو میری والدہ کی سنگدلی اور بے رحمی کا مطلق خوف نہ رہیگا (مجھے خاموش دیکھکر بڑے اشتیاق سے) ہاجرہ! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ میں تم پر مرتا ہوں؟ میری پیاری جان! یقین مانو کہ جو اسوقت عرض معروض کر رہا ہوں محض اپنی ذات کے لئے تم اگر چاہو تو مجھے بچا سکتی ہو ورنہ میری جو حالت ہوگی اُس سے موت ہزار درجہ بہتر ہے۔اگر تم انکار کر دو تو

میں یہ نہیں کہتا کہ مر ہی جاؤں گا اس لئے کہ عشق کا بیمار مرتا نہیں - اور ممکن ہے کہ تھوڑے عرصہ کے بعد اس قابل ہو جاؤں کہ اپنے والدین کی مرضی کے مطابق شادی بھی کر لوں لیکن اس سب کا نتیجہ کیا ہوگا؟ صرف یہی کہ ایک ناواقف عورت سے شادی ہوگی جسکی طبیعت اور مذاق اور میرے مزاج سے زمین آسمان کا فرق ہوگا - وہ مجھے محض بطور اپنے آقا کے سمجھے گی اور میں اُسے صرف یہ سمجھوں گا کہ میرے بچوں کی ماں ہے -

میں - (دبی زبان سے) لیکن بہت سی ایسی ترکی لڑکیاں ہونگی جو آپکے اعلیٰ ترین خیالی نمونہ سے جو کہ اپنے دل میں آپ نے قرار دیا ہے کہیں زیادہ اچھی ہونگی؟

نافذ بے - سچ کہتی ہو اس سے مجھے انکار نہیں - لیکن یہ کیسے یقین ہو کہ اُنمیں سے ایک مجھے ضرور ملجائیگی؟ یہاں تو یہ ہوگا کہ میری والدہ لڑکی دیکھنے جائینگی - وہ بیچاری ہاتھ پاؤں سمیٹے آنکھیں نیچی کئے بیٹھی ہوگی تمہیں بتاؤ اُنکو اُس لڑکی کا چال چلن اور اُسکے خصائل اور عادات کیا معلوم ہو سکتے ہیں؟ اور صرف ایک مرتبہ جانے میں وہ کیونکر تمیز کر سکیں گی کہ جو شرم و حیا لڑکیوں سے ایسی حالت میں مجبوراً ظاہر ہوتی ہے وہ سچی اور اصلی ہے یا جھوٹی اور بناوٹی (میں کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ جلدی سے کہنے لگے) اور مانا کہ خوش قسمتی سے میری طبیعت کے موافق کوئی نیک طینت اور پاکدامن عورت مل بھی تو اور بھی زیادہ خرابی ہوگی اس لئے کہ جس الفت اور التفات کی میری جانب سے وہ مستحق ہوگی مجھسے اُس کا اظہار کس طرح ممکن ہے جبکہ ہمیشہ کے لئے دل میں کسی اور کو دے چکا ہوں - ہاجرہ! جیسی محبت مجھے تم سے ہے وہ صرف ایک ہی کیساتھ ہو سکتی ہے کسی دوسرے کے ساتھ ہونا ممکن نہیں ہے -

میں ہچکچاتی ہوئی ذرا آگے بڑھی اور اُنکے بازو پر اپنا ہاتھ رکھدیا -

میں - (دھیمی آواز سے) - میں بھی تم پر جان دیتی ہوں - لیکن پھر بھی اپنی طبیعت پر اسقدر

اختیار حاصل ہے کہ حالت مجبوری میں تم سے کنارہ کشی کروں - (بہ حقارت کے ساتھہ اس لئے کہ اُنکے لبوں پر کسی قدر تبسم تہا جس سے پایا جاتا تھا کہ اُنکو میری بات کا یقین نہیں ہوتا تہا) کیا تم سمجھتے ہو کہ میں دوبارہ کسی اور کو چاہونگی؟ اگر ایسا ہی کرنا ہوتا تو داود کے ساتھہ شادی کرنے سے کیوں انکار کرتی؟

نافذبے (اشتیاق سے) - تو کیا تم نے اُس سے انکار کر دیا؟ میرا تو خیال تھا کہ تم یہاں اُسکے ساتھہ شادی کرنے کے لئے بہیجدی گئی ہو - پیاری ہاجرہ! اگر تمکو واقعی مجھہ سے سچی محبت ہے تو یہ کیوں چاہتی ہو کہ میری اور تمہاری قسمت اور آیندہ کی خوشی و رنج کا دارومدار اور تصفیہ میرے والدین کی اجازت اور انکار پر منحصر رہے؟

میں - وہ ہمیشہ میرے مہربان حال رہے ہیں - جسوقت میرا کوئی مددگار اور غمخوار نہ تھا اور میں بالکل بے خانماں تھی اُنہوں نے مجھے اپنے مکان میں جگہہ دی اور میری سرپرستی کی - چالیس برس سے میرے خاندان پر اُنکے بے انتہا احسان ہیں -

نافذبے - (قطع کلام کرکے اور سوکھے منہہ سے) اور اِن سب عنایتوں کا خاتمہ اسی طور پر ہونا چاہیئے تہا کہ تم میری ماں کے ہاتھہ سے بال بال مرتے مرتے بچ گئیں اور تین بجے رات کو چوروں کی طرح میرے باپ کے ہاتھوں گھر سے نکالی گئیں واقعی تمہیں اُن کا ممنون احسان رہنا چاہیئے - میں اچھی طرح سمجھہ گیا!

میں (آہستہ سے) - پاشا صاحب کو میری بہتری اور بہبودی مد نظر تھی اور تمہاری والدہ سے مجھے بچانا چاہتے تھے -

نافذبے (بے صبر ہوکر) لیکن برائے خدا یہ تو بتاؤ اُنکی مردمی کیا ہو گئی اور اُنہوں نے مردوں کی طرح اماں جان کو تمہیں ستانے سے باز کیوں نہ رکھا؟ کیا اس جگہہ بھی اماں جان کے تمہارے پیچھے آنے کا خوف تہا جو کشتی بان کو منع کر دیا کہ اس مقام کا نام کسی کو نہ بتائے

جسکی وجہ سے میں نے اُسے رشوت دیکر تمہارے یہاں آنیکا پتہ لگایا؟ (یہ دیکھکر کہ میں کچھہ کہا ہی چاہتی تھی) بس رہنے دو - میں ادہم بے کی آواز باز گشت سننے کے لئے یہاں نہیں آیا ہوں - خدا جانتا ہے اُنکی نصیحت اس قسم کی ہوتی ہے کہ بیس برس تک انسان اخلاقی خیالات سے متنفر اور بیزار ہو جائے - باجرہ اب آخری مرتبہ تم سے کہے دیتا ہوں کہ تم انکار کروگی تو میں ہرگز نہیں ماننے کا - تم ابہی مجھہ سے کہہ چکی ہو کہ تم کو مجھہ سے محبت و اُلفت ہے اور جبتک مجھکو اس امر کا یقین ہے ہم دونوں کو کوئی جدا نہیں کر سکتا!

میں (جلدی سے) - کیا تم مجھہ سے میری خلاف مرضی زبردستی شادی کر سکتے ہو؟ جبتک تمہارے والد اجازت ندیں گے میں تمہاری بی بی نہیں ہونے کی - بس قصہ تمام ہوا - زیادہ گفتگو سے کیا فائدہ؟

نافذ بے - (حقارت سے) کیا تمہیں اُمید ہے کہ تم اُنہیں اجازت دینے پر مجبور کر سکوگی؟ پہلے تعویذ سے جس طرح تمہیں کامیابی ہوئی کیا اُسی طرح اُن کے دروازہ کے سامنے بہی کوئی کاغذ دفن کر دیا ہے؟ میں اِن باتوں کا قایل نہیں لیکن ظاہر اُنکو اِن پر عقیدہ ہے اور مجھے تعجب ہے کہ اگر تمہارا ارادہ نہ تہا کہ مجھہ سے شادی کرو تو کیوں اتنی تکلیف گوارا کر کے اُس عاملہ کے مکان پر گئی تہیں؟

میں شرم سے پانی پانی ہو گئی لیکن کوشش کر کے نظر اوپر کی اور اُنکی طرف کشادہ دلی سے دیکھنے لگی۔

میں (آہستہ سے) - وہ تعویذ بوہا ورنے دروازہ کے سامنے دفن کیا تہا - بوہا ورہی شاکر آغا کو ساتھہ لیگئی تھی اور اُن دونوں نے مجھہ پر جہوٹا الزام لگایا تہا - میں وہاں گئی ضرور تہی لیکن نہ تو میں نے تعویذ لیا اور نہ اُسکے لینے کی مجھے خواہش تھی۔

نافذبے - (افسوس کے ساتھہ) خدا کی قسم سچ کہتی ہو! میں بڑا ہی احمق تھا جو میں نے خیال کیا کہ تم مجھے اتنا چاہتی ہو کہ میری وجہ سے ایسے فعل کی مرتکب ہوئیں جسے کہ تم گناہ عظیم سمجھتی ہو۔ تمہیں مجھسے ایسی گہری محبت و اُلفت تھوڑی ہے کہ جس کے سبب سے تم اپنے دل کے آرام اور چین کو خطرہ میں ڈالو۔

میں (غصہ سے میری آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے) - نافذبے تم بڑے بے انصاف ہو اور خود بھی تم اسے خوب جانتے ہو۔ میں نہیں چاہتی کہ میرے لئے تم اپنے آپ کو تمہین میں دفن کرو۔ کیا اس سے میرے عشق کی کمزوری ثابت ہوتی ہے؟

نافذبے (جلدی سے) - یہ تم سے کس نے کہا کہ میں تمہین بھیجدیا جاؤنگا؟ (مجھے خاموش دیکھکر) ادہم نے کہا ہوگا۔ میری پیاری ہاجرہ! انکی باتوں کا اپنے دل پر اثر نہونے دو۔ یا تو وہ پاگل ہیں یا اس سے بھی بدتر ہیں۔ کیا تم نہیں سمجھتیں کہ ہم دونوں کے جدا کرنے کی کوشش جو وہ کررہے ہیں وہ صرف اسوجہ سے کہ چونکہ خود تم سے شادی نہیں کرسکتے اِس لئے نہیں چاہتے کہ میں بھی تم سے شادی کروں؟

میں - (جلدی سے قطع کلام کرکے) ہش - اپنے بھائی کی نسبت ایسی بدگمانیاں نکرو۔ ادہم بے نہایت شریف اور سچے شخص ہیں اور ضرورت کے وقت وہی ایک میرے دوست تھے

نافذبے - (حقارت سے) - درست ہے! خیر خدا تم دونوں کی دوستی برقرار رکھے!

یہ کہکر وہ دروازہ کی طرف چلے لیکن پھر ٹھہر گئے اور میری طرف حسرت سے دیکھنے لگے۔

نافذبے (یکایک میری طرف بڑھکر اور مجھے دوبارہ سینے سے لگاکر) - ہاجرہ! میں کس طرح تمہیں سمجھاؤں کہ تمہارے ہاتھوں میرا یہ حشر ہونا چاہیئے - میں تمہارا عاشق صادق ہوں اور تم مجھہ سے اس طرح سلوک کرتی ہو گویا میری محبت تمہارے لئے باعث ننگ و ناموس ہے - میری پیاری! کیا تمہاری سمجھہ میں نہیں آتا کہ میری آیندہ خوشی اور آرام سب تمہارے اس چھوٹے سے

ہاتھ میں ہے؟ (یہ دیکھکر کہ میں کچھ کہنا چاہتی تھی) ہاں میں جانتا ہوں کہ میرے والد نے مجھے یمن بھیجنے کی دہمکی دی ہے اور اسمیں شک نہیں کہ وہاں زندگی بڑے خوف اور دشواری کے ساتھ بسر ہوتی ہے لیکن کیا تم اُس شخص کو جسپر تمہارا اول آیا ہوا ہے ایسا کم ظرف سمجھتی ہو کہ وہ ڈر کر وہاں جانے سے ہچکچایگا؟

میں - (جلدی سے) نہیں - اگر تمہیں اپنے نام اور عزت کا خیال ہے تو ایسا نکروگے لیکن یاد رکھو کہ جلا وطنی کی حالت میں تمہیں کسی قسم کا اعزاز حاصل نہیں ہوسکتا اور اگر یمن میں کہیں بلوہ ہوا تو تمام محنت و مشقت کے صلہ میں تمہاری جان بچانے کے لئے کوئی اُنگلی بھی نہ اٹھائیگا حتی کہ جو عزت و تعظیم تمہاری ہونی چاہئیے وہ بھی نہ کیجائیگی چونکہ جیسے ہی لوگوں کو یہ معلوم ہوجائیگا کہ نصر اللہ پاشا تم سے ناراض ہیں تمہارے افسروں کی آنکھوں میں اس سے زیادہ تمہاری وقعت نہ رہے گی جتنی کہ ایک معمولی اناطولیہ کے باشندے کی ہوگی جو کہ سپاہی سے ترقی پاکر افسر کے عہدہ پر پہونچگیا ہو -

نافذ بے - یہ سب سہی - لیکن مجھے اسکی پروا نہیں - مجھے اپنے کام سے محبت ہے اور اُسے یہاں یا یمن میں کرنا دونوں یکساں ہیں اگر تم مجھے ہمت دلانے اور میرے دل کے آرام اور چین کے قایم رکھنے کے لئے میرے ہمراہ رہو - ہاجرہ! میری دل و جان! میں دوزخ میں بھی جانے کے لئے مستعد ہوں بشرطیکہ تم بھی میرے ساتھ ہو -

میں (دبی زبان سے) - اسوقت تو تم ضرور ایسا کہہ رہے ہو لیکن چند برس بعد بھی کیا تمہاری ہمت ایسی ہی رہے گی؟ یاد رکھو کہ ایک دن یا ایک مہینہ کے لئے یمن نہیں بھیجے جاؤگے بلکہ دس برس یا شاید بیس برس کے لئے -

نافذ بے - اگر تمام عمر کے لئے بھی ہو تب بھی میں کیا پروا کرتا ہوں - ہاجرہ! ذرا سوچو تو - میں ایک شریف شخص ہوں - تیس برس بھی اگر وہاں رہنا ہو تو بھی جان جائے تو جائے

لیکن تمہاری شکایت زبان پر ہرگز نہ لاؤں -

میں - لیکن اس سے تمہاری تکلیف و مصیبت تو کم نہ ہوگی - تمہاری شکایت و ملامت کرنے سے جو رنج ہوتا ممکن ہے اُس سے زیادہ تو مجھے یہ دیکھکر افسوس ہوگا کہ تم چپ چاپ رنج سے گھلے جاتے ہو -

اُنہوں نے میرے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لئے اور مجھے نظر جما کر غور سے دیکھنے لگے -

نافذ بے - (بصد اشتیاق) - ہاجرہ! کیا تم مجھے واقعی دل سے چاہتی ہو؟

میں - (سرگرمی سے) - تمہیں چاہتی ہوں؟

میں اُسوقت مُنہ اُٹھائے اُنکی طرف دیکھ رہی تھی - یکایک فرطِ شوق سے بیقرار ہو کر دل میرے قابو میں نہ رہا اور یہی چاہنے لگا کہ میں اپنے لب اُنکے لب سے ایکبار اور خوب زور سے ملا دوں کچھ ایسی از خود رفتہ ہو گئی کہ یہ بھی خیال نہ رہا کہ کیا کر رہی ہوں - اپنے ہاتھ اُنکے ہاتھ سے چھٹا کر اور اُن کے چہرے پر رکھکر اُنکا سر اپنی طرف جُھکا لیا اور اُنکے لبوں کا بوسہ لیا -

میں - یہ لو! بس اب تو میری اُلفت و چاہ کا تمکو یقین ہوا؟

یہ کہکر میں نے اُنہیں چھوڑ دیا اور جلدی سے ایک کرسی پر بیٹھکر اپنے شرم سے گلگوں چہرے کو ہاتھوں سے چھپانے کی کوشش کرنے لگی -

نافذ بے (میرے قریب آکر) اگر تم جانتی ہو کہ عشق کیا ہے تو پھر کیوں اس خیال کو اپنے دل میں جگہ دیتی ہو کہ تم سے شادی کر کے میں پچھتاؤں گا؟

میں نے جواب نہ دیا اس لئے کہ اپنی اُس حرکت کی وجہ سے شرم میں ڈوبی ہوئی تھی اور پاس عصمت و حیا میری سرزنش کر رہا تھا -

نافذ بے نے میری خاموشی کو "نیم رضا" پر محمول کیا اور جھک کر میرے لبوں کا بوسہ لیا

نافذ بے - (چمکار کر) - میری چھوٹی سی ہاجرہ! تمہارا اتنی دیر تک انکار کرنا تمہاری معقول

میں طبیعت کی تشفی کے لئے کافی ہے - بس اب یہ باتیں جانے دو اور کہدو کہ میرا کہنا مانو گی اور نیز یہ کہ کل ہماری تمہاری شادی ہو جائیگی -

میں - (مجبوراً کھڑی ہو کر) نہیں نہیں - نافذ بے اس تکلیف دہ قصہ کو اور زیادہ طول دینے سے کیا فائدہ ؟

وہ اس کا جواب نہیں دینے پائے تھے کہ مکان کے دروازہ پر کسی نے دستک دی - نافذ بے نے کھڑکی کے قریب جاکر گردن بڑھاکر دیکھا -

نافذ بے - (کسی قدر افسردہ ہو کر) ادہم ہیں - اُن سے کہدینا کہ اُن کی اور اُنکے خاندان کی تم بہت جلد عزت افزائی کرنے والی ہو -

میں نے اُنکی اس گفتگو پر مطلق غور نہ کیا اس لئے کہ اُسوقت میں خوف سے کانپ رہی تھی اور یہ سوچ رہی تھی کہ ادہم اپنے بھائی کو وہاں دیکھکر کیا کہیں گے -

میں - (عاجزی سے) کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ اُنکے آنے سے پہلے تم چلے جاؤ ؟

گو دل میں ایک دوسرے سے ناراض تھے تاہم ظاہرا دونوں بھائی ابھی تک نہیں لڑے تھے - لیکن میں ڈرنے لگی کہ آج نافذ بے کی موجودگی ضرور سخت فتنہ اور فساد کا باعث ہوگی کیونکہ اُن کا مزاج اُسوقت ایسا نہ تھا کہ ادہم بے کے ساتھہ ملنساری سے پیش آتے -

نافذ بے (حقارت سے) تمہیں خوف کس بات کا ہے ؟ میں ہرگز یہ نہیں کہونگا کہ میرے ایسے بیموقع آنے میں تمہاری بھی کچھہ سازش تھی -

میں جلدی سے جواب دینا چاہتی تھی کہ دروازہ کھلا اور ادہم بے اندر آگئے - وہ ناخوش اور کشیدہ معلوم ہوتے تھے لیکن اپنے بھائی کے وہاں ہونے پر اظہار تعجب نہ کیا -

ادہم بے (میری طرف بڑھکر) میں نے علی آغا سے تمہاری نسبت دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ تم یہاں نافذ کے ساتھہ ہو - چونکہ میں جانتا تھا کہ میرا آنا تمہیں ناگوار نہ ہوگا اس لیے چلا آیا -

میں نے آہستہ سے کچھہ کہا لیکن اسقدر دہیمی آواز سے کہ خود میری سمجھہ میں نہ آیا کہ کیا جواب دیا۔ ادہم بے میرے قریب آئے تو میں یہ دیکھکر گہبراگئی کہ اُن کا چہرہ زرد تہا اور اُس سے صاف غصہ ظاہر ہوتا تہا۔

ادہم بے۔ (تمہیں نافذ کی ملاقات سے سخت صدمہ پہونچا ہوگا لیکن خدا کا شکر ہے کہ میں اس کا ایسا علاج کرسکتا ہوں کہ آیندہ اس طرح بیجا طور پر کوئی تم کو نہ ستائے گا!

نافذ بے۔ جتنا کہ آپ سے ہوسکتا ہے اُس سے بڑہکر وعدہ نہ کیجئے۔ میں حیران ہوں کہ کون سے ایسے ذریعے آپکے پاس موجود ہیں جن سے آپ مجھے یہاں آنیسے باز رکہہ سکتے ہیں

ادہم بے (غرور سے) میں ایسی جگہہ ہاجرہ کو لے جاسکتا ہوں جہانکہ آیندہ تم اُسے دق نہ کرسکو گے۔ گذشتہ تین مہینے میں میں تمہاری سرشت سے ایسی اچھی طرح واقف ہوگیا ہوں کہ مجھے اُمید نہیں کہ اگر میں تمہیں کسی قسم کی غیرت دلاؤں یا کہوں کہ حق شناسی کو راہ دو تو تم پر اُسکا کچھہ بھی اثر ہو

نافذ بے (طنزاً) لیکن غیرت اور حق شناسی ہیں میں نے کمی کس طرح کی؟ مجھے اس سے انکار نہیں کہ آپ اس قسم کے مسائل سے زیادہ واقف ہیں اور میں ابھی یہ کہنے کو تیار ہوں کہ مجھہ میں بالکل غیرت وحمیت نہیں اگر آپ بتادیں کہ میں نے کون سا ایسا کام کیا ہے جسکی وجہ سے آپ کی یہ رائے ہوئی۔

ادہم بے۔ کیا تمہیں یہ پوچھنے کی ضرورت ہے؟ کیا تمہیں واقعی خود نہیں دکھائی دیتا کہ اس لڑکی پر جو جو مصیبت آئی ہے وہ محض تمہاری خودغرضی کی وجہ سے اور تمہیں اُسکے ایک ایسی جگہہ سے جانے کی باعث ہو جہاں کہ وہ اسقدر عزت اور خوشی کے ساتہہ اتنے دن رہی؟

نافذ بے۔ میری خودغرضی تو ایسی ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اُسے ایسی ایک دوسری جگہہ دوں جہاں کہ وہ پیشتر سے بھی زیادہ خوشی کے ساتہہ زندگی بسر کرے اور ویسی ہی اُسکی عزت بھی ہو۔ کیا آپ کی بے غرضی اتنا کرسکتی ہے؟

ادہم بے نے تیزی کے ساتھہ مڑ کر بھائی کی طرف غور سے دیکھا اور اپنے غصہ کو کوشش کے ساتھہ ضبط کر کے یوں جواب دیا :-

"میرے والد نے ناجرہ کی حفاظت میرے سپرد کی ہے اور یہ ایک ایسا فرض ہے کہ میں اُسے اخیر تک ادا کر دوں گا - میرے نزدیک ہمیں اُسکے ساتھہ اتنا تو ضرور کرنا چاہیئے - اس لئے کہ محض تمہاری ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے والدہ نے اُس سے اپنا دست پناہ کھینچ لیا ہے - میں اس امر کا لحاظ رکھونگا کہ جہاں کہیں وہ جائے وہاں جہاں تک ممکن ہو آرام سے رہے (پھر میری طرف پھر کر اور ملائمت سے) ناجرہ تمہارا چہرہ زرد ہو رہا ہے اور تم تھکی ہوئی معلوم ہوتی ہو - بیٹھہ جاؤ - تم میں اس قسم کے قضیے سننے کی طاقت نہیں ہے - (نافذ سے مخاطب ہو کر غصہ سے) کیا تم نہیں سمجھتے کہ اگر تم یہاں سے چلے جاؤ تو بہتر ہوگا ؟ پناہ بخدا ! کیا تمہارے دماغ میں اسقدر خودغرضی سمائی ہوئی ہے کہ تمہیں دکھائی نہیں دیتا کہ وہ تمہاری حرکات سے مری جاتی ہے ؟ تمنے ابھی مجھہ سے پوچھا تھا کہ میں نے یہ کیوں کہا کہ تم میں غیرت اور حق شناسی نہیں ہے - تمہیں بتلاؤ کیا یہی تقاضائے غیرت اور حق شناسی ہے کہ تم زبردستی اگر اُسکے سامنے ڈٹے رہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ جو زور اُس کے دماغ پر پڑا ہے اُسکی وجہ سے اُسکی صحت خراب ہوئی جاتی ہے ؟"

نافذ بے (اُسیقدر تیزی کے ساتھہ) اور اگر وہ بیمار ہو گئیں تو کیا اسکے بانی آپ نہو نگے ؟ انہیں مجھہ سے چاہ و الفت ہے لیکن چونکہ آپکے مشورہ اور صلاح سے وہ اِس ولولۂ عشق کو دبانا چاہتی ہیں اس لئے اگر اُنکی صحت خراب ہوگی تو محض اس کوشش کی وجہ سے آپ نے اُنہیں سمجھایا ہے کہ وہ اپنی محبت کا گلا گھونٹ دیں اور میرے والد کے ایک بیجا خیال کے پورا کرنے کے لئے اپنی تمام امیدوں اور آرزُوؤں کا خون کر دیں - اور پھر آپ کو تعجب ہوتا ہے کہ اُنکی طاقت ایسی حالت میں جواب دیا چاہتی ہے ! آپ مجھے خودغرض کہتے ہیں کیا آپ قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ کسی قسم کی خودغرضی کا خیال آپکے دل میں نہیں گزرا تھا جبکہ آپنے

پہلی بار انہیں یہ صلاح دی کہ نہایت بیجا اور نامناسب ہوگا اگر وہ میرے ساتھ شادی کرنے پر راضی ہو جائیں؟

میں نے خوف زدہ ہو کر اوپر نگاہ کی - ادہم بے اسقدر زرد ہو گئے تھے کہ بدن میں خون نہیں معلوم ہوتا تھا اور چونکہ میرے مقابل کھڑے ہوئے تھے میں نے دیکھا کہ وہ کسی جوش پنہاں سے زور آزمائی کر رہے تھے - اُنکی نگاہ زمین پر تھی اس لئے صرف سیاہ بھنے بھنے پلک دکھائی دیتے تھے لیکن ایک لحظہ بعد اُنھوں نے اوپر دیکھا - اُنکی آنکھوں سے کچھہ ایسا مجرمانہ اقرار ٹپکتا تھا کہ میرا دل بالکل بے حس معلوم ہونے لگا اور مجھے شک ہونے لگا کہ میرے حواس بجا ہیں یا نہیں - ایک لحظہ وہ ہچکچائے لیکن کوشش کر کے اپنی طبیعت سنبھالی اور کہا:-

"تمہارا منشا کیا ہے؟ میں تمہارے الفاظ کی تشریح سننا چاہتا ہوں - اس لئے کہ یہ تیسری دفعہ ہے جو تمنے اشارہ کیا ہے کہ جو کچھہ میں نے اس معاملہ میں کیا وہ کسی خاص مطلب سے صاف صاف کہو تاکہ مجھے معلوم ہو جائے کہ تم مجھہ پر کیا الزام لگاتے ہو"

نافذ بے - ہچکچائے اور میں نے آسانی سے سمجھہ لیا کہ اُنکی نیک نہادی مانع ہو رہی تھی کہ بھائی کے خلاف کچھہ کہا جائے - لیکن ایک لحظہ بعد وہ جواب دینے کے لئے تیار ہوئے اور نہایت واضح اور مستحکم الفاظ میں یہ سوال کیا:-

"میں صرف ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہوں - اگر بوبادر باجرہ کی جگہہ ہوتی تو کیا اُس حالت میں بھی ادہم بے نے مصیبت کے وقت اُسکا اس طرح ساتھہ دیا ہوتا اور کیا تب بھی میری خود غرضی اور ناعاقبت اندیشی نے میرے بڑے بھائی کے دل میں اسی قدر شعلۂ غضب بھڑکایا ہوتا؟"

اس کے بعد کمرے میں بالکل خاموشی ہو گئی - میں نے اپنے چاروں طرف نظر کی - نافذ بے میز کے ایک کنارے کی طرف کھڑے ہوئے تھے اور ادہم بے دوسری طرف اور دونوں کے چہروں پر روشنی برابر پڑتی تھی - چھوٹے بھائی کے لبوں پر کسیقدر تبسم تھا اور وہ سیدھے بڑے بھائی کی طرف

دیکھہ رہے تھے ادہم بے کوظاہراس کا خیال نہ تھا کیونکہ وہ نافذ بے کے شانے کے اوپر سے سامنے کی دیوار کو دیکھہ رہے تھے اُنکے چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ اُنکو سخت تکلیف ہورہی تہی حتیٰ کہ اُسوقت وہ یہ بھی بہوئے ہوئے معلوم ہوتے تھے کہ اُنکے پاس اور بہی کوئی تھا یا نہیں اُنہوں نے نہ تو اپنے بہائی کے سوال کا جواب دیا اور نہ اُس الزام سے جو کہ اُن پر عائد ہوتا تھا انکار کیا - نافذ بے کے دل میں ظاہرا رحم نے ہجوم کیا اس لئے اُنہوں نے اپنا سوال دوہرایا نہیں اور میری طرف مخاطب ہوئے -

نافذ بے - ہاجرہ! میں اب جاتا ہوں - میری جان میری بات یاد رکھنا کل آکر میں اسکا قطعی جواب لونگا - یہ کہکر وہ دروازہ کی طرف چلے لیکن وہاں پہونچنے نہیں پائے تھے کہ ادہم بے نے واپس بلالیا - اِس عرصہ میں اُنہوں نے اپنی طبیعت کو ضبط کرلیا تھا اور فراج ٹہیک اور سنبہلا ہوا معلوم ہوتا تھا

ادہم بے - تمنے مجھہ پر جو الزام لگایا ہی اُسکے جواب میں جو کچھہ مجھے کہنا ہے اُسے تمکو ضرور سننا پڑیگا - اگر تمنے والد کی رائے کے خلاف یو ہا ور خواہ کسی سے بھی شادی کا ارادہ کیا ہوتا تو میں نے ضرور اُسے بہی یہی صلاح دی ہوتی کہ انکار کرے اور جو میرے نزدیک بہتر ہوتا وہی کرتا جب تک والد اجازت نہیں تم ہاجرہ سے شادی نہیں کرسکتے اس لئے کہ ایسا کرنے سے خاندان میں جو ناچاقی پیدا ہوگی اُسکے رفع کرنے کی آیندہ کوئی اُمید نہیں ہوسکتی اور اسکا تو ذکر کیا کہ تمہاری آیندہ کی تمام اُمیدیں خاک میں مل جائینگی - اگر میرے نزدیک میری سفارش والد کی اجازت دلانے میں کارگر ہوتی یا مجھے اُمید ہوتی کہ وہ کبھی نہ کبھی مان جائینگے - تو میں نے ضرور ہاجرہ کو ہمت دلاکر اپنے ارادے پر قایم رکہا ہوتا - لیکن والد کے مزاج سے جیسا میں واقف ہوں اُسی طرح تم بھی ہو اور اس بات کا تو تم ضرور اقرار کروگے کہ گو اُنہیں غصہ مشکل سے آتا ہے تاہم اگر انکی مرضی کے خلاف کوئی کام کیا جائے تو وہ ہرگز اُسے معاف نہیں کرینگے - اگر تم اسوقت بھی ایمان سے کہدو کہ تمہیں اُمید ہے کہ وہ کبھی نہ کبھی راضی ہوجائینگے تو میں ابھی تمکو مدد دینے کو مستعد ہوں اور کل تمہاری

شادی ہوسکتی ہے۔ اپنے خیالات کی صفائی کے ثبوت میں اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہوں؟

نافذبے نے اپنے بہائی کی طرف کشادہ پیشانی سے دیکھا۔

نافذبے (ہاتھہ بڑہاکر) اَبی میں آپ سے اپنے قصور کی معافی چاہتا ہوں۔ میں نے بڑی غلطی کی جو اس طرح آپ سے گفتگو کی۔ اگر ناکامی اور یاس سے میرا دماغ پراگندہ نہوتا تو ہرگز مجہہ سے ایسی خطا نہوئی ہوتی۔ پہر بہی یہ خیال میرے دل سے کسیطرح دور نہیں ہوتا کہ بہتر تو یہ ہوتا کہ آپ اس معاملہ سے بالکل کنارہ کش ہوجاتے اور مجہے اور والد کو اسکے طے کرنیکے لئے تنہا چہوڑ دیا ہوتا ہم دونوں جسطرح مناسب ہوتا بلا مداخلت دیگرے اسکا تصفیہ کرلیتے۔ آپکی مداخلت سے کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا سوائے اسکے کہ ناحق آپکے متعلق اس قسم کے بیجا شبہے کئے جائیں جس طرح آپ جانتے ہیں اُسی طرح میں بہی سمجہتا ہوں کہ والد ہرگز میرا قصور معاف نکرینگے لیکن اُنہوں نے میرے ساتہہ ایسا سلوک نہیں کیا ہے کہ جس کے عوض مجہہ پر اس معاملہ میں اُنکی اطاعت اور فرمانبرداری لازم آئے۔ لہذا آپ نہ اُنکی طرفداری کریں نہ میری۔

ادہم بے نے جواب نہ دیا۔ وہ اس طرح کہڑے رہے گویا اُنہوں نے نافذبے کا ہاتہہ بڑہانا دیکہا ہی نہیں ایک لمحہ انتظار کرنے کے بعد وہ بڑہا ہوا ہاتہہ بلا بڑے بہائی کے ہاتہہ کو چہوئے ہوئے اپنی جگہہ پر واپس چلا آیا۔ نافذبے نے ایک لحظہ توقف کیا اور پہر یہ دیکہکر کہ کوئی جواب نہیں ملتا مڑے اور دروازہ کی طرف جانے لگے۔ دروازہ پر پہونچکر اُنہوں نے دوبارہ بہائی کی طرف دیکہا۔

نافذبے (رکہاوٹ سے) اگر آپ اسیطرح میری مخالفت کرتے رہے تو تعجب نہوجیگا جو میں آپ کو اپنا دشمن سمجہنے لگوں اور بعض وقت آپکی اُس طرح عزت کرنا بہول جاؤں جیسا کہ میرا فرض ہے۔ آپ جو مجہے میرے کام میں روک سکیں یہ ممکن نہیں اسلئے بہتر ہو کہ ہمیشہ کیلئے آپ اسکا اقرار کریں

یہ کہکر وہ رخصت ہوئے اور میں نے اپنا منہہ ہاتہوں سے چہپا لیا۔ میں دل سے چاہتی تہی کہ

اُسوقت تنہا چھوڑدی جاتی لیکن ادہم بے کا ارادہ جانے کا نہیں معلوم ہوتا تھا - کھڑکی کے پاس جاکر وہ سمندر کو بڑے غور سے دیکھ رہے تھے اور غالباً یہ چاہتے تھے کہ جب نافذ کے چلے جانے کا یقین ہوجائے تو مجھ سے ہمکلام ہوں - کچھ دیر بعد وہ پھرے اور میرے قریب آئے ۔

ادہم بے (آواز کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے حالانکہ اُنکے جسم کی ہر ایک رگ اُسوقت تیز چلتی معلوم ہوتی تھی اور اُنکا چہرہ از حد زرد ہو رہا تھا) - ہاجرہ اس سے زیادہ تکلیف برداشت کرنے کی تم میں طاقت نہیں ہے لیکن خوش قسمتی سے اب اور ایسا موقع پیش نہیں آنیکا - میں یہ کہنے آیا ہوں کہ میری والدہ تمہیں صنیعہ کے ہاں جانیکی اجازت دیتی ہیں اور چونکہ کل ایک جہاز اُس طرف جانیوالا ہے والد کی رائے ہے کہ بہتر ہو جو تم کل روانہ ہو جاؤ - اُسوقت تک تیار ہو سکتی ہو؟

میں - آسانی سے - میں نے ابھی تک اپنے بکس نہیں کھولے ہیں - کل صبح نا؟

ادہم بے - جی ہاں - میں ڈاکٹر کو بلاکر سمجھا دیتا ہوں کہ تم کس وقت اور کسطرح جاؤگی -

میں آہستہ سے کھڑی ہو کر دروازہ کی طرف چلی اور چونکہ وہ دوبارہ نہ بولے بلا اور کچھ کہے سنے وہاں سے چلی گئی اور اپنے کمرے میں جاکر اور دروازہ میں قفل لگاکر چارپائی کے قریب جاکر گر پڑی ۔

دوسرے روز جو میں سو کر اُٹھی تو میرا سر درد کی شدت سے ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا تھا اور اپنے آیندہ کے رنج و خوشی سے ایسی بیفکر تھی کہ اپنی نئی دوست صفیہ کے رخصتی سلام اور آنسوؤں کو میں نے نہایت لاپروائی سے سنا اور دیکھا - دوپہر سے پہلے نصر اللہ پاشا کا غلام سلیم آغا مجھے

لینے کے لئے آیا اور کہا کہ میری ہی حفاظت کے لئے صنیعہ خانم کے مکان تک میرے ہمراہ جائیگا
ادہم بے بھی گہاٹ پر میرے منتظر تے اور انہیں کا ہاتہہ پکڑ کر میں سیڑہی پر چڑہی اور جہاز پر پہونچگئی -
ادہم بے - پیاری آؤ (یہ کہکر میری بانہہ اپنی بانہہ میں ڈال لی اور مجھے جہاز کے ایک کمرے میں لیجا کر ایک کوچ پر بٹھا دیا -) کل شام سے پہلے ہی تم مُدینیہ پہونچ جاؤ گی لیکن ایک دو روز وہاں قافلہ کا انتظار کرنا پڑے گا اس لئے کہ میں نہیں چاہتا کہ تم وہاں سے تنہا جاؤ - دو روز ہوئے کہ میں نے صنیعہ کو خط لکہدیا ہے لیکن مجھے اُمید نہیں کہ اُنہیں تمہاری حفاظت کے لئے آدمی بیجنے کا وقت مل سکے - بہرحال یہ وہ جانتی ہیں کہ تم جا رہی ہو اور میں نے اسقدر کیفیت بیان کردی ہے کہ تم بموقع اور بے خطر ہے سوالات سے محفوظ رہو گی - (وہ ٹھہر گئے - لیکن میں شکریہ ادا کرنے نہ پائی تہی کہ پہر گفتگو شروع کی) والد نے تمہیں پیار کہا ہے وہ خود آئے ہوتے لیکن اسوجہ سے باز رہے کہ اُنکی آمد پوشیدہ نہ رہتی اور نافذ کو تمہارا پتہ معلوم ہو جاتا (مجھے ایک پاکٹ بُک دیکر) اُنہوں نے یہ کتاب دی ہے - اسمیں سو پونڈ ہیں لیکن تمہارے روپیہ میں سے نہیں - اُس روپیہ کو جب تک کہ تمہیں ضرورت نہو وہ اپنے پاس رکہیں گے والدہ نے بھی تمہیں یہ تہیلی دی ہے اسمیں تمہاری نانی کا زیور ہے مجھے افسوس ہے کہ اِسکے ساتہہ اُنہوں نے کوئی پیغام نہیں بہیجا ہے -

اتنا کہکر وہ خاموش ہو گئے اور میں نے کسیقدر تعجب سے اُنکی طرف دیکھا - عموماً وہ آہستہ آہستہ اور نہایت صاف آواز سے باتیں کیا کرتے تہے لیکن اُسوقت اُنکی آواز بہاری تہی اور اتہنی گفتگو نہایت تیزی سے کی تہی - علاوہ اسکے وہ نہایت دُبلے معلوم ہوتے تہے اور اُنکی آنکہوں کے نیچے بڑے بڑے سیاہ حلقے پڑے ہوئے تہے جس سے پایا جاتا تہا کہ وہ گذشتہ شب مطلق نہیں سوئے ہونگے -

ادہم بے (دیکایک) - تو اب میں رخصت ہوتا ہوں - خدا حافظ - اپنے آپ کو احتیاط سے رکہنا -

میں نے مودبانہ اُنکے ہاتھہ کو بوسہ دیا گو دل ہی دل میں یہ سمجھ رہی تھی کہ جیسا چاہئے تھا وہ اُتنی گرمجوشی کے ساتھہ مجھہ سے رخصت نہیں ہوئے اُسوقت یکایک مجھے نافذ بے یاد ہوئے اور ساتھہ ہی اپنی تنہائی بھی محسوس کرنے لگی - لیکن یہ ایک ایسا نازک مضمون تھا کہ اُسپر اُسوقت غور کرنے سے ادہم بے کے سامنے ہی میری ہمت نے جواب دیدیا ہوتا - اس لئے کوشش کرکے میں نے اپنے خیالات کو اُس طرف سے پھیرا اور موجودہ باتوں کی طرف متوجہ ہوئی ادہم بے نے خاموشی سے مجھے اپنے ہاتھہ کا بوسہ لینے دیا اُنکا ہاتھہ برف کی طرح سرد تھا اور وہ فوراً دروازہ کی طرف بڑھے - پھر یکایک مڑکر میرے دونوں ہاتھہ اپنے ہاتھہ میں لیلئے اور مشوش ہوکر اور عذرخواہی کی نظر سے میری طرف دیکھنے لگے - ایک ایسی مضبوط طبیعت کے شخص کو اس حالت میں دیکھکر میرے دل پر عجیب اثر ہوا -

ادہم بے (آہستہ سے) ہاجرہ - کیوں تمہیں یقین ہے یا نہیں کہ جو کچھہ میں نے کیا ہے وہ تمہاری بہتری کے لئے اور اگر ممکن ہوسکتا تو سب سے پہلے خود میں نے ہی تمہاری شادی نافذ سے کردی ہوتی ؟ تمہیں اعتبار ہے یا نہیں کہ جو کچھہ میں نے کیا ہے اسکے سوا کوئی چارہ نہ تھا ؟

میں (ملائمت سے) مجھے یقین ہے کہ جو کچھہ آپ نے کیا ہے وہ میری بہتری کے لئے ادہم بے آپ ہمیشہ مجھہ سے نہایت مہربانی کے ساتھہ پیش آئے ہیں اور میں احسان فراموش نہیں ہوں آپنے مصیبت کے وقت بڑی غمخواری اور دلسوزی سے میرا ساتھہ دیا ہے اور میں ہمیشہ آپ کو اپنا غمخوار اور دوست سمجھوں گی -

جسوقت میں یہ کہہ رہی تھی اُنکے چہرہ سے تشویش کے آثار کسیقدر کم ہوتے جاتے تھے - جب میں باتیں ختم کرچکی تو اُنہوں نے جھک کر میری پیشانی کا بوسہ لیا -

ادہم بے - پیاری ہاجرہ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں - تمہاری اس گفتگو سے مجھے

بڑی خوشی ہوئی۔

صفیہ اتنا کہکر وہ مڑے اور جلدی سے کمرے سے باہر چلے گئے۔

باب یازدہم

آخرش مجھے اسوقت تنہائی نصیب ہوئی ایک گھنٹہ پہلے اسقدر دوڑ دھوپ اور شور وغل تھا کہ اتنے دور دراز اور تھکانے والے سمندر کے سفر کے بعد جو کچھ رہی سہی طاقت اور استقلال تھا وہ سب قریب قریب زائل ہو گیا صنیعہ خانم کے شہر میں ہم پہونچ گئے تھے اور میں اسوقت وہاں کی سرائے میں ایک کوچ پر لیٹی ہوئی تھی لیکن ابھی تک مجھے وہ ہچکولے اور جھٹکے لگتے معلوم ہوتے تھے جو کہ خچر کی پشت پر ادھر پندرہ روز سے کھاتی آئی تھی۔ راہ میں بہت سی رکاوٹوں اور چھوٹی چھوٹی مصیبتوں کے بعد صرف آج مقام مقصود کی صورت دکھائی دی تھی۔ عزت پاشا صنیعہ خانم کے شوہر یہاں کے گورنر تھے اور سلیم آغا انکے پاس ہمارے راہ داری کے خطوط لیکر گئے تھے۔ میں لیٹی ہوئی انکا انتظار کر رہی تھی اور اسقدر خستہ تھی کہ اتنا بھی نہیں سوچا جاتا تھا کہ اپنے نئے مہربانوں کے سامنے اُس پھٹی ہوئی اور میلی پوشاک میں جو کہ اسوقت پہنے ہوئی تھی کیسے جاؤں گی۔

خچر کی سواری کی نسبت صرف اسقدر یاد ہے کہ اُسکی تکلیف سے بچنے کے لئے اس مجنونانہ خواہش کو میں بمشکل تمام روک سکی کہ اُتر کر سڑک پر بیٹھ رہوں اور چپ چاپ وہاں پڑی رہوں تاوقتیکہ فرشتۂ اجل مجھے تمام دماغی اور جسمانی تکلیفوں سے نجات دیدے۔

حقیقت میں میں بہت بیمار تھی اور میں اُسے جانتی بھی تھی اور میری زندگی کا پورا دارومدار اسپر تھا کہ کسی طرح پورے طور پر طاقت برداشت زائل ہونے کے پہلے عزت پاشا کے سایہ عاطفت میں پہونچ جاؤں - اس حالت میں سراے میں پڑے پڑے یہی اپنے دل سے پوچھہ رہی تھی کہ کیا واقعی میری موت قریب تھی اور نیز یہ کہ اگر سب باتوں پر غور کیا جاے تو کیا اُسوقت میرے لیے مرنا ہی سب مصیبتوں سے بچنے کا بہتر ذریعہ تھا؟ اسکا جواب ابھی سوچنے نہ پائی تھی کہ دروازہ کُھلا اور سلیم آغا اندر آکے میں نے آنکھہ اُٹھا کر دیکھا تو وہ عجیب بشاشت کے ساتھہ اُس خالی کمرے کو دیکھہ رہے تھے حالانکہ اُسکی ایسی حالت نہ تھی کہ اُس پر خوشی کے ساتھہ کوئی نظر کرتا - اُسکی دیواریں جابجا پھٹی ہوئی تھیں اور بدرنگ ہوگئی تھیں اور وہ میلا بھی خوب تھا -

سلیم آغا - (خوشی سے) میں پاشا صاحب سے مل آیا - بڑی مہربانی سے میرے ساتھہ پیش آے (سونے کی گھڑی چین دکھا کر) اور تمہیں بحفاظت لانے کے صلہ میں مجھے یہ عنایت فرمائی ہے - اُنکی گاڑی تمہیں لیجانے کے لئے دروازہ پر موجود ہے ایک بیل گاڑی اسباب لیجانے کے لئے بعد کو آئے گی - بس اب چلو -

میں کھڑی ہوگئی اور زینہ سے اُتر کر نیچے گئی گاڑی باہر کھڑی ہوئی تھی جسے چھوٹے چھوٹے میلے کچیلے بچے تعجب کی نگاہ سے دیکھہ رہے تھے لیکن اُسکے عمدہ گھوڑے وہاں ٹھہرنے سے ناراض معلوم ہوتے تھے اور بے صبری سے زمین پر پاؤں مار رہے تھے -

میں چپ چاپ گاڑی میں سوار ہوگئی سلیم آغا کوچ بکس پر بیٹھہ گئے اور بات کی بات میں وہ غلیظ گلی پیچھے چھوٹ گئی اور ہم شاہراہ پر پہونچکر نہایت تیزی سے گورنر کے محل کی طرف جانے لگے - میں آنکھیں بند کئے گاڑی میں لیٹی ہوئی تھی - اُسکے رُکتے ہی مجھے اُسکی تیز رفتاری پر سخت تعجب ہوا -

چاروں طرف جلدی سے نظر کی تو دیکھا کہ ہم ایک نہایت وسیع صحن میں کھڑے ہیں اور

سامنے ایک چھوٹا سا کھلا ہوا دروازہ ہے جسکے بعد ایک لانبی گذرگاہ حبشیوں سے بھری ہوئی ہے انمیں سے ایک حبشی آگے بڑہا اور مجھے گاڑی سے اُتروایا - اُترکر میں نے چند از نادوت جوان (یہ ایک شجیع اور بہادر قوم ہے جو کہ غالباً اردم ایلی میں رہتی ہے) دیکھے جو کہ خوب مسلح تھے اور ظاہرا مجھے خوش ہو کر دیکھہ رہے تھے - اِس لئے میں جلدی سے حبشی کے پیچھے پیچھے اُس رہگذر میں چلی گئی - یہ راہ ایک دروازہ پر ختم ہوتی تھی جو کہ ایک وسیع باغ کی دیوار میں لگا ہوا تہا اس باغ کے بیچ میں اینٹ کا ایک سفید مکان تہا جو کہ بہت بڑا نہ تہا -

حبشی - پاشا صاحب بذات خاص یہاں رہتے ہیں - باقی خاندان کے لوگ صحن کی دوسری طرف ہیں - حرم سرا کا یہ حصہ صنیعہ خانم کے متعلق ہے - مردانہ مکان بھی اُس طرف ہے -

میں نے اس اپنے نئے گھر پر تعجب کے ساتھہ نظر کی - باغ کے بیچ میں ایک مربع خطۂ زمین پر یہ مکان بنا ہوا تہا اور گورنر کے محل سے ملحق تہا جسکا ایک کنارہ باغ کی دیوار کے پیچھے دکھائی دیتا تہا - مکان کے سامنے کا حصہ عشق پیچاں سے بالکل چھپا ہوا تہا اور اندر جانے کے راستہ پر پرانی وضع کا ایک برآمدہ تہا جسپر زرد پھول کے خوشبودار گلاب کی بیل پھیلی ہوئی تھی - یہ برآمدہ لوگوں سے بہرا ہوا تہا لیکن جسقدر فاصلہ پر میں تھی وہاں سے یہ نہیں دیکھہ سکتی تھی کہ یہ مرد تھے یا عورتیں مگر جیسے ہی میں آگے بڑھی کسی نے جلدی سے آکر نصف راستہ سے میرا استقبال کیا - میں نے شرماکر اوپر نظر کی تو دیکھا کہ ایک کشیدہ قامت اور رعب دار خانم چلی آتی ہیں اور اُنکی سیاہ آنکھوں اور موزوں سڈول نقشے کو دیکھتے ہی سمجھہ گئی کہ یہ ادہم بے کی بہن ہیں -

صنیعہ خانم (مہربانی سے) - میری پیاری چھوٹی سی ہاجرہ!

اُنکی گہری سریلی آواز اور ایسے بے تکلفی کے الفاظ سنکر میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے
غالبًا وہ میری اُسوقت کی دل کی کیفیت سمجھہ گئیں اور چونکہ نہیں چاہتی تہیں کہ نوکر کے سامنے
میں اظہار رنج کروں اس لئے اور زیادہ باتیں نہیں کیں بلکہ مجھے محبت سے پیار کر کے
لونڈیوں کی بھیڑ میں سے ہوکر مکان میں اپنے ہمراہ لے گئیں - پہلے ایک بڑے ہال میں گئیں
جس میں کہ سرخ اینٹوں کا فرش تہا اور پہر ایک چھوٹے کمرے میں جہاں کہ یکایک میری طرف
مڑ کر اُنہوں نے میرے دونوں ہاتھہ اپنے ہاتھہ میں لے لیئے اور جہک کر مجھے غور سے دیکھنے لگیں
مجھے یہ نہ معلوم ہوا کہ کیا دیکھتی تہیں لیکن اتنا سمجھہ گئی کہ میری صورت اسوقت دیکھنے کے قابل
نہ تہی اور پندرہ دن کے سفر کی خاک دہول کی وجہ سے نہایت میلی کچیلی ہو رہی تہی - مگر
اس کے سوچنے کے لئے بہی زیادہ وقت نہ ملا اس لئے کہ میں اُنہیں اُتنے ہی غور
اور اشتیاق سے دیکھنے لگی جسطرح کہ وہ مجھے دیکھہ رہی تہیں - اُنکا چہرہ نہایت خوبصورت
تہا - سیاہ بال تہے - منہ سے خود بینی اور غرور پایا جاتا تہا اور آنکھیں بڑے شوق سے مجھہ پر
گڑی ہوئی تہیں - اُنکا چہرہ کچہہ اس انداز کا تہا کہ مجھے بیساختہ ادہم بے یاد آ گئے - بہائی بہن
قریب قریب بالکل ہمشکل تہے - درحقیقت دونوں شکل صورت میں ماں پر گئے تہے تاہم
بڑے تعجب کا مقام تہا کہ دیکھنے میں اُن سے علیحدہ بہی معلوم ہوتے تہے اس لئے کہ
خانم آفندی کے چہرے سے جو استواری طبع ظاہر ہوتی تہی اُس سے دوسروں کے دلوں
میں خوف پیدا ہوتا تہا اور ادہم بے اور صنیعہ کے چہروں کو دیکھکر لوگوں کا صرف اُنکی رہنمائی
اور صلاح پر بہروسہ اور عمل کرنے کو دل چاہتا تہا -

صنیعہ خانم - (یکایک اور مسکرا کر جس سے اُن کا غمگیں چہرہ روشن ہو گیا) - تم کتنی چھوٹی
سی ہو! بالکل گڑیا معلوم ہوتی ہو! اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک مہینہ سے تمہیں کہانے
کو نہیں ملا ہے - ادہم نے بہت اچھا کیا جو تمہیں یہاں بہیجدیا - اور ٹہیک وقت پر بہیجا چونکہ

اس سے اور زیادہ دیر ہونے سے تمہاری حالت بالکل خراب ہوجاتی - لو اب آؤ اور فرغل اُتار ڈالو - حمام تیار ہے لیکن پہلے یہ بتادو کہ ابا جان کیسے ہیں روانہ ہونے سے پہلے تو تمنے اُنہیں ضرور دیکھا ہوگا؟

اُنکی آواز سے صاف پایا جاتا تہا کہ اُسوقت محبت فرزندی اُنکے دل میں موج زن تہی حالانکہ مجھے تعجب ہورہا تہا کہ اُنہوں نے پہلا سوال نصر اللہ پاشا کی نسبت کیوں کیا اسکی وجہ صرف یہ تہی کہ خانم آفندی کی اولاد اتنی محبت اُن سے نہیں کرتی تہی جتنی کہ اُنکی تعظیم کرتی تہی -

میں (دبی زباں سے) - جی وہ بالکل اچھے ہیں - چلنے سے تین روز پہلے میں نے اُنہیں دیکھا تھا -

صنیعہ خانم (اُسی پہلے انداز سے) میرے پیارے ابا جان! اور اماں جان اور چھوٹی وحیدہ کیسی ہیں؟ سولہ برس سے میں نے اِن سب کو اور اپنے قدیم مکان کو نہیں دیکھا ہے (پھر ایکبارگی رُک کر) لیکن میں تم پر بڑا ظلم کر رہی ہوں اس لئے کہ تم میں اسوقت کھڑے ہونے کی بھی طاقت نہیں ہے - (تالی بجا کر) معالی اِن کو حمام لیجاؤ (میری طرف) غسل کے بعد تہوڑی دیر آرام کرو اس لئے کہ تم خستہ اور بیمار معلوم ہوتی ہو -

میں نے ممنونیت کیساتہ اُن کا شکریہ ادا کیا اور لونڈی کے ساتہ ہولی لیکن دروازہ تک نہیں پہونچنے پائی تہی کہ میرا سر گھومنے لگا - حواس منتشر ہونے لگے اور میں نے بے اختیار ہاتہ آگے بڑہا دیا مگر جیسا کہ میرا ارادہ تہا دیوار نہیں پکڑنے پائی تہی کہ غش کہا کر پیچھے گر پڑی -

حصّہ دوم

حصہ دوم

باب دوازدہم

خدا خدا کر کے موسم گرما ختم ہو چکا تھا اور آج کل خزاں تھی۔ شہر کے چاروں طرف کے وسیع میدانوں میں ہوا بڑے زور سے چل رہی تھی۔ بادل تیزی کے ساتھ پہاڑ کی چوٹیوں پر جمع ہو رہے تھے۔ آفتاب مثل ہالۂ آتشیں کے لال بھبوکا ہو کر عجیب شان سے غروب ہو رہا تھا۔ اور اردگرد کی سب چیزیں بھی بتاتی معلوم ہوتی تھیں کہ رات کو طوفان آئیگا۔ میں اُس پُرانی وضع کے برآمدے کے نیچے کھڑی ہوئی ذرا ذرا کانپ رہی تھی۔ گلاب کے خشک پتے جلدی جلدی گر رہے تھے اور باغ کا ہر درخت اور پھول ہوا کی تیزی کے مقابلہ میں خمیدہ سر ہو رہا تھا۔ میرے ٹھیک سامنے ایک شاندار پُرانا درختِ بلوط تھا جسپر بسیرا کرنے کے لئے چڑیاں شور کرتی ہوئی جمع ہو رہی تھیں اور میرے قریب ہی ایک پُرانا سرو غصہ سے جھوم رہا تھا۔ جیسے ہی میں نے مڑ کر اُسپر نظر کی میرے خیالات ایکبارگی قسطنطنیہ پہونچے اور دیکھا کہ میں ایوب سلطان کے قبرستان میں ہوں اور میرا عاشق غصہ سے میرے روبرو کھڑا ہوا ہے۔ اور زیادہ سوچنے نہ پائی تھی کہ گلاب کا ایک خشک پتہ میرے سر پر گرا اور میرے خیالات پھر اپنی جگہہ پر آ گئے۔ میں نے ایک آہ کھینچکر اپنا منہ اُودھر سے پھیر لیا۔ مجھے اب اِس سے غرض ہی کیا تھی کہ ہوا کیسی تھی اور مطلع صاف

تہا یا آندہی آنے والی تھی کیونکہ میرے لئے زندگی مین رہ ہی کیا گیا تہا؟ صرف مصیبت کے دراز اور تاریک دن کسی طرح گذارنے تہے۔

مجہے صنیعہ خانم کے ہاں آئے ہوئے دو مہینے ہو چکے تہے اور آج یہ پہلا روز تہا جو میں اتنی اچھی ہوگئی تھی کہ ڈاکٹر نے کمرے سے باہر نکلنے کی اجازت دی تہی جس روز کہ میں صنیعہ خانم کے قدموں پر بیہوش ہوکر گری اُسوقت سے مجہ سے اور اجل سے خوب کشتی ہوئی اور گو میرے نزدیک تو یہی بہتر ہوتا کہ وہ غالب آجاتی لیکن مشیت ایزدی یہ نہ تہی اور نوشتۂ تقدیر کو بہگتنے کے لئے مین پہر تیار ہوگئی - میری علالت کے زمانہ میں سب کوئی میرے ساتہہ بیحد مہربانی سے پیش آئے تہے اور صنیعہ خانم نے بڑے پیار و محبت سے مری تیمادار ی لی تہی -- اب چونکہ بیماری کی حالت میں اُن کی انسانیت و غمخواری - نوازش و ہمدردی اور شفقت اور تحمل کی قدر مجہے اچہی طرح معلوم ہوگئی تہی اس لئے میرے دل میں اُس سنجیدہ اور شاہانہ خاتون کے لئے جو ظاہرا تو کسی قدر سرد مہر اور خشک معلوم ہوتی تہیں لیکن درحقیقت نہایت دلسوز اور کریم الطبع تہیں فرزندانہ محبت پیدا ہوئی - میں آسانی سے سمجہہ گئی کہ یہ اوپری سردمہری کسی خارجی سبب سے پیدا ہوئی تہی لیکن چونکہ اُن کے حالات سے مجہے ابہی تک ناواقفیت تہی اس لئے یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کون سا خاص سبب تھا جسکی وجہ سے اُنکا چہرہ عموماً اداس رہا کرتا تہا -

میں اسی قسم کے خیالات میں غرق تہی کہ اُن کی آواز میرے کان مین آئی جس سے کہ میرے دل میں ایک جوش مسرت پیدا ہوا اور ہر شخص سمجہہ سکتا ہے کہ مہربانی کا ایک کلمہ بہی کسی ایسے شخص پر جسے اس قسم کی گفتگو شاذونادر میسر آتی ہو ایسا ہی اثر پیدا کرتا ہے -

صنیعہ خانم - پیاری اندر چلی آؤ - باہر ابہی سردی ہے اور تم میں اتنی طاقت ابہی تک

نہیں آئی ہے کہ یہاں کی تیز ہوا برداشت کرسکو۔
میں نے تعمیل حکم کی اور اُن کے ساتھہ مکان کے اندر چلی گئی۔ کمرے میں انگیٹھی جل رہی تھی اُسکی گرمی مجھے نہایت خوشگوار معلوم ہوئی اور اُسکے نزدیک ہی میں فرش پر بیٹھہ گئی صنیعہ خانم میرے مقابل ایک کوچ پر بیٹھیں۔
صنیعہ خانم - (مسکراکر) - تم نے ابھی میرے شوہر اور اُن کے خاندان کے لوگوں کو نہیں دیکھا ہے اور نہ میرے بچے ہی دیکھے ہیں - جب میں خیال کرتی ہوں کہ ادہم بے نے تمہیں اُن کے کھلانے کے لئے بھیجا ہے تو مجھے بیساختہ ہنسی آتی ہے - مجھے تعجب ہے کہ وہ اتنا نہ سمجھے کہ تمہیں تو آپ ابھی کھلائی کی ضرورت ہے۔
میں ذرا مسکرائی اس لئے کہ یہ نہیں جانتی تھی کہ ادہم بے نے میری کیفیت سے کسقدر صنیعہ خانم کو آگاہ کیا تھا اور خود میں نے سرسام کیحالت میں کیا کچھہ کہا ہوگا۔
صنیعہ خانم - (فرط محبت سے) پیارے ادہم! اتنے عرصہ میں وہ کہیں زیادہ تو نہیں بدلے ہیں اور نافذ تو بالکل بچے تھے جبکہ میں یہاں آئی - صرف اتنا یاد ہے کہ وہ اُسوقت ازحد شریر تھے اور اماں جان کے پیار و محبت نے اُنہیں بے طرح بگاڑ رکھا تھا - اپنی شرارت کی وجہ سے وہ ہمیشہ کسی نہ کسی مصیبت میں پھنسے رہتے تھے اور ہم سب کو بڑی احتیاط کرنی پڑتی تھی کہ کہیں اباجان کو خبر نہو اور کسی نہ کسی طرح اُنکو اس کی شرارت کے نتیجے سے بچاتے تھے معلوم نہیں کہ اب بڑے ہوکر اُن کی کیا حالت ہوگی - جو کچھہ ادہم نے لکھا ہے اگر صحیح ہے تو ابھی تک اُنہوں نے اپنی بُرانی عادتیں نہیں چھوڑی ہیں۔
میں شرم سے پسینہ پسینہ ہوگئی اور میرے چہرے کا رنگ سرخ ہوگیا - جلدی سے اوپر نظر کی تو دیکھا کہ صنیعہ خانم شرارت سے مسکرا رہی ہیں۔
صنیعہ خانم - کیوں؟ خیر تو ہے؟ میں ادہم کی سب سے پیاری بہن ہوں اور مجھہ سے

سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں پھر کیونکر ممکن ہے کہ وہ مجھ سے کوئی بات چھپا رکھیں گے؟

پیاری مجھے سب کیفیت معلوم ہے۔ میری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اس معاملہ کو کیوں اتنا طول دیا گیا۔ نافذ بے اگر تم سے شادی کر لیتے تو کون سا ہرج تھا۔ لیکن چونکہ اماں جان نہیں چاہتی تھیں اس لئے یہ ممکن نہ ہو سکا میری پیاری چھوٹی سی ہاجرہ تمنے اس معاملہ میں بڑی شرافت برتی اور ہمت سے کام لیا گو میں جانتی ہوں کہ تمکو سخت صدمہ ہوا ہوگا اور اُس بیچارے لڑکے کو بھی۔

میں اُٹھی اور اپنا سر اُنکی گود میں رکھدیا۔

میں (دھیمی آواز سے)۔ لیکن جو کچھ میں نے کیا وہ درست کیا یا نہیں؟ اگر وہ ہمیں بھیجدیے گئے ہوتے تو کیسی مصیبت ہوتی کیونکہ آگے چلکر وہ یہی دعا مانگتے کہ نصر اللہ پاشا کسی طرح مرجائیں جو اُنکو وہاں سے نجات ملے۔

صفیہ خانم۔ ہاں ہاجرہ غالبًا تمنے اچھا ہی کیا (ایک لحظہ ٹھہر کر) میں یہ ہرگز نہ چاہوں گی کہ نافذ سے اباجان کو کسی قسم کا رنج پہونچے اور چونکہ نافذ کے مزاج سے میں واقف نہیں ہوں اس لئے یہ نہیں کہہ سکتی کہ اس سب کا نتیجہ کیا ہوا ہوتا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر نافذ کی طبیعت میں جیسی شرافت ہونی چاہیئے ویسی ہے اور اُنہیں اپنی بات کا پاس ہے اور عاشق صادق ہیں تو ایسے سلوک کے وہ مستحق نہ تھے کہ بغیر اُن سے کچھ کہے سنے تم چلی آئیں۔ مگر ادہم نے تمہیں یہی صلاح دی وہ بہ نسبت میرے نافذ کے مزاج سے زیادہ واقف ہیں۔ پیاری ذرا سننا۔ مجھے کوئی برآمدہ میں آتا ہوا معلوم ہوتا ہے اس لئے اسوقت اس معاملہ پر گفتگو نہیں کریں گے (کیکی بناوٹ کی ہنسی سنکر) میری نند ہیں۔ شاید بچوں کو بڑے مکان سے واپس لا رہی ہیں۔

میں جلدی سے سر اُٹھا کر دیکھنے لگی اور سوچنے لگی کہ یہ وہی نند تو نہیں ہیں جو صفیہ خانم سے نے

اپنے بھائی کے لئے تجویز کی تہیں - اتنا پوچھنے کا بھی مجھے موقع نہ ملا کہ حافظ پاشا کے گئے
لڑکیاں تہیں کہ عزت پاشا کی بہن آ پہونچیں اور جبکہ وہ صنیعہ خانم سے صاحب سلامت
کر رہی تہیں مجھے اُن کی طرف خوب اچھی طرح غور سے دیکھنے کا موقع ملا -
پہلا خیال جو میرے دل میں اُن کی نسبت پیدا ہوا وہ یہ تہا کہ میں دل ہی دل میں اُن کے
حسن کی تعریف کرنے لگی وہ نہایت حسین تہیں سر کے بال لانبے اور سنہرے رنگ کے
تھے - بھوری رسیلی آنکھیں بالکل بادام کی شکل کی تہیں - اونچی ناک تھی اور منہ نہایت خوبصورت
سمجہا جاتا اگر اوپر کا لب نیچے کے لب سے کسیقدر نکلا ہوا نہ ہوتا - گول بدن تہا اور کشیدہ
قامت بہی تہیں اور وہ عجیب و غریب غضب کی نرالی ادا اور نزاکت تھی جو کہ شاذ و دیکھنے میں
آتی ہے اور جسکی وجہ سے اُنکی ہر ایک حرکت اور انداز نہایت دلکش تہا - میں اُنکی طرف ابہی
دیکھہ ہی رہی تھی کہ اُنہوں نے مڑکر میری طرف لاپروائی سے نظر کی -

عطیہ خانم - (لاپروائی سے کوچ پر بیٹھکر) کیا یہی لڑکی قسطنطنیہ سے آئی ہے ؟

صنیعہ خانم ذرا مسکرائیں اور جواب دیا :-

"ہاں یہی ہاجرہ ہیں - بیچاری بہت بیمار رہ چکی ہیں"

عطیہ خانم نے سر ہلا کر منہ پہیر لیا اور کہا :-

"میں بہت تہک گئی ہوں - آج صبح سے ہم آپس میں لڑ رہے ہیں اس لئے اپنی جان
بچانے کے لئے میں بچوں کو یہاں لیکر چلی آئی"

اُن کی آواز بلند تہی لیکن ناک میں بولتی تہیں -

صنیعہ خانم (ادہر اودہر دیکہکر) بچے کہاں ہیں ؟ ہاجرہ میں چاہتی ہوں تم اُنہیں دیکھہ لو -
(**عطیہ خانم** سے) ابھی تک ہاجرہ اُنہیں جانتی نہیں -

عطیہ خانم (بے فکری سے) - جی -

اتنا کہکر وہ کھڑی ہوگئیں - ایک مرد کمرہ میں داخل ہوکر دونوں خانموں کی طرف بڑہ رہا تہا۔
صنیعہ خانم بہی کھڑی ہوگئیں اس لیئے میں سمجھہ گئی کہ یہ عزت پاشا تہے - اُنکی نسبت بہی میرے دل میں اچہا ہی خیال پیدا ہوا چونکہ وہ فہیم اور شریف معلوم ہوتے تہے اور اُن کی عزت کرنے کو خود بخود دل چاہتا تہا - بیٹھکر اُنھوں نے میری طرف مہربانی سے دیکھا۔
عزت پاشا (مسکراکر) - کیا یہ ہاجرہ ہیں؟ میں بڑا خوش ہوں کہ تم اچھی ہوگئیں لیکن ابہی تک تم میں پوری طاقت نہیں آئی - ہے -
میں نے اُن کے ہاتہہ کو بوسہ دیا اور خاموش کھڑی رہی لیکن دوبارہ وہ مجھسے مخاطب نہ ہوئے اور ایک اخبار اُٹھا کر پڑہنا شروع کیا - ایک لحظ بعد تین چہوٹے بچے کمرے میں آئے جنمیں دو لڑکے اور ایک لڑکی تہی - سب سے بڑا لڑکا تہا جسکی عمر سات برس تہی اور سب سے چہوٹی لڑکی تہی جو تین برس کی تہی وہ ڈرتے ڈرتے آگے بڑہے اور باپ کے پاس جاکر ہر ایک نے اُن کا ہاتہہ چوما جس کے جواب میں عزت پاشا نے ہر ایک کو تہوڑا تہوڑا پیار کیا - اس کے بعد وہ ماں کے قریب جاکر اُن سے لگ کر کھڑے ہو گئے۔
صنیعہ خانم (مسکراکر) ہاجرہ یہ بچے تمہارے سپرد ہونگے - یہ ادہم ہے اس کا نام یوسف ہے اور یہ چہوٹی زیبا ہے -
میں آگے بڑہی اور اُنکے پاس جہک کر محبت کی باتیں کرنے لگی لیکن اپنے والد کی وجہ سے وہ بظاہر ڈرتے تھے اس لیے میرا بہلانا بالکل بیکار گیا اور میری کسی بات کا جواب نہ ملا - مجھے یہ دیکھکر تعجب ہوا چونکہ عزت پاشا بدمزاج اور تندخو نہیں معلوم ہوتے تہے - تاہم اُنکے بچے اور بہن اُن سے ڈرتی تہیں اور صرف اُن کی بی بی کو اُن کا کچھہ خیال نہ تہا -
عزت پاشا (اوپر دیکھکر) عطیہ بیٹھہ جاؤ - اب تمہاری والدہ کیسی ہیں کل اُنکی طبیعت ناساز تہی ؟

عطیہ خانم (سرگرمی سے جس سے کہ خوف بھی ظاہر ہوتا تھا اور جسکی وجہ سے اُن کا مغرور چہرہ عجیب طرح کا معلوم ہوتا تھا) - جی شکر ہے اب اُن کی طبیعت بالکل اچھی ہے - (ایک لمحہ ٹھہر کر جبکہ غالباً وہ یہ سوچ رہی تھیں کہ اب اور کیا کہنا چاہیے) آج آپ حرم سرا میں نہیں گئے ؟

عزت پاشا - نہیں آج مجھے کام بہت تھا -

اتنا کہکر عزت پاشا اس امر کے منتظر رہے کہ اور کوئی بات اُن سے کہی جائے لیکن جب کسی نے کچھ نہ کہا تو وہ پھر اخبار اُٹھا کر پڑھنے لگے -

عطیہ خانم (دھیمی آواز سے) - ہوا موقوف ہو گئی ہے بہتر ہو کہ پھر تیز چلنے سے پہلے میں مکان چلی جاؤں -

صنیعہ خانم - آج رات کو آندھی آئے گی اور ممکن ہے کہ جب تم راہ میں ہو اُسوقت آئے اس لئے آج یہیں رہ جاؤ -

عزت پاشا - (اوپر نظر کر کے) - کیوں خانم کیا ہوا ؟

صنیعہ خانم - (بغیر کسی قسم کی گھبراہٹ کے) میں عطیہ سے کہہ رہی ہوں کہ آج رات کو یہیں رہ جائیں - پانی آیا ہی چاہتا ہے اور مکان پر سب سمجھ ہی جائیں گے کہ بارش کی وجہ سے نہ جا سکیں -

عزت پاشا (کسی قدر ترشی سے) ابھی تو پانی نہیں برستا ہے لیکن اگر وہ چاہیں تو رہ سکتی ہیں کیوں عطیہ کیا ارادہ ہے ؟

عطیہ خانم (دبی زبان سے) - میں تو بہت چاہتی ہوں کہ نہ جاؤں اس لئے کہ آپ کے ہاں رہنا مجھے بہت اچھا معلوم ہوتا ہے -

مگر اس خوشامد سے کوئی نتیجہ مرتب نہ ہوا - اس لئے کہ عزت پاشا نے کسی قدر بے صبری

کے ساتھ اپنے شانے ہلائے اور پھر اخبار پڑھنے لگے۔

صنیعہ خانم (جلدی سے) ہاجرہ کہو ان بچوں سے کیسی بنی؟ لیکن یہ تو بتاؤ تمہیں بچے اچھے بھی معلوم ہوتے ہیں؟

میں۔ بہت۔ قسطنطنیہ میں ادہم بے اور علی بے کے بچے مجھسے محبت کرتے تھے اور میں بھی اُنہیں بہت پیار کرتی تھی۔

عزت پاشا۔ (اخبار کے پیچھے سے)۔ علی بے کون ہیں؟

میں۔ (آہستہ سے مجھے اُن سے مطلق خوف نہیں معلوم ہوتا تھا گو اُنکی بہن کتنا ہی ڈرتی ہوں) وحیدہ خانم کے شوہر۔

عزت پاشا۔ ہاں ٹھیک ہے وہ سرکیشین ہیں نا؟

میں۔ جی ہاں۔

یہ سنکر اُنہوں نے اخبار پھینک دیا اور اس معاملہ کے ساتھ یکایک نہایت دلچسپی ظاہر کرنے لگے۔

عزت پاشا (تحکمانہ لہجہ میں) ادہر آؤ اور مجھسے قسطنطنیہ اور نصر اللہ پاشا کے خاندان کے کچھ حالات بیان کرو۔ سب کیا کرتے ہیں؟ اور ادہم تو غالبًا سرکاری ملازم ہونگے؟

میں نے تعمیل ارشاد کی اور قریب آگئی اور اُنہوں نے نصر اللہ پاشا اور اُن کے خاندان کے ہر شخص کی نسبت سوالات کئے صنیعہ خانم ہمارے نزدیک ایک کرسی پر بیٹھ گئیں اور اثنائے گفتگو میں کبھی کبھی کچھ کہدیتی تہیں۔ ادہر آندھی بھی شروع ہو گئی تھی۔ اور اپنا تمام زور اور طاقت باہر درختوں پر ختم کر رہی تھی۔ اندہیرے میں درخت زور سے ادہر اُدہر جنبش کرتے معلوم ہوتے تھے۔ عزت پاشا ایک لحظہ چپ چاپ کھڑکی کے باھر

دیکھتے رہے۔

عزت پاشا (یکایک)۔ قسطنطنیہ میں اگر میں ہوتا تو کیسا اچھا ہوتا؟ گورنری میں لطف تو خوب ہے اور حکومت بھی ہے لیکن دارالسلطنت میں رہنے کے مقابلہ میں سب کچھ ہیچ ہی ہماری قدیم پیاری باسفورس کیسی دلفریب ہے! کیوں خانم تمہیں اُس کے چھوٹنے کا افسوس ہے یا نہیں اور وہ تمہیں یاد ہوتی ہے یا نہیں؟

صنیعہ خانم کا چہرہ فوراً تبسم سے روشن ہوگیا اور اسمیں کچھ اس قسم کی نزاکت تھی کہ بات کی بات میں چہرے کا معمولی انداز تبدیل ہو گیا۔ اُسوقت یہ بات ظاہر ہوگئی کہ گو اور کسی وجہ سے وہ ہمیشہ افسردہ خاطر رہتی ہوں اپنے شوہر سے ناخوش نہ تھیں۔

صنیعہ خانم۔ ہاں بعض وقت ایسا خیال ضرور ہوتا ہے لیکن پھر بھی وہاں تنہا جانیکو دل نہیں چاہتا وہ میری زندگی کا نہایت مبارک دن ہوگا جبکہ ہم سب کے سب ایک ساتھ وہاں جائیں گے۔ مجھے تعجب ہوا کہ اِس مرتبہ عزت پاشا مطلق ناراض نہوئے اور مسکرانے لگے۔

عزت پاشا۔ سچ ہے بہت ہی اچھا ہو جس روز کہ نصر اللہ پاشا اور ادہم بے سے ہم جہاز پر یہاں آنے کے لئے رخصت ہوئے یہ کسکو خیال تھا کہ اسقدر عرصہ دراز کے لئے ہم اُن سے جدا ہوتے ہیں۔ (میری طرف پھر کر) اور نافذ بے کیا کرتے ہیں؟ سنا ہے سر عسکریت میں ہیں اب تو وہ بھی غالباً جلد شادی کرلیں گے؟

صنیعہ خانم (جلدی سے قطع کلام کرکے)۔ ابراہیم آرہے ہیں معلوم نہیں اس آندھی میں کون ایسا کام ہے۔

عزت پاشا۔ واللہ اعلم۔ میرے نزدیک اُنہیں بھیگنے سے ڈر نہیں معلوم ہوتا۔ اس موقع پر دروازہ کُھلا اور ایک لڑکا اندر آیا بارش سے اُس کے کپڑے بالکل تر تھے

اور عزت پاشا کی طرف بڑہا تو کسی قدر کانپ رہا تہا۔

عزت پاشا۔ کیا ہے؟

ابراہیم (عطیہ خانم کی طرح ڈر کر) کچھ نہیں۔ ایک شخص یہ چند خطوط لایا تہا میں نے خیال کیا کہ میں خود ہی آکر آپ کو دیدوں۔

عزت پاشا۔ خود کیوں لائے؟ کسی نوکر کے ہاتہ بہیجدیے ہوتے۔

یہ کہکر خط لے لئے۔ ابراہیم جانے کے لئے مڑے کہ صفیہ خانم نے ٹھہرنے کے لئے اشارہ کیا۔

صفیہ خانم۔ ایسی حالت میں تم واپس نہیں جاسکتے۔ یہیں کہانا کہاؤ اور اگر بارش موقوف نہ ہو تو یہیں سو بہی رہو۔

عزت پاشا۔ (تیزی سے) بالکل فضول ہے۔ بہیگنے سے اُنکا کیا بگڑ جائیگا؟ اگر دل چاہے تو یہاں کہانا کہالو لیکن گہر جاکر سوؤ۔ پانی سے تمہیں کوئی نقصان نہ پہونچے گا۔

ابراہیم نے ادب کے ساتہ سلام کیا اور کہڑے رہے۔ میں نے ہمدردی سے اُنکی طرف دیکہا۔ اُن کے چہرے پر کسیقدر چیچک کے داغ تہے۔ چہوٹی چہوٹی بہوری آنکہیں تہیں جن سے شرارت اور چالاکی ظاہر ہوتی تہی موٹے لب تہے اور بڑے بڑے کان تہے لیکن بہیگنے کی وجہ سے ایسے ٹہٹہرے ہوئے اور بے چین معلوم ہوتے تہے کہ ہر شخص کو دیکہکر رحم آتا۔

صفیہ خانم کا بہی ایسا ہی خیال معلوم ہوتا تہا اس لئے کہ وہ اُٹہیں اور ابراہیم کو ساتہ چلنے کے لئے اشارہ کیا۔ ظاہر اوہ اُنہیں کسی ایسی جگہہ لے جاتی تہیں جہاں کہ وہ آپ کو خشک کر سکتے اس لئے کہ اُن کے کپڑوں سے پانی نکلکر فرش پر بہہ رہا تہا۔ عزت پاشا ذرا دیر اپنے خط خاموشی کے ساتہ پڑہتے رہے اور پہر اوپر دیکہا۔

عزت پاشا - والدہ کیسی ہیں ؟

اتنا کہکر رک گئے اور عطیہ خانم سے پوچھا :-

"ابراہیم کہاں ہیں ؟"

عطیہ خانم - ابہی گئے ہیں - بلا لاؤں ؟

عزت پاشا - نہیں - کیا مکان چلے گئے ؟

عطیہ خانم - غالبًا نہیں - شاید صنیعہ خانم انہیں دوسرے کمرے میں کپڑے خشک کرنے کے لئے لیگئی ہیں - جاؤں دیکھہ آؤں ؟

عزت پاشا (تلخ ہوکر) کچہہ ضرورت نہیں - آج تمنے والدہ کو دیکھا تہا ؟

عطیہ خانم - جی ہاں کل کی شب بہت بے چینی سے گذری اور اماں جان کہتی تہیں آج اُن کی طبیعت اور بہی زیادہ خراب ہے -

عزت پاشا نے ایک ہلکی آہ کھینچی - لونڈیوں سے میں سن چکی تہی کہ چونکہ حافظ پاشا سابق گورنر مفلوج تہے اور دیوانے بہی ہوگئے تہے اس لئے تمام گہر کے لوگ عزت پاشا کو اپنا آقا سمجہتے تہے اور اسوجہ سے اُن کی ذمہ داری اور بہی زیادہ ہوگئی تہی گو حافظ پاشا کے سولہ بچے اور نو بیبیاں تہیں تاہم جب سے عزت پاشا کی والدہ نے انتقال کیا تہا (جسے کئی سال ہوچکے تہے) حافظ پاشا نے اپنی اور کسی بی بی کو سرخاندان نہیں بنایا تہا - گویا کہ اسوقت صاحب خانہ کوئی نہ تہا اور غالبًا یہی سبب تہا کہ تمام خاندان عزت پاشا کی اسقدر عزت کرتا تہا - اُسوقت بہائیوں اور سوتیلی ماؤں پر انہیں پورا اختیار حاصل تہا اس لئے ضرور ہے کہ عطیہ خانم اور ابراہیم کی طرح وہ بہی اُنکے ساتہہ مودبانہ پیش آتی ہوں گی -

اسی اثنا میں صنیعہ خانم ابراہیم کو ساتہہ لئے ہوئے واپس آئیں - ابراہیم کی حالت پہلے سے بہت زیادہ اچہی تہی اور اس کے ثبوت میں اُنہوں نے مجہے خوب گہورا - ایک لحظہ بعد

لونڈی نے آکر کہا کہ کھانا تیار ہے اور ہم سب کے سب کھڑے ہو گئے۔

عزت پاشا (بی بی سے)۔ ہاجرہ تو ہمارے ساتھ کھانا کھائیں گی نا؟

صنیعہ خانم۔ جی ہاں۔

میں دبی زبان سے کسیقدر انکار کرنے لگی تو اُنہوں نے ایک بوسے سے میرا مُنہ بند کر دیا۔

صنیعہ خانم (پیار سے) میری پیاری ہاجرہ تم یہاں بطور ایک دوست کے ہو۔ (اور شرارت سے) کیا تم سمجھتی ہو کہ میرے خاندان میں صرف ایک ہی شخص کو خدا نے تمیز اور سلیقہ اور اچھی طبیعت عطا فرمائی ہے۔

باب سیزدہم

اپریل کا مہینہ تھا۔ موسم سرما اب جاتا معلوم ہوتا تھا اور جن چیزوں کو اُس نے پائمال کر رکھا تھا اُن پر بہار اپنا رنگ جما کر اُنہیں تازہ جان ڈالنا چاہتی تھی پھول کے درختوں میں کلیاں آنے لگی تھیں اور برآمدہ پر جو گلاب کی بیل پھیلی ہوئی تھی وہ آہستہ آہستہ پھر پوشاک زمردیں سے اپنے آپکو آراستہ کر رہی تھی۔ کہیں کہیں کوئی کلی جو دوسری کلیوں کی بہ نسبت زیادہ شوخ اور بیباک معلوم ہوتی تھی ڈرتی اور شرماتی ہوئی اپنا سر ذرا ذرا باہر نکال رہی تھی اور ہوا جو کہ جاڑوں بھر برابر تیز چلتی رہی تین چار روز سے کم ہو کر بالکل نسیم سحری کا لطف دکھاتی تھی گویا کہ محض اُس کلی کی اعانت کے لئے اُس نے قصداً اپنی رفتار کم کر دی تھی۔

یہاں آئے ہوئے اب مجھے دس مہینے ہو گئے تھے اور اس نئے گھر سے میں اُسی طرح مانوس

ہوگئی تھی جیسا کہ اپنے پُرانے مکان سے۔ جن لوگوں میں میں رہتی تھی اُن کی زندگی کے حالات
سے مجھے اب واقفیت ہوگئی تھی۔ دوسرے گھر میں تقریبًا روز جانے لگی تھی اور بلاتکلف
ایک دوسرے کی ننگ و رسوائی کی باتیں چغلیاں اور خانہ جنگیوں کی کیفیت سننے کی
عادی ہوگئی تھی وہاں ہر وقت ایک ہنگامہ بپا رہتا تھا۔ اور اسی قسم کی چہ میگوئیاں ہوا کرتی تھیں
ساتھ ہی یہ بھی دیکھتی تھی کہ خاندان کی سب عورتیں صنیعہ خانم کی بے حد خوشامد کرتی تھیں۔ اور
پھر اسوجہ سے دل سے نفرت بھی اُسی قدر کرتی تھیں کہ عزت پاشا کے سامنے کسی کی اگر
چلتی تھی تو صرف صنیعہ خانم کی۔ عزت پاشا کے مزاج کی تہ کو بھی پہونچگئی تھی اور جس بُری طرح
وہ اپنے بھائیوں اور سوتیلی ماؤں کے ساتھ پیش آتے ستے تھے اُسے اب بُری نگاہ سے
نہیں دیکھتی تھی اِس لئے کہ عزت پاشا کے یہ رشتہ دار مطلق کسی قسم کے اچھے اصول کے
پابند نہ تھے۔ اور سبھوں میں حماقت اور فرومایگی حد درجہ کی تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے
کہ ایسے گھر میں عزت پاشا کی سی طبیعت والے آدمی کو زندگی وبال ہوگی اور اسیوجہ سے
یہ کوئی تعجب کی بات نہ تھی کہ صنیعہ خانم یہاں کے طرز زندگی کا نصر اللہ پاشا کے خاندان کی
یکدلی اور اتفاق سے مقابلہ کرکے اور اُس کے نتیجے پر غور کرکے ہمیشہ اُداس اور افسردہ خاطر
رہتی تھیں۔ لیکن اسوقت مجھے اِن سب باتوں کا خیال نہ تھا اور میرے ہاتھ میں جو کام تھا
اُسمیں مشغول تھی وہ یہ تھا کہ ادہم کو اُس کے کسی دوست نے ایک چھوٹا سا کتا بھیجا تھا۔
اُس کے آرام کے لئے ایک ٹوکری میں روئی کی گدی لگا رہی تھی۔

صنیعہ خانم اور عطیہ خانم دونوں درخت بلوط کے نیچے بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں اُنکے قریب
ہی گھاس پر تھی۔ بچے میرے اردگرد تھے اور وہ کتا بھی میرے پاس بیٹھا ہوا تھا میں نے
روئی بھر کر اور تاگے ڈالکر ٹوکری کی دیوار میں گدی لگادی تھی صرف نیچے کا حصہ باقی تھا لیکن
روئی تھوڑی ہونیکی وجہ سے ٹوکری بہت چھوٹی معلوم ہوتی تھی اِس لئے صنیعہ خانم اور عطیہ خانم

کی طرف دیکھکر میں نے پوچھا:-

"یہ چھوٹی تو نہوگی؟"

صنیعہ خانم - کسیقدر کُتار کہکر دیکھ لو-

میں نے کُتار کہا تو ٹوکری ٹھیک تھی اس لئے چپ چاپ سیتی رہی اُسوقت تک کہ پیچھے کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی - سر اُٹھا کر دیکھا تو صنیعہ خانم کے دیور سعید بے اور حسین بے میری طرف چلے آرہے ہیں -

میں نے سر جھکا لیا اور بڑے غصہ سے سوئی کھینچی اس لئے کہ اِن دونوں سے مجھے سخت نفرت تھی خصوصًا حسین بے سے جو کہ نہایت گستاخانہ طور پر مجھے محبت کی نگاہ سے دیکھتا تھا - اسوقت دونوں آکر بیٹھ گئے اور حسین بے نے خوب دیر تک گھور کر میری عزت افزائی کی جسکی وجہ سے غصہ سے میرا چہرہ سرخ ہوگیا - اُسمیں آدمیت مطلق نہ تھی اور بد اطوار تھا اور مجھے روز یہی ڈر رہتا تھا کہ کہیں بیہودہ طور پر چھیڑ نہ بیٹھے حالانکہ میں یہ خوب جانتی تھی کہ صنیعہ خانم کے سامنے وہ ضرور ٹھیک رہے گا - اور مجھے ستانے کی ہمت نہ ہوگی سعید بے کوئی بیس برس کا ہوگا اور وہی ایک شخص اُس خاندان میں ایسا تھا جسمیں کسی قدر شرافت کی بو پائی جاتی تھی اور جسکا طور طریقہ اچھا تھا گو یہ مشکل سے کہا جا سکتا تھا کہ اُس نے یہ کہاں سیکھا تھا -

سعید بے (صنیعہ خانم کو ایک خط دیکر) عزت پاشا نے مجھے یہ خط دیکر بھیجا ہے اور کہا ہے کہ قسطنطنیہ سے اُن کے پاس بھی خط آیا ہے - جیسے ہی اُنہیں فرصت ہوگی وہ حرم سرا میں آئیں گے -

صنیعہ خانم نے بڑے اشتیاق سے خط کھولا - لفافہ اتفاقًا میرے پاس آکر گرا اور اُسکی تحریر دیکھکر میں پہچان گئی کہ نافذ بے کا خط ہے میں نے جلدی سے اوپر نظر کی تو دیکھا کہ

خط بہت بڑا تھا اور صنیعہ خانم کا چہرہ اُسے پڑھتے پڑھتے ذرا زرد ہوگیا۔ خط ختم کر کے صنیعہ خانم کھڑی ہوگئیں اور اندر جانے لگیں اور مجھے بھی چلنے کے لئے اشارہ کیا۔ میرے دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ شاید کوئی بری خبر ہوگی جسے سنانے کی اُنھوں نے ضرورت سمجھی اور کھڑی ہوگئی۔ ہم دونوں ایک ساتھہ ڈرائنگ روم میں گئے اور وہاں پہونچتے ہی صنیعہ خانم مجھسے یوں مخاطب ہوئیں:-

ہاجرہ! مکان سے خط آیا ہے اور جو خبر میں تمہیں سنانے والی ہوں اُس سے تمہیں صدمہ پہونچے گا۔ یہ نافذ کا خط ہے (ایک لحظہ ٹھہر کر اور اپنا ہاتھہ میرے شانے پر رکھکر) وہ عطیہ کیساتھ شادی کی درخواست کرتے ہیں۔

میں خاموش کھڑی رہی۔ اُسوقت میری ایسی حالت تھی کہ اگر کوئی مجھے مار بھی ڈالتا تو بھی مجھہ سے ہلا نہ جاتا۔ خط پڑھتے پڑھتے جو صنیعہ خانم کا چہرہ زرد ہوگیا تھا میں نے کیا کیا کچھہ اُس کا باعث نہیں قرار دیا تھا اور طرح طرح کے توہمات اور بُرے بھلے خیالات کو دل میں جگہہ دی تھی لیکن اس کا مجھے گمان بھی نہ تھا کہ میری مصیبتوں کا پیالہ لبریز ہونے کے لئے صرف اُنکی شادی ہونے کی اور کمی تھی۔ مجھے ایسا معلوم ہونے لگا کہ مجھہ پر ناگہانی بجلی گری اور میرا دل چلتے چلتے تھم گیا۔

صنیعہ خانم (ایک لحظہ بعد) اُن کا خط بہت ہی اچھا ہے لیکن میں نہیں سمجھتی کہ وہ خوشی سے شادی کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں "ابا جان اور اماں جان کا خیال ہے کہ میرا علاج سوائے اس کے اور کچھہ نہیں ہے کہ میں جلد شادی کرلوں اور حالانکہ مجھے اسکی مطلق پروا نہیں کہ اُن کی نافرمانی سے میرا کیا حال ہوگا تاہم میں ایسا کرنا نہیں چاہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ مجھے ایک ایسی نیک سیرت اور وفادار خاتون ملجائے جسے میں رفتہ رفتہ پیار کرنے لگوں اور جو میرے سر سے نا عاقبت اندیشی کا بھوت اُتار سکے۔ آپ نے ایک مرتبہ عطیہ

کا ذکر کیا تھا - چونکہ وہ آپ کے قریب رہتی ہیں اور آپ اُن سے بخوبی واقف ہیں اسلئے
میں نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ اپنی قسمت کا فیصلہ آپکے سپرد کروں - اباجان نے
عزت پاشا کو لکھا ہے اگر وہ راضی ہو گئے تو میں زیادہ سے زیادہ اگلے مہینہ میں آپسے
آکر ملونگا - لیکن از راہ کرم اتنا خیال رہے کہ مجھے صرف ایک یا دو مہینے کی رخصت
مل سکتی ہے اس لئے جو کچھ انتظام ضروری ہے وہ پہلے سے درست رہے تاکہ
دیر نہو میری پیاری بہن! آپ مجھے نہیں جانتی ہیں لیکن اپنے خاندان کے اور لوگوں
سے تو اتنا ضرور واقف ہیں کہ آپ کی نند کو کسی قسم کی تکلیف ہمارے ہاں نہ ہوگی - اس میں
شک نہیں کہ میں اپنی تقدیر سے نالاں ہوں لیکن اپنی بی بی پر اپنے دل کے چھالے
ہرگز نہ پھوڑوں گا"

ابھی تک میرے منہ سے کوئی بات نہ نکلی تھی اس لئے کہ اُن کے خط سے بجائے خوشی
کے سخت افسردہ دلی اور ملال ظاہر ہوتا تھا جس نے میرے دل پر بیحد اثر کیا اور اسوجہ
سے اور بھی زیادہ کہ میں سمجھ گئی کہ وہ شادی محض اُس درد کے دور کرنے کے لئے کرتے تھے
جو کہ میری وجہ سے پیدا ہوا تھا - یہ ضرور ہے کہ میں نے اپنی خوشی سے اُنہیں چھوڑا تھا اور
گو اُن سے جدا ہوتے وقت مجھے اس امر کا یقین بھی ہو گیا ہو تا کہ اس کا کیا انجام ہوگا -
تاہم نافذ بے کی شادی کی خبر سنکر میرے دل پر سخت چوٹ لگی -

صفیحہ خانم (اُسی افسردگی کے ساتھ) - وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ ادہر تھوڑے عرصہ سے اُنہوں
نے سفر کرنا شروع کیا ہے - ادہم بے کو روم ایلی میں کوئی جگہ ملگئی ہے اور معہ اہل و عیال کے
وہ وہاں ہیں اور تین برس تک قسطنطنیہ واپس نہ آئیں گے (ایک منٹ بعد) نافذ مجھ پر جو اِس
معاملہ کی پوری ذمہ داری چھوڑتے ہیں اس سے میں ہچکچاتی ہوں جس زمانہ میں کہ ادہم سے میں نے
عطیہ کا ذکر کیا تھا اُسوقت میں عطیہ کی طبیعت سے اسقدر واقف نہ تھی جتنی اب ہوں -

نافذ کو ایک ایسی عورت درکار ہے جو اُنکی محبت اور توقیر کے شایاں ہو اور مجھے شک ہے کہ عطیہ میں ایسی خوبیاں ہیں جو نافذ کے دل میں ایسے خیالات پیدا کر سکیں خصوصاً جبکہ اُنکی طبیعت میں اتنی چھان بین ہے - بہرحال اسوقت کچھہ کہنا واجب نہیں اس لئے کہ عطیہ میں کوئی ایسی خاص بُرائی نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ بیحد خود غرض اور خود بیں ہے - دوسرے اگر میں اسوقت اُنہیں منع بھی کرنا چاہوں تو ممکن نہیں اس لئے کہ وہ عطیہ کے ساتھہ شادی کی درخواست کر چکے اور اب اُسے واپس لینا ممکن نہیں -

میں (اپنی طبیعت پر جبر کر کے) نہ یہ اب ممکن نہیں لیکن وہ یہاں آرہے ہیں اور مجھے دیکھہ لینگے اب میں کیا کروں ؟ کیا کہیں چلی جاؤں ؟

صنیعہ خانم - کیوں ؟ کوئی ضرورت نہیں - اسکا انتظام نہایت آسانی سے ہو جائیگا - اباجان کو بھی ضرور خیال ہو گا اور اُنہوں نے سمجھہ لیا ہو گا کہ میں کوئی نہ کوئی صورت نکال لونگی - تم دوسرے مکان میں چلی جانا اور چونکہ نافذ چاہتے ہیں کہ سب کچھہ جلد تیار ہو جائے اور اسوجہ سے تمہاری مدد کی وہاں ضرورت ہو گی اس لئے تمہاری غیر حاضری کا کسی کو خیال بھی نہ ہو گا - اور جب تک کہ اُنکی شادی نہوے وہ حافظ پاشا کے حرم سرا میں قدم نہیں رکھہ سکتے -

اتنا کہکر وہ خاموش ہو گئیں اور میری طرف بڑھکر ایک ہاتھہ سے میری کمر پکڑ لی اور مجھے اپنی طرف کھینچکر میرا سر اپنے شانے پر رکھہ لیا -

صنیعہ خانم (پیار سے) میری چھوٹی سی ہاجرہ ! خدا جانتا ہے مجھے کیسی زیادہ خوشی ہوتی اگر بجائے عطیہ کے میں نے تمہیں نافذ کو دیا ہوتا - لیکن بدقسمتی سے یہ ممکن نہیں - تمہارے یہاں آنے کے کچھہ روز بعد میں نے ادہم کو لکھا بھی کہ یہ کسی طرح ممکن ہو سکتا ہے یا نہیں اُنکے جواب نے جو رہی سہی اُمید میرے دل میں تھی جڑ سے منقطع کر دی -

میں نے کچھہ جواب نہ دیا - اس لئے کہ میری کچھہ ایسی کیفیت تھی کہ جتنی زیادہ ہمدردی اُسوقت

میرے ساتھ کی جاتی اُتنا ہی زیادہ میرا دل خون روتا - اس لئے مجھے نہایت خوشی ہوئی جبکہ عزت پاشا کی آواز دوسرے کمرے میں سنائی دی اور میں دوڑکر اپنے کمرے میں اپنی قسمت کو رونے کے لئے چلی گئی -

مجھے پورا یقین تہا کہ عزت پاشا نافذ کے ساتھ عطیہ کی شادی کرنے سے ہرگز انکار نہ کرینگے نافذ کی نسبت لوگوں کو بڑی بڑی اُمیدیں تہیں اور وہ خاص قسطنطنیہ میں ایک معزز عہدہ پر ممتاز تہے جس حالت میں کہ خود عزت پاشا کو نصر اللہ پاشا کی لڑکی سے شادی کرنے کی وجہ سے اتنا فائدہ ہوا تہا تو کیونکر ممکن تہا کہ عزت پاشا نصر اللہ پاشا کے خاندان سے اور زیادہ تعلق بڑہانے سے انکار کرتے اور لوگوں کے نزدیک بہی مجوزہ شادی نہایت موزوں تہی اسلئے کہ عطیہ اچہے خاندان کی تہیں اور گو اُسوقت تک عزت پاشا کو بہت زیادہ رسوخ حاصل نہ تہا تاہم اُنہیں آیندہ کے لیے بڑی امیدیں تہیں - میں نے ہرچند کوشش کی کہ اپنے دل سے اُسوقت کی یاد کو دور کروں - لیکن ناکامیاب رہی کسی شخص سے شادی کا انکار کرنے کے بعد یہ اُمید رکہنا کہ وہ تمام عمر کسی اور سے شادی نہ کریگا کتنا ہی عقل کے خلاف اور مہمل کیوں نہ ہو تاہم مجھے اتنا خیال بہی گوارا نہ تہا کہ نافذ کسی دوسری عورت کے شوہر ہو کر رہیں -

باب چہاردہم

میں (دروازے کی طرف اشارہ کرکے) اگر دروازہ کہلا رہے تو بہتر ہے - یہ کمرہ بہت گرم ہے - میں اُسوقت ریشمی کپڑوں کے ایک انبار کے سامنے بیٹہی ہوئی شادی کے جوڑے قطع کر رہی تہی اور دروازہ کہلا رہنے کی نسبت جو کچہہ میں نے کہا وہ عطیہ خانم کی والدہ سے کہا تہا عطیہ خانم

کی والدہ کشیدہ قامت اور نہایت موٹی تہیں اور کمرے کے دروازہ پر کہڑی ہوئی ہانپ رہی تہیں -

عطیہ خانم کی والدہ - نہیں پیاری - دروازہ بند رہے تو اچہا ہے - میں نہیں چاہتی کہ سب لوگ میری بیٹی کی چیزیں آکر دیکہیں اور پہر عزت پاشا سے جاکر کہیں کہ فلاں فلاں چیز فضول اور بیکار ہے جو کچہہ میں چاہتی تہی اُسکے ملنے میں مجہے بہت کچہہ تکلیف ہو چکی ہے -

چونکہ دولہن کے جوڑے کی تیاری صفیہ خانم کے متعلق تہی اس لئے میری سمجہہ میں نہیں آیا کہ حافظ پاشا کی سب بیبیاں اُسے دیکہہ بہی لیتیں تو کونسی قباحت تہی مگر بحث سے کیا فائدہ ہوتا اُنہوں نے دروازہ بند کر دیا اور میں نے کچہہ نہ کہا - دروازہ بند کرنیکے بعد وہ بیٹہ گئیں اور میں اُنہیں دیکہکر پہر (پہلے بہی سیکڑوں مرتبہ یہ خیال میرے دل میں گذر چکا تہا) سوچنے لگی کہ کیا کسی زمانے میں عطیہ خانم بہی اپنی ماں کیطرح بیحد فربہ اور احمق ہو جائینگی - حماقت زیادہ ہونے کی تو ظاہرا کوئی اُمید نہ تہی اس لئے کہ اسوقت بہی بیٹی ماں کے بہ نسبت دوچند عقل رکہتی تہی ہاں فربہی کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا تہا اس لئے کہ ماں کے چہرے سے ابتک بہت ایسی علامتیں ظاہر ہوتی تہیں جنسے پایا جاتا تہا کہ وہ اپنے وقت میں بیٹی سے زیادہ خوبصورت نہیں تو اُتنی ہی حسین تو ضرور رہی ہونگی اور اسوقت جو مشابہت دونوں میں کسیقدر غور کے ساتہہ دیکہنے سے معلوم ہوتی تہی وہ اُس زمانہ میں نہایت آشکارا رہی ہوگی -

میں (ایک خالی ریل دکہاکر) سینے کے لئے سرخ ریشم اور چاہئے تہوڑا سا ضرور منگا دیجئے -

عطیہ خانم کی والدہ (تہیلا جو گردن میں پڑا ہوا تہا اُسمیں سے ایک بہرا ہوا کیسہ نکالکر اور اپنی وسیع گود میں چہپاکر) - ایک پیاسٹر کافی ہوگا ؟

میں - (روکہے پن سے اس لئے کہ اُنکے لالچ اور بخل سے تنگ آگئی تہی) - ممکن نہیں - آپ کو پانچ پیاسٹر دینے ہونگے -

ایک لحظہ وہ چپ چاپ تہیلے کی طرف دیکہتی رہیں اور پہر پیاسٹر نکالکر میری طرف پہینکدیے

عطیہ خانم کی والدہ (منہ بگاڑکر) یہ تو لیکن میں چاہتی ہوں کہ ریشم کی ذرا احتیاط کرو تمہارا تو ایسا خیال معلوم ہوتا ہے کہ کہیں میرے پاس خزانہ چھپا ہوا ہے -

میں نے صرف شانے ہلائے اور خاموش ہو رہی - دل تو یہی چاہتا تھا کہ تمام سینا پرونا اُنکے سر پر پھینک ماروں اور چلی جاؤں لیکن عقل بالغ ہوئی اور میں بیٹھی سیتی رہی -

عطیہ خانم کی والدہ - تمہیں کچھ اور بھی خبر ہے؟ عزت پاشا ابھی آئے تھے اور مجھ سے کہتے تھے کہ نافذ بے قسطنطنیہ سے روانہ ہو چکے ہیں اور کل تک یہاں پہونچ جائینگے - بلکہ ممکن ہے کہ آج ہی سہ پہر تک آجائیں - معلوم نہیں دیکھنے سننے میں کیسے ہیں کیا خوبصورت ہیں؟

میں (حتی الامکان آواز سنبھال کر اس لئے کہ میرا دل دھڑک رہا تھا اور سر گھوم رہا تھا) جی ہاں بہت خوبصورت ہیں -

کم از کم سو مرتبہ وہ مجھ سے یہی بات پوچھ چکی تھیں اس لئے کسیقدر اُمید میرے دل میں پیدا ہوئی کہ شاید اور سوال وہ اسی قسم کے نکرینگی لیکن آہیں مجھے نااُمیدی ہوئی -

عطیہ خانم کی والدہ (ذرا دیر بعد) - تم کہتی ہو کہ اُنکے بال بھورے ہیں کیوں یہ تعجب کی بات ہے یا نہیں اس لئے کہ صنیعہ خانم کے بال سیاہ ہیں؟

میں (جلدی سے تاگا توڑکر) وہ انکی طرح نہیں ہیں -

اس موقع پر صنیعہ خانم آموجود ہوئیں اور پاس آکر مجھے محبت سے پیار کیا -

صنیعہ خانم (ہلکی آہ کھینچکر) میری چھوٹی سی ہاجرہ - کیا تھک گئیں؟ نافذ بے آج سہ پہر کو یہاں پہونچ جائیں گے اور یہ قصہ بہت جلد تمام ہو جائیگا -

عطیہ خانم کی والدہ (گھبراکر) میں نہایت ہی خوش ہوں - کیا اُنہوں نے کسیکو اپنے آنے کی خبر دینے کے لئے بھیجا ہے؟

صفیہ خانم - ہاں ایک آدمی آیا ہے -

میں کھڑی ہوگئی اور بیاسے سے لیکر ریشم منگانے کے لئے چلی - مجھے سب سے علیحدہ اور محض اپنے خیالات کے ساتھ تنہا رہنے میں بہت خوشی معلوم ہوتی تھی - دوسری وجہ میرے اُسوقت وہاں سے آنے کی یہ تھی کہ صفیہ خانم عام طور پر اُس مکان میں زیادہ نہیں ٹھہرتی تھیں اور حسین بے کا اپنی ماں سے ملنے کے لئے آنے کا یہی وقت تھا - جب سے میں اس مکان میں آئی تھی اور صفیہ خانم کے ہمراہ رہنے کا بہت کم اتفاق ہوتا تھا حسین بے اور زیادہ گستاخ ہوگیا تھا اور اُسکی بیجا حرکتوں کو روکنے کیلئے مجھے خون پی پی کر رہنا پڑتا تھا - جبتک کہ ریشم آیا میں اپنے ہی کمرے میں رہی اور اُسے لیکر واپس جارہی تھی کہ راستہ میں عطیہ خانم کی والدہ ملیں -

عطیہ خانم کی والدہ (گھبراکر) ہاجرہ چلو - نافذ بے آیا ہی چاہتے ہیں اور ہم سب کے سب اُنہیں جھانکنے جارہے ہیں - حافظ پاشا کے کمرے کی کھڑکیوں سے باہر کا صحن خوب دکھلائی دیتا ہے -

میں چپ چاپ اُنکے پیچھے ہولی اور حافظ پاشا کے کمرے میں گئی جہانکہ ہر کھڑکی پر عورتوں کا مجمع تھا اُنکے سونے کے کمرے تک کو خالی نہ چھوڑا تھا - حالانکہ وہ وہاں بے بس اور بیہوش پڑے ہوئے تھے - میں نے چاروں طرف نظر کی اور گو دو تین کھڑکیوں کے قریب میرے لئے جگہہ کردیگئی لیکن حافظ پاشا کی یہ حالت دیکھکر مجھے وہاں کھڑا رہنا بہت بیجا معلوم ہوا اور چلے آنے ہی کو تھی کہ مجھے یاد آیا کہ نیچے ایک چھوٹی سی کوٹھری اسباب وغیرہ رکھنے کی تھی جس سے باہر کا صحن اچھی طرح نظر آتا تھا - یہ سوچکر میں نیچے دوڑ گئی اور دروازہ کھول اندر داخل ہوئی - کوئی اور بھی میرے پیچھے پیچھے اس کوٹھری میں آگیا تھا پھر کر جو دیکھا تو عطیہ خانم تھیں

عطیہ خانم - (گھبراکر) - مہربانی ہو جو کسی سے کہو نہیں میں بھی دیکھنا چاہتی ہوں کہ وہ کس طرح کے ہیں اور یہ نہیں چاہتی کہ لوگ جان لیں کہ میں یہاں سے جھانک رہی ہوں -

میں نے بلا کچھ کہے سنے اُنہیں جگہہ دی اور ہم دونوں کھڑکی کے پاس کھڑے ہوکر سنگ مرمر اسے دروازہ کو دیکھنے لگے جہاں عزت پاشا کے سب بہائی نافذ بے کے استقبال کے لئے جمع تہے۔

عطیہ خانم (دہیمی آواز سے) حسین اور عادل اُنکے لئے گاڑی لیکر گئے ہیں اور عزت پاشا اندر ہیں۔ میں نے تعجب کے ساتہہ اُنکی طرف دیکہا۔ وہ نہایت گہرائی ہوئی تہیں اور خوشی سے اُنکی آنکہیں چمک رہی تہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تہا کہ مجہے اپنے آپ سے رتبہ میں کم سمجہکر کسی قسم کی شرم وحیا کرنا ضروری نہیں سمجہتی تہیں۔

گاڑی کی آواز سنکر ہم دونوں اُدہر مخاطب ہوئے اور جہک کر باہر دیکہنے لگے گاڑی قریب پہونچکر دروازہ کی طرف مڑی تو اُسمیں تین شخص بیٹہے ہوئے معلوم ہوئے جس کھڑکی کے پاس ہم کھڑے تہے وہاں سے دروازہ صاف دکہلائی دیتا تہا۔ جب نافذ بے اُترے اور اپنے نئے رشتہ داروں سے صاحب سلامت کرنے لگے تو وہ مجہہ سے اسقدر نزدیک تہے کہ کہڑکی کہولکر میں چاہتی تو ہاتہہ بڑہاکر اُنہیں چہو سکتی تہی۔ اُنکی پشت میری طرف تہی اس لئے چہرہ نہیں دیکہہ سکی لیکن اُنکی گفتگو صاف سنائی دیتی تہی اور جو ہیں وہ پُرانی دلفریب آواز جس سے میں ایسی اچہی طرح آشنا تہی کان میں آئی میں نے مجبور ہوکر اپنا سر کہڑکی پر رکہدیا تاکہ عطیہ خانم میرا چہرہ نہ دیکہہ سکیں۔

نافذ بے۔ (سعید بے کے سوال کے جواب میں) ہاں میں گہوڑے پر آیا کہیں یہ نہ سمجہنا کہ اونٹ پر آیا ہونگا۔ صرف ایک مرتبہ اونٹ پر سوار ہوا ہوں اور قسم کہائی ہے کہ اور کبہی ایسا نہ کرونگا۔ اسوقت عزت پاشا باہر آئے اور ایسی خندہ پیشانی اور خوش مزاجی سے اُن سے ملے جو کہ وہ ہمیشہ سوائے اپنے خاندان کے لوگوں کے اور سب کے ساتہہ برتتے تہے۔

عزت پاشا۔ بہت تہک گئے ہوگے۔ آؤ تہوڑی دیر آرام کرلو تو پہر تمہیں تمہاری ہمشیر

کے پاس لے چلوں۔

نافذ بے - میں تو ابھی چلنے کے لئے مستعد ہوں۔ اُنہیں دیکھے ہوئے اتنی مدت ہوئی کہ اتنا بھی یاد نہیں کہ اُنکی کیسی صورت و شکل ہے اور اس لئے اُنکے دیکھنے کا بیحد مشتاق ہوں۔ لیکن پہلے مہربانی فرماکر کسی شخص کو میرے اسباب کی نگرانی کے لئے بھیجدیجئے۔ میں ایک نوکر اسباب کے ساتھ مدینہ چھوڑ کر آیا ہوں اور کہہ آیا ہوں کہ جیسے ہی راستہ کی حفاظت کے لئے سپاہی ملیں وہ یہاں پہونچ جائے۔

عزت پاشا نوکروں کو حکم دینے کے لئے مڑے تو نافذ بے ذرا آگے بڑھکر ایک ستون سے لگ کر کھڑے ہو گئے۔ اُن کا چہرہ اب میری طرف تھا۔ پیشتر کی بہ نسبت دبلے اور زرد ہو گئے تھے اور پیشانی پر دو چار خط بھی معلوم ہوتے تھے جو کہ پہلے نہ تھے۔ ایک لحظہ بعد عزت پاشا اُنکی طرف مخاطب ہوئے۔

عزت پاشا - آؤ میں چلنے کے لئے تیار ہوں۔

یہ کہکر دونوں ایک ساتھ صحن میں سے ہو کر جانے لگے جب تک نظر نے کام کیا میں نافذ بے کو دیکھتی رہی۔ عطیہ خانم چلی گئی تھیں۔ اِس لئے کہ اُنکو خوف تھا کہ کہیں لوگوں کو معلوم نہ ہو جائے کہ وہ وہاں تھیں۔ میرا دل اُسوقت بیطرح بھر آیا تھا اور چونکہ تنہا تھی اس لئے اپنی طبیعت کو روکنے کی بھی ضرورت نہ تھی بس زمین پر لیٹ گئی اور خوب آنسوؤں سے اپنا مُنہ دھویا صبیحہ خانم کچھ ہی کیوں نکہتیں مجھے کسی طرح یقین نہیں ہوتا تھا کہ میری موجودگی نافذ بے پر ظاہر نہ ہو گی کیونکہ یہ ممکن نہ تھا کہ اُنکے کسی دیور سے نافذ بے کو یہ بات معلوم نہو جاتی اس لیے اتنے عرصہ کے بعد اُنکی ملاقات کی اس نئی آزمائش کے لئے میں اپنے آپکو ہمت دینے لگی گو وہ یہاں ایک دوسری عورت سے شادی کرنے کے لئے آئے تھے تاہم مجھے یقین تھا کہ اُنہیں مجھ سے ابتک ویسی ہی محبت تھی۔ ساتھ ہی یہ بھی سمجھتی تھی کہ اب یہ معاملہ اسقدر طول کھینچ گیا تھا کہ وہ

اس نسبت کے منقطع کرنے کا کبھی خیال ہی نکرینگے کیونکہ اس سے اُنکی بےعزتی ہوگی لیکن میں جانتی تھی کہ جسوقت اُن سے مجھہ سے ملاقات ہوگی وہ میرے لئے ایک سخت مصیبت کی گھڑی ہوگی پس اس بات کی کوشش کرنے لگی کہ مجھے خدا اتنی طاقت و ہمت دیدے کہ میں آسانی سے اس امتحان میں کامیاب نکلوں - دوسرے روز میں نہایت اضطراب کے ساتھہ صنیعہ خانم کے آنے کی منتظر رہی چونکہ یہ دریافت کرنا چاہتی تھی کہ اُن کے دل پر نافذ بے نے کیسا اثر کیا - آخرش وہ آئیں اور خوش قسمتی سے مجھے تنہا پایا اس لئے کہ عطیہ خانم کی والدہ اُسوقت میرے پاس نہ تہیں - لیکن ظاہر از یادہ باتیں کرنے کو اُنکا دل نہیں چاہتا تھا اور کسیقدر پریشان معلوم ہوتی تہیں -

صنیعہ خانم (کسیقدر ہچکچا کر) میری رائے میں ادہم نے نافذ کے ساتھہ منصفانہ برتاؤ نہیں کیا - نافذ کو تم سے بڑی گہری محبت ہے - نہ تو اُنہوں نے مجھہ سے اپنے دل کا حال کہا ہے اور نہ وہ ایسے افسردہ خاطر معلوم ہوتے ہیں بلکہ برخلاف اسکے بظاہر نہایت ہی خوش ہیں لیکن میرا دل تو یہی کہتا ہے کہ یہ سچی خوشی نہیں ہے اور وہ محض ظاہرداری برت رہے ہیں اور کچھہ ہو یا نہو بچوں سے اُنہیں نہایت الفت ہے اور ابھی سے میرے بچے اُن سے بیحد محبت کرنے لگے ہیں (پہر جلدی سے) اور میری رائے میں بہتر ہو کہ تم بھی وہیں چلی آؤ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ تم یہاں ہو -

مینی (متعجب ہوکر) - اُن سے کس نے کہا ؟

صنیعہ خانم - زیبا نے - جیسا میں ابھی کہہ چکی ہوں زیبا اُن سے بہت ہل گئی ہے - پہلے اُس نے اُنہیں وہ کتاو کہا یا پہر جو ٹوکری تمنے بنائی ہے لاکر دکھلائی اور ساتھہ ہی یہ بھی کہدیا کہ ہاجرہ نے تیار کی ہے - تمہارا نام سنتے ہی وہ چونک پڑے اور گو میں نے جلدی سے دوسرا ذکر چھیڑ دیا تاہم وہ کب ماننے والے تھے - زیبا سے پوچھا ہاجرہ کون ہے کہاں سے

آئی ہو۔ اُس نے صاف صاف کہدیا کہ تم میری دائی کی نواسی ہو اور قسطنطنیہ سے آئی ہو۔ اِسکے بعد میرے شوہر نے اس بیان کی تصدیق کی اور تمہارے آنے کی ٹھیک تاریخ بھی بتادی نافذ نے اُسوقت کچھہ نہ کہا لیکن جب ہم سب سونیکے لئے رخصت ہونے لگے تو اُنہوں نے مجھے چپکے سے دریافت کیا:۔

"اُس بیچاری لڑکی کو آپنے کہاں چھپا رکھا ہے؟ مہربانی کرکے آپ مجھے ویسا نہ تصور فرمائیں جیسا کہ ادہم بے نے زنگا ہے اور اُس غریب کو بند کر رکھیں میں دیو نہیں ہوں جو کہا جاؤنگا میری جانب سے آپ کسی قسم کا خوف نہ فرمائیں جو کچھہ میں کر رہا ہوں اُس سے اب ہاتھہ کھینچنا ناممکن ہے۔

میں (اصرار کے ساتھہ)۔ پھر بھی کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ میں یہیں رہوں؟

صنیعہ خانم۔ نہ۔ میری رائے میں ایک مرتبہ تم اُن سے ملاقات کرلو گو یہ ضرور ہے کہ جب تک اُن کی شادی نہوے تم رات کو یہیں رہنا۔ بات یہ ہے کہ ہر شخص جانتا ہے تمنے اُنکے مکان میں پرورش پائی ہے اس لئے اگر تم اُن سے ملاقات نہ کروگی تو لوگ سمجھینگے کہ کچھہ دال میں کالا ہے میری پیاری ہاجرہ میں جانتی ہوں تمہارے لئے سخت مشکل کا سامنا ہے لیکن کیا تم سمجھتی ہو کہ اسے برداشت نکر سکوگی؟

میں (ہچکچا کر)۔ اچھا میں کوشش کروں گی۔ تو پھر کب چلوں؟

صنیعہ خانم۔ آج ہی۔ جیسے ہی میں یہاں سے جاؤں تم چلی آؤ اور ذرا ہمت کرکے کہدینا کہ نافذ بے سے ملنے جاتی ہوں۔

کچھہ دیر بعد وہ رخصت ہوئیں اور میں اُٹھکر کھڑکی کے پاس کھڑی ہوگئی جس بات سے میں ڈرتی تھی وہ پیش آہی گئی اور اُسپر طرہ یہ کہ قبل از وقت۔ ؎ سے سوچ سوچ کر خود بخود دل بیٹھا جاتا تھا اور کسی طرح ہمت نہیں بڑہتی تھی۔ لیکن چارہ ہی کیا تھا جس طرح ہو نافذ سے ملنا ہی تھا۔ اُسیوقت

حافظ پاشا کی بی بی آگئیں اور میں نے اُن سے کہدیا کہ دوسرے مکان میں جاتی ہوں۔

میں (خشک بھاری آواز سے جسکو میں مشکل سے اپنی کہہ سکتی تھی) ۔ میں نافذبے سے ملنے جاتی ہوں۔

عطیہ خانم کی والدہ ۔ جاؤ اور جو کچھ تم سے گفتگو ہو مجھے آکر سناؤ حسین کہتا ہے وہ بڑے خوش طبع ہیں اور خود عصمت پاشا اُن سے بہت خوش ہیں۔

میں نے کچھ جواب نہ دیا اور روانہ ہوئی صبیحہ خانم کے باغ کے دروازہ پر پہونچکر میرے ہاتھ ایسے کانپنے لگے کہ دروازہ کھولنا مشکل ہوگیا لیکن مکان تک پہونچتے پہونچتے اور نافذبے کو حسین بے اور صبیحہ خانم کے ساتھ درخت کے نیچے بیٹھا دیکھکر میری طبیعت ٹھکانے ہوگئی اور میں دل پختہ کر کے اُنکی طرف بڑھی - پھر بھی آنکھ اوپر کرنے کی مجھے ہمت نہ ہوئی اور جب بہت ہی قریب پہونچگئی تب میں نے دیکھا کہ نافذبے مجھے دیکھکر کھڑے ہوگئے تھے جسکی وجہ سے حسین بے کو سخت تعجب ہوا۔

نافذبے (جلدی سے) ۔ کیا ہاجرہ ہیں؟

حالانکہ اُنھوں نے بہت سنبھل کر یہ سوال کیا تھا تاہم اُنکی آواز کسیقدر کانپتی تھی جسے سنکر میرا جسم سنسنانے لگا۔ میں نے اُنکے ہاتھ کو بوسہ نہیں دیا چونکہ میں جانتی تھی کہ اُن کو اس سے سخت نفرت تھی ۔ اس لئے صرف صاحب سلامت کی ۔ اُنھوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کرسی میری طرف بڑھادی۔

نافذبے ۔ بیٹھ جاؤ۔

میں چپ چاپ بیٹھ گئی ۔ اب تک مجھے اتنی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ اُنکی طرف دیکھتی لیکن اُسوقت بیساختہ یہی طبیعت چاہی کہ جرات کر کے اُنمیں نظر بھر کے دیکھوں چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا بنچ پر بیٹھے ہوئے سگرٹ بیفکری سے سُلگا رہے تھے ۔ چہرہ زرد ہو رہا تھا

اور جس ہاتھ میں کہ جلتی ہوئی دیا سلائی تھی وہ کانپ رہا تھا۔

نافذ بے (میری طرف پھر کر اور آنکھیں ملا کر)۔ کیوں ہاجرہ۔ اب تو پھر تم اناطولیہ آگئیں اپنے گانوں کش آغاز کو بھی جا کر دیکھا یا نہیں ؟

میں ۔ (اُنکی طرح میں نے بھی اطمینان کیساتھ گفتگو کرنے کی کوشش کی لیکن بُری طرح ناکامیابی ہوئی) جی نہیں۔ یہاں سے بہت دور ہے۔

نافذ بے ۔ یہ صحیح ہے لیکن کبھی تو جا کر دیکھ آنا چاہیئے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ میں وہاں گیا تھا۔

حسین بے (متعجب ہو کر)۔ کش آغاز ؟ جب آپ اُس سے ہزار درجہ بہتر مقامات کی سیر کر سکتے تھے تو وہاں کیوں گئے وہ تو صرف ایک چھوٹا سا گانوں ہے ؟

نافذ بے ۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ بہت ہی چھوٹا گانوں ہے بلکہ مشکل سے گانوں بھی کہا جانیکا مستحق ہے کیونکہ اُسمیں پہاڑ کے کنارے کنارے صرف کوئی دس مکان ہونگے۔

حسین بے ۔ میں تو کبھی ایسی جگہہ جانا پسند نکروں۔ میرے نزدیک تو وہاں آپکی طبیعت بیحد گبھراتی ہوگی۔

نافذ بے ۔ بڑی خاموش جگہہ ہے اور چونکہ میں صرف ایک ہی رات وہاں رہا اس لئے دل گبھرانے کا موقع نہ ملا۔ دوسرے چیزوں کے مقابلہ کرنے میں ہمیشہ لطف آتا ہے اور چونکہ میں وہاں سیدھا مانتلی کارلو سے گیا تھا بس یہ معلوم ہوا کہ گرم حمام سے نکلکر سرد حمام میں آگیا جہانکہ سردی اتنی سخت تھی کہ جم جانے کا خوف تھا۔

سعید بے (جو ابھی آکر بیٹھے تھے)۔ کیا حال میں ہی آپ یورپ تشریف لیگئے ہیں ؟

نافذ بے ۔ جی ہاں۔ میں نے چار مہینہ کی رخصت لی تھی اور یہی بہتر سمجھا کہ اس عرصہ میں پھر چلکر کسیقدر دنیا دیکھ لوں۔ ایک مہینہ پیرس میں قیام کیا اور باقی تین مہینہ جرمنی اور سوئٹزرلینڈ

کی سیر کی اور آخر میں کشش آغاز آیا - ایک وجہ یہاں ایک مہینہ سے زیادہ نہ ٹھہر سکنے کی اس لئے یہ بھی ہے کہ اس سال میں رخصت لے چکا ہوں اور یہ ایک مہینہ بھی تب ملا جبکہ میں نے بیان کیا کہ شادی کے لئے اس کی ضرورت ہے -

یہ کہکر وہ کتے کے سر پر ہاتھ پھیرنے کے لئے جھکے اس لئے میں اُنکا چہرہ نہ دیکھ سکی -

نافذ بے - (حسین بے سے مخاطب ہوکر) - یہاں شکار کیسا ملتا ہے ؟

حسین بے - جی اچھا ہے - لیکن یہ موسم نہیں ہے -

نافذ بے - ہاں - میں جانتا ہوں اور سچ تو یہ ہے میں خوش ہوں کہ یہ موسم شکار کا نہیں ہے مجھے یورپ کا شکار نہایت پسند ہے اس لئے کہ وہاں دن بھر کی تکلیف کے بعد رات کو آرام کے لئے جگہہ ملجاتی ہے - میرے ذوق و شوق کا یہ حوصلہ کہاں کہ تمام دن شکار کے پیچھے خاک چھاننے کے بعد رات کو صرف گھاس کے بچھونے اور اگر قسمت نے زیادہ زور کیا تو چھوٹے سے غلیظ جھونپڑے کا متحمل ہو سکے اور صاف بات تو یہ ہے کہ شکار کی دو چار چڑیاں رات کے آرام اور عمدہ کھانے کی تلافی نہیں کر سکتیں -

صفیہ خانم - (ہنسکر) - کیسے شکم پرست ہو! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم ایسے نفیس طبع ہو تو اپنے انتظام خانہ داری کی خوش اسلوبی پر حرف آنے کے خوف سے میں کانپنے لگتی -

نافذ بے - بڑی غلطی کرتیں اس لئے کہ تم ہو کس ماں کی بیٹی - ممکن نہیں کہ تمہاری خانہ داری پر کوئی حرف لا سکے - خیر یہ تو سب کچھ ہے تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ والدہ کی طبیعت کسی قدر ناساز ہے ؟

صفیہ خانم - میں نہیں جانتی - کیا زیادہ خراب ہے ؟

نافذ بے - میں کہہ نہیں سکتا - آجکل وہ نہایت عمر رسیدہ معلوم ہونے لگی ہیں گو اور کسی نے ابھی تک اسے معلوم نہیں کیا ہے - یورپ کے سفر کے بعد جو میں مکان واپس آیا

تو اُن کی بدلی ہوئی شکل دیکھکر مجھے سخت تعجب ہوا جتنی اُنکی عمر ہے اُس سے تیس برس اور زیادہ معلوم ہوتی تھی پیشتر کی طرح اب مضبوط بھی نہیں ہیں گو وہ اسکی شکایت نہیں کرتیں - یہاں آنے سے پہلے میں نے اباجان سے اِسکا ذکر کیا اور اُنہوں نے اقرار کیا کہ اِس سے پیشتر کبھی اُنکو اس کا خیال نہیں ہوا - اور نہ کبھی وہ سمجھے کہ امّاجان کی طبیعت اچھی نہ تھی - اُنھوں نے فوراً ڈاکٹر بلایا لیکن اماں جان نے علاج سے صاف انکار کیا - میرے نزدیک تو وہ عادلہ کے زیر علاج ہیں اِس لئے کہ وہ ہمیشہ ڈاکٹری نسخوں پر اُن بڑی بی کی دوائیوں کو ترجیح دیتی آئی ہیں -

میں نے کسیقدر اضطراب کے ساتھ اُنکی طرف دیکھا - یہ بیماری کہیں اُس رنج کے سبب سے تو نہ تھی جو کہ اُنکو اپنے پیارے بیٹے کی مخالفت کی وجہ سے ہوا تھا؟ شاید نافذبے کو بھی یہی خوف تھا اِس لئے وہ ذرا متفکر معلوم ہوتے تھے -

میں یہ کیسی بیماری ہے ؟

نافذبے (میری طرف جلدی سے مڑکر اور افسردہ ہوکر) میری سمجھ میں مطلق نہیں آتا لیکن ظاہراً اُنہیں کوئی دل کا عارضہ معلوم ہوتا ہے تمہیں تو یاد ہوگا کہ اُنہیں کبھی کبھی تشنج ہوجایا کرتا تھا - اگر اباجان اُنہیں ڈاکٹر کا علاج کرنے پر مجبور کریں تو بہتر ہو - لیکن دعا کرو کہ میرا خیال غلط ہو - بچے کیا کررہے ہیں ؟

میں - اُستاد کے پاس ہیں کھانے کا وقت آگیا ہے ابھی آتے ہونگے -

نافذبے - کیا کھانے کا وقت آگیا ؟ تو اب میں جاتا ہوں تمہارے شہر کے ایک بڑے رئیس نے آج میری دعوت کی ہے - کوئی شیخ یا ایسا ہی کچھ تو عزت پاشا کہتے تھے - چونکہ میں تازہ قسطنطنیہ سے آیا ہوں اس لیے شاید میری اسقدر آؤبھگت ہورہی ہے - مجھے تو اِس بات کی بڑی جستجو ہے کہ کیا وجہ ہے جو دارالسلطنت کے اشخاص صوبجات کے

لوگوں سے زیادہ لایق اور بہتر سمجھے جاتے ہیں جس ملک میں میں گیا وہاں کا یہی انداز دیکھا۔میری سمجھہ میں نہیں آتا کہ سرزمین روم کے ایک خاص خطہ میں پیدا ہونے کا یہ نتیجہ کیوں ہو کہ اُس خطہ کے لوگ دوسرے خطہ کے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ ظریف اور قابل تصور کئے جائیں۔

یہ کہکر وہ کھڑے ہو گئے اور میری طرف دیکھکر کہنے لگے۔

"ہاجرہ! شاید پھر تم سے آج ملاقات نہو اس لئے کہ میں نے سنا ہے تم دوسرے مکان میں آج کل مصروف رہتی ہو۔ (کسیقدر آہستہ سے) اپنی طاقت سے زیادہ کام نکرو کیونکہ تھکی ہوئی معلوم ہوتی ہو۔میں خوب جانتا ہوں کہ جہاں کہیں کسی کام کی ضرورت ہوتی ہے تم دل وجان سے اُسے کرنے کو مستعد ہو جاتی ہو لیکن جس طرح مکان پر مروت کی وجہ سے کچھہ نہیں کہتی ہتیں یہاں ایسا نکرنا"

اس کے بعد نہایت جلدی سے اُنھوں نے مجھہ سے ہاتھہ ملایا اور اُسے کسیقدر دباکر کھڑے اور رخصت ہوئے۔

باب پانزدہم

شادی کا سب سامان تیار تھا۔دولھن کا تخت بن ہی چکا تھا۔نوشہ کا جوڑا بھی لیا گیا تھا رقعے تقسیم ہو چکے تھے۔کابین نامہ بھی کل تحریر ہو چکا تھا اور میں اپنی آسمانی رنگ کی ریشمی پوشاک میں آخری ٹانکے لگا رہی تھی جو کل شادی کے روز مجھے پہنی تھی۔اُسے بھی ختم کر کے میں نے تہ کر کے رکھدیا اور ہاتھہ باندھکر بیٹھہ گئی۔چونکہ میرے سر میں درد بہت تیز تھا میں اپنے کمرے

میں شام ہی سے چلی گئی تھی اور اندر سے قفل لگا دیا تھا۔ آج کی شب دیر تک سب سے گفتگو کرنا بہتر نہ تھا۔ اس لئے کہ کل کے روز مجھے اپنی تمام ہمت وطاقت درکار ہوگی۔ اور آج بات چیت کرنے سے اپنی طبیعت پر قادر رہنے کی قوت پہلے ہی سے زائل ہو جائیگی۔ مجھہ سے نافذبے سے صرف وہی ایک ملاقات نہیں ہوئی جسکا کہ اخیر باب میں ذکر ہوا ہے۔

اب چونکہ یہ معلوم ہوگیا تھا کہ میں اُن کے سامنے ہوتی ہوں اس لئے اکثر صنیعہ خانم کے مکان میں مجھے جانے کی ضرورت ہوتی تھی اور اس ذریعہ سے اُن سے کئی مرتبہ ملنے کا اتفاق ہوا لیکن جو طریقہ ملاقات کا اُنہوں نے شروع سے اختیار کیا تھا اُس سے سرِمو فرق نہ ہوا اور مجھہ سے کچھہ ایسی محبت آمیز بے تکلفی سے پیش آتے تھے کہ جو ظاہرا تو بہت کچھہ معلوم ہوتی تھی لیکن دراصل اُسکا کچھہ مطلب نہ ہوتا تھا ایک مرتبہ بھی اُنہوں نے گذشتہ معاملات کی طرف اشارہ نہ کیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے انکار پر اُنہیں صبر آچکا تھا۔ اور اُسی کے مطابق وہ برتاؤ کرتے تھے۔ اپنی جانب میں نے بھی اُن ہی کے برتاؤ کی نقل اُتاری تھی اور ہم دونوں کو ایک ساتھہ دیکھکر کسی کو مطلق خیال نہیں ہوسکتا تھا کہ ہم میں اور کسی قسم کا بھی کوئی تعلق تھا یا نہیں۔

میں اُٹھی اور کھڑکی کے پاس جاکر کھڑی ہوگئی۔ میری طبیعت میں اُسوقت یہ جنون پیدا ہوا کہ اس سے پہلے کہ وہ ہمیشہ کے لئے دوسرے کی ہوجائیں ایک بار اُنہیں اور دیکھہ لوں۔ اور اس جنون نے ایسا جوش پیدا کیا کہ اتنی تاب بھی نہ رہی کہ اپنی اس حماقت پر غور کرتی فوراً کھڑکی کی جالی علیحدہ کر باغ میں اُتر گئی اور دروازہ کے پاس جاکر اُسے آہستہ سے کھولا اور جھانکنے لگی۔

برآمدہ میں ایک لیمپ روشن تھا اور اُسکی روشنی دو شخصوں پر پڑ رہی تھی جو اُسوقت وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ اندھیری رات تھی اس لئے میں آہستہ آہستہ آگے بڑھی اور درخت بلوط

کے نیچے جاکر چپ چاپ بیٹھ گئی - برآمدہ سے میں اتنے فاصلہ پر تھی کہ وہاں کی آواز نہیں
سنائی دیتی تھی لیکن پھر بھی میں نے اتنا پہچان لیا کہ وہاں صفیہ خانم اور نافذ بے بیٹھے ہوئے
رات کی ٹھنڈی ہوا سے رہے تھے - سرخ گلاب کا ایک درخت میرے اور اُنکے درمیان تھا جسکی
وجہ سے میں اُن کی نظروں سے پوشیدہ تھی - ظاہرا دونوں بات چیت کرتے نہیں معلوم ہوتے تھے
اس لئے کہ نافذ بے ایک آرام کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے دونوں ہاتھ سر کے نیچے تھے
پیر سامنے ایک تپائی پر رکھے ہوئے تھے اور آنکھیں سامنے گلاب کی بیل پر جمی ہوئی تھیں جو کہ
پھولوں سے لدی ہوئی تھی اور پھیل کر برآمدہ کو بالکل چھپائے ہوئے تھی -

میں نے اُنکی طرف نہایت اشتیاق سے دیکھا - کل یہ قصہ تمام ہوجائے گا اور میری آخری اُمید
کی کلی جو کہ ابتک خود بخود میرے دل میں تازہ تھی بالکل خشک ہوجائے گی - شادی ہوتے ہی
ایک ہفتہ کے بعد وہ قسطنطنیہ چلے جائیں گے - میرے تمام ارمان دل کے دل ہی میں رہ جائینگے
اور جب نافذ بے اور عطیہ خانم کے خط آیا کرینگے اور صفیہ خانم اُنھیں پڑھکر سنایا کرینگی میرا زخم پھر تازہ
ہوجائیگا اور اُسمیں ہمیشہ ایک نیا درد پیدا ہوا کریگا - میں پھر وہی کملائی کی کملائی رہ جاؤں گی
اور میری تمام عمر حالت تجرد میں گذرے گی گو اس ایک دم کی خوشی کی یاد ضرور باقی رہے گی - یہ سوچ کر
میں نے گردن جھکالی اور آہستہ آہستہ آنسوؤں کا دریا بہایا - میرا دل بیساختہ یہی چاہنے لگا کہ اس وقت
میں اُنکے سینے سے لگی کھڑی ہوتی اُنکے شانے پر میرا سر رکھا ہوتا اور اُنکی آنکھوں کے سامنے
رو رو کر اپنا درد دور کرتی !

اسمیں حرج ہی کیا تھا؟ اس لئے کہ اگر اس معاملہ میں تقدیر یاوری بھی کرتی تو یہ آخری ملاقات
اس انداز کی ہوتی - کیونکہ نافذ بے اور عطیہ خانم کی شادی خداہی کی طرف سے کوئی بات ہو تو اب
رک سکتی تھی - دوسرے عطیہ خانم کے لئے بھی یہ مناسب نہ تھا کہ جو خوشی کا لبریز پیالہ اُنھیں ہمیشہ
کے لئے ملنے والا تھا اُس سے ایک قطرہ مجھے دینے میں دریغ کرتیں -

برآمدہ کی طرف سے ایک آواز آئی تو میں نے سر اٹھایا نافذ بے گھبرائے ہوئے اِدھر اُدھر ٹہل رہے تھے اور جیسا کہ نوشہ کو خوش ہونا چاہیئے ویسے ہرگز نہیں معلوم ہوتے تھے ایک لحظ بعد اُنکی ہمشیرہ بھی کھڑی ہوگئیں اور دونوں باغ میں چلے آئے۔

نافذ بے (افسردگی سے) بہتر ہے کہ تم دوسرے مکان میں چلی جاؤ ورنہ دولہن کے بھائیوں میں سے کوئی ضرور آکر مجھے دق کرے گا۔ خدا سے یہی دعا ہے کہ میری بی بی اپنے چھوٹے بھائیوں کی طرح نہو۔ میں نے اس سے پیشتر کبھی ایسے بیہودہ و بدتمیز لڑکے نہیں دیکھے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ عزت پاشا کے بھائی ایسے کیوں ہوئے۔

صنیعہ خانم۔ (آہ کھینچکر) سچ کہتے ہو۔ یہ لڑکے اچھے نہیں ہیں۔ لیکن اُن بیچاروں کا بھی چنداں قصور نہیں۔ اس لئے کہ جب سے پیدا ہوئے بیمیں رہے اور اُنکے والد اسقدر مخدوش ہیں کہ بچوں کی تعلیم و تربیت اچھی طرح نہیں کر سکے۔ لو اب میں جاتی ہوں لیکن تم اکیلے کیا کرو گے؟

نافذ بے۔ میری فکر نہ کرو میں مردانخانہ میں جا کر سگرٹ پیونگا۔ اور اسی ذریعہ سے غم غلط کر کے سو جاؤں گا۔ آج کی شب میں کچھ ایسا افسردہ خاطر ہوں کہ کسی کو میری صحبت میں لطف نہیں آنے کا۔

صنیعہ خانم۔ اچھا تو خدا حافظ۔

دونوں نے ایک دوسرے کو پیار کیا اور صنیعہ خانم رخصت ہوئیں۔ ذرا دیر نافذ بے خاموش کھڑے رہے اور پھر سگرٹ سُلگا کر وہ بھی چلے گئے اور میں تنہا رہ گئی۔

میں اُسی درخت کے نیچے بیٹھی رہی اس لئے کہ وہاں سے جانے کے خیال سے مجھکو نفرت تھی۔ ہوا بھی ٹھنڈی اور فرحت بخش تھی لیکن تھوڑی دیر بعد میں بھی وہاں سے اُٹھی اور برآمدہ کے پاس جا کر ایک بنچ پر لیٹ گئی اور اپنے خیالات میں محو ہو گئی میں اُسوقت نافذ بے کی

وہ گفتگو یاد کر رہی تھی جو کہ مجھ سے شب کے وقت اُلو کے شکار کے بعد تالاب کے کنارے ہوئی تھی اور اُنکے پختہ وعدوں کو نہایت افسوس کے ساتھ دل ہی دل میں دوہرا رہی تھی۔ افسوس وہ سب وعدے کیا ہوئے! کل اُنکی شادی کا دن تھا! کیا ذرا اور وہ نہیں ٹھہر سکتے تھے؟ پورا ایک سال بھی نہیں گذرنے پایا کہ دوسرے کیساتھ شادی ٹھیک ہوگئی! جو رکاوٹیں کہ میرے ساتھ شادی کرنے میں پیش آئیں اُن کے مقابلہ سے وہ کسقدر جلد پیچھے ہٹ گئے! کم از کم انہوں نے میری تلاش تو کی ہوتی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اگر وہ اپنے ارادے پر قایم رہتے تو نصر اللہ پاشا اخیر میں مجبور ہوکر اجازت نہ دیتے؟ سوا اسکے کہ اُنکے والدین کی مرضی نہ تھی اور کوئی اعتراض کسی نے نہیں کیا حالانکہ اسوقت جو دیوار وہ میرے اور اپنے بیچ میں ہمیشہ کے لئے کھڑی کر رہے تھے یہ خاص اُنکا اپنا کام تھا۔ اگر وہ خود ہی راضی نہوئے ہوتے تو کوئی اُنکو عطیہ خانم سے شادی کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا تھا۔

یکایک کسی کے پیر کی آہٹ مجھے معلوم ہوئی اور ایسا معلوم ہوا کہ کوئی میرے پاس آکر کھڑا ہوگیا۔ میں نے جلدی سے سر اُٹھا کر دیکھا اور گھبرا کر کھڑی ہوگئی۔ اس لئے کہ یہ حسین بے تھا۔

حسین بے۔ (مسکرا کر) یہاں اسوقت کیا کر رہی ہو؟ میں نے تو سنا تھا کہ تمہاری طبیعت اچھی نہیں ہے اور اسی لئے تم جلد سونے چلی گئیں۔

میں (روکھے پن سے) اسی طرح باغ میں چلی آئی۔

میں نے دیکھا کہ وہ نشہ میں ہے اس لئے دل سے چاہتی تھی کہ جسقدر جلد ہو سکے وہاں سے بھاگ جاؤں۔

حسین بے۔ میرے لئے یہ اور بھی بہتر ہوا اس لئے کہ جس کام کے لئے میں آیا ہوں اُسے ختم کرنے کے بعد تم سے بات چیت کر سکوں گا۔ عزت پاشا نے اپنی بی بی کو بلایا ہے وہ کہاں ہیں؟

میں - دوسرے مکان میں چلی گئیں اور مجھے بھی اُنکے پاس جانا ہے۔ مجھے جانے دیجئے (وہ ٹھیک میرے سامنے راستہ روکے کھڑا تھا)۔

حسین بے (مجھے روکنے کے لئے اپنا ہاتھ میرے شانے پر رکھکر)۔ نہیں میں نہیں جانے دونگا یہیں رہو۔ (پھر مظلومانہ چہرہ بناکر) یہ جفا؟ تم مجھے اس طرح کیوں جھڑکتی ہو؟

چونکہ میں نے جواب نہ دیا وہ جھک کر میرے چہرہ کی طرف بڑے غور سے دیکھنے لگا۔

حسین بے (ترغیب دلانے کے طور پر)۔ ہاجرہ بس ایسی بیوقوف نہ بنو۔ آؤ ملاپ کرلیں میں تمہارا دلدادہ ہوں بس اسی سے سمجھ لو مجھے تم سے کتنی محبت ہوسکتی ہے۔ ایک بوسہ دیدو اور کہدو کہ تم بھی مجھے اُتنا ہی چاہتی ہو ؎

دل سی شے لی ہے ایک بوسہ تو دو
کوئی ایسی بڑی رقم بھی نہیں

میں نے پھر جواب نہ دیا اس لئے کہ میرا خون غصہ سے جوش کہا رہا تہا اور اس سے پہلے کہ کچھ کہتی اُس نے یہ کہنا شروع کیا:۔

وہ کسیکو اسکی خبر بھی نہ ہوگی۔ کیا تم سمجھتی ہو میں یہ راز پوشیدہ نہ رکھہ سکونگا؟ اگر تم مجھے پیار کرلو تو میں کسی سے اسکا ذکر نہ کروں گا"

یہ کہکر اُس نے میری کمر پکڑلی۔ اب تو مجھسے نہ رہا گیا اور اُسکا ہاتھ جھٹک کر علیحدہ کردیا۔

میں (ہانپتی ہوئی) - مجھے جانے دو! خبردار پھر کبھی ایسی گفتگو نہ کرنا! تمنے مجھے کیا سمجھا ہے؟

حسین بے (ہنسکر)۔ کیوں پیاری خیر تو ہے۔ کیا ہوا؟ بس جان اب بیکار نخرے نکرو۔ کچھہ بات بھی ہو؟ (یہ کہکر اُس نے مجھے بغل میں لے لیا اور میرے بازو کی چٹکی لی) دیکھو میں نے کیا اچھی سزا دی! اب ضرور تمہارا بوسہ لونگا چاہے تم مانو یا نہ مانو۔

یہ کہکر وہ اپنا منہ میرے مُنہ کے قریب لایا اور میں حتی الوسع اپنے بچانے کی کوشش کر رہی

تھی کہ باغ کی روش پر کسی کے آنے کی آواز کان میں آئی - اُسے سنکروہ رُک گیا اور کچھ پس وپیش کرنے لگا - یہ دیکھکر میں بہاگ کھڑی ہوئی اور اس لئے اور بہی کہ نافذ بے میری طرف آرہے تھے - اسوقت میں اسقدر بدحواس تھی کہ میری سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کر رہی ہوں اور وہی مجنونانہ خیال پھر میرے دل میں پیدا ہوا کہ اُنکے آغوش میں ایک بار اور پناہ گزیں ہوجاؤں - بات کی بات میں اس خیال نے وہ ترقی کی کہ میں بے اختیار ہو کر اُنکے سینے سے دوڑ کر لپٹ گئی -

میں (ہانپتی ہوئی) مجھے بچالو! حسین بے کی یہ مجال کہ میری آبرو لینے کی ہمت کرے !

اُس سے کہدو کہ میں لونڈی نہیں ہوں جو اپنے بوسے اپنے مختلف آقاؤں میں تقسیم کرتی پھروں اسوقت میرے دل کی تمام مرادیں برآئیں - اس لئے کہ نافذ بے مجھے اس زور سے سینہ سے لگائے ہوئے تھے کہ مجھے کسیقدر تکلیف ہونے لگی - میں نے ڈرتے ڈرتے اُنکی طرف نظر کی اور بہت دیر بعد کہیں یہ خیال پیدا ہوا کہ حسین بے کی بہن سے اُنکی شادی ہونے والی تھی اور نیز یہ کہ بجائے اُنمیں تفرقہ اور نفاق پیدا کرنے کے مجھے اپنی تکلیف و مصیبت کو برداشت کرنا چاہیئے تھا۔

حسین بے - (بیحیائی سے) میں تو صرف مذاق کر رہا تھا -

نافذ بے نے ڈپٹ کر اُنہیں روک دیا اور کہنے لگے :-

"یہ لڑکی میری بہن کی مہمان ہے اور علاوہ اس کے میرے والد نے اسے متبنی کیا ہے - نہ تو یہ حافظ پاشا کی لونڈی ہے اور نہ اُنکی تابعدار - بہتر ہو کہ آیندہ تم اپنا مذاق اپنے گھر کے لوگوں تک محدود رکھو چونکہ وہی اُسے اچھی طرح سمجھیں گے"

حسین بے پر رعب چھا گیا -

حسین بے (منہ بنا کر) میرا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ انہیں کسی طرح کی ایذا پہونچاؤں اور

نہ میرا یہ خیال تھا کہ یہ اتنی ذرا سی بات کو اسقدر طول دینگی - یہ میں کیونکر جان سکتا تھا کہ یہ اور لڑکیوں کی بہ نسبت زیادہ پارسا اور پاکدامن ہونگی؟

نافذ بے - خیر اب تو تمہیں معلوم ہوگیا - آیندہ اسے یاد رکھنا - بس یہاں سے فوراً چلے جاؤ تمہارے یہاں رہنے سے کوئی فائدہ نہیں -

حسین بے نے یہی مناسب سمجھا کہ تعمیل حکم کرے اور چلا گیا - جب تک وہ نظر سے دور نہ ہوگیا نافذ اُدھر دیکھتے رہے اس کے بعد اُنہوں نے آہ سرد بھری اور مجھے دیکھنے لگے - اُنکے چہرے سے سختی اور درشتی پائی جاتی تھی -

نافذ بے (طنزاً) مجھے اُمید ہے کہ جو کچھہ ادھم نے کیا ہے اُسپر اُنہیں ضرور فخر ہوگا - اُنہوں نے واقعی قابل تعریف کام کیا ہے - مکان سے تو تمہیں نکال دیا کہ میری نگاہوں سے بچو اور یہ نہ سمجھا کہ اس کتے کو تم سے گستاخی کرنیکا موقع ملیگا!

میں نے کچھہ جواب ندیا - میری سانس بڑے زور زور سے چل رہی تھی اور میں خوف اور پشیمانی سے کانپ رہی تھی -

ابھی تک وہ مجھے اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھے یکایک اپنا منہ میری طرف اتنا جھکا دیا کہ اُنکے سر کے بال میرے بالوں کا بوسہ لینے لگے - یہ دیکھکر میرے دل میں ایک عجیب قسم کی سنسناہٹ پیدا ہوگئی اسلئے کہ میں ڈرنے لگی کہ شاید وہ مجھے پیار کیا چاہتے تھے لیکن وہ ایکبارگی سنبھل گئے اور مجھے آہستہ سے علیحدہ کر دیا -

نافذ بے (آواز کو مشکل سے سبنھال کر) - تم یہاں کیوں آئیں؟ میرا تو خیال تھا کہ تم دوسرے مکان میں سوتی ہو؟

میں (ڈرتے ڈرتے) - ہاں میں وہیں سوتی ہوں لیکن چونکہ ذرا چلنا پھرنا چاہتی تھی اس لئے یہاں چلی آئی -

تافذبے (تلخ ہوکر) - اور وہ گستاخ تمہیں یہاں بلا اور تم سے بوسہ مانگنے کی جرأت کی؟ کیا پہلے بھی کبھی اُس نے اس قسم کی گفتگو کی ہے؟

میں (جلدی سے) اس قسم کی نہیں - اتنی بدتہذیبی اُس نے پہلے کبھی نہیں کی۔

تافذبے (غصہ سے) پھر بھی اُس شوخ نے اتنی دلیری تو کی کہ تم سے اظہار تعشق کیا - میری پاک اور قابل قدر محبت سے تو تم نے منہ موڑ لیا اور ایسوں کو اظہار محبت کا موقع دیتی ہو! سچ ہے عورتوں کو پہچاننا نہایت ہی دشوار ہے!

میں (مغرورانہ) - لیکن میں نے ہرگز حسین بے کو اس امر پر دلیر نہیں کیا - یہ بات تمہاری طبیعت میں کیونکر پیدا ہوئی؟ تمنے کس طرح میری نسبت ایسی خراب رائے قایم کی؟

تافذبے - مانا - لیکن تمنے میرے ساتھ کون سا ایسا اچھا سلوک کیا ہے جسکی وجہ سے مجھے ملامت کرنے کا تمہیں حق حاصل ہوا؟

میں نے جواب نہ دیا اور چپ چاپ سر جھکا لیا - ایک لحظہ اُنھوں نے بڑی شوق بھری نگاہوں سے میری طرف دیکھا اور پھر منہ پھیر لیا -

تافذبے (نہایت بے رحمی سے) - اُمید ہے کہ تم بھی اپنے افعال پر فخر کرتی ہوگی تم نے میری زندگی تو برباد کر ہی دی آپ بھی تباہ ہوگئیں - اگر تمنے مجھ پر تھوڑا بھروسہ کیا ہوتا تو مجھے آج ایک ایسی عورت سے شادی نکرنی پڑتی جس سے کہ میں مطلق واقف نہیں اور تمکو ایسے کتنے کی گستاخیاں جو کہ میرے چلے جانے کے بعد اور بھی زیادہ ہوجاینگی برداشت نکرنی پڑتیں -

میں - (جلدی سے) اگر اُس نے پھر ایسا کیا تو میں صبیحہ خانم سے ضرور کہدونگی اور یہ ممکن نہیں کہ وہ منع نکریں -

تافذبے (طنزاً) - یہ سچ کہتی ہو - وہ عزت پاشا سے اسکا ذکر کرینگی - ناحق ایک شور مچیگا -

لیکن اُن کی پشت پہرتے ہی وہ پیشتر سے بہی زیادہ خراب طور پر تمہارے ساتھہ پیش آئیگا۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ ملامت وغیرہ کے بعد وہ اپنی حرکت سے باز آجائیگا تو تم ایسے لوگوں کی عادت سے اچھی طرح واقف نہیں ہو۔

میں نے جواب ندیا اور وہ بہی تہوڑے عرصہ تک خاموش رہے۔ ایک کوچ پر وہ اُسوقت بیٹھے ہوئے تہے۔ اور مجھے بہی وہاں بیٹھنے کے لئے اشارہ کیا۔

میں نے خاموشی کے ساتھہ تعمیل کی۔ ہم دونوں پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے تہے اور چونکہ اُنکا ہاتھہ میرے پیچھے پہیلا ہوا تہا اُنکی اُنگلیاں ذرا ذرا میری گردن سے لگ رہی تہیں۔ میرے دل کو اُسوقت عجیب چین و آرام تہا اور ایسا معلوم ہوتا تہا کہ اُن چند لمحوں کی خوشی میری تمام مصیبتوں کی تلافی کے لئے کافی ہوگی۔ میں نے شرماکر اُنکی طرف دیکھا تو وہ غمگین اور پراگندہ خاطر معلوم ہوتے تہے اور ظاہرا میرے سے خیالات اُسوقت اُنکے نہ تہے

نافذ بے (ظاہرا ایڑی کوشش کے ساتھہ)۔ تمنے اپنے پُرانے گھر کا کچھہ حال دریافت نہیں کیا۔ کیا تمہیں اتنے نئے دوست ملگئے ہیں کہ پرانوں کو بہول گئی ہو؟

میں (آہستہ سے) ہرگز نہیں۔ میں تو دل سے چاہتی ہوں کہ سب لوگوں کا حال سنوں کیا ادہم بے ولیہ خانم کو بہی اپنے ساتھہ روم ایلی لیگئے ہیں؟

نافذ بے۔ ہاں وہ بہی گئی ہیں اور اُنکے نہونے کی وجہ سے مکان بہت بے رونق ہوگیا ہے۔ خیر یہ تو جو کچھہ ہے۔ میں نے بوبادر کا جہوٹ اُس تعویذ کے معاملہ میں اسطرح ثابت کردیا کہ اُس ساحرہ کا اُس سے مقابلہ کرایا۔ اس کے بعد وہ فروخت کردیگئی اور ایک پاشا نے اُسے خرید کر فوراً اُس سے شادی کرلی۔

میں (اپنی مصیبت کے زمانہ میں اُسکی مہربانیاں یاد کرکے)۔ قنجہ بہی کیا ادہم بے کے ساتھہ گئی ہے؟

نافذ بے - نہیں - اُسکی شادی سلیم آغا نامی غلام سے کردیگئی جوکہ عزت پاشا سے معلوم ہوا تمہیں یہاں پہونچانے آیا تہا - اباجان نے اُنکے لئے کچھہ آمدنی کی صورت کردی ہے اور سلیم آغا کو نوکر بہی کرادیا ہے - وہ دونوں بڑے خوش ہیں - علی بے بہی آج کل نہیں ہیں - اُنہیں تونس میں کوئی جگہہ ملگئی ہے -

میں - کیا وحیدہ خانم اُنکے ہمراہ گئی ہیں ؟

نافذ بے - بیشک - کیا تم سمجھتی ہو کہ وہ اُنہیں تنہا جانے دینگی تاکہ تونس کی کوئی ماہرو اُنہیں دام اُلفت میں پہنسالے - اباجان نہیں چاہتے تہے کہ علی بے جائیں لیکن وہ اپنے ارادے میں پختہ تہے - اُنہوں نے مجھہ سے اقرار کیا کہ جب سے ولیہ اور تم گئیں مکان کاٹے کہاتا تہا اور مجھے بہی اِس سے اسقدر اتفاق تہا کہ اُنہیں جانے سے باز نرکہا - اِسکے بعد وہ ذرا ٹھہر گئے اور پہر ہنسکر کہنے لگے :-

"تمہارے قسطنطنیہ سے بہاگ آنے کے بعد جو کچھہ میں نے کیا اُس کی کیفیت سننا چاہتی ہو ؟ جس روز تم وہاں سے آئیں اُس کے دوسرے دن میں تمہاری تلاش میں ڈاکٹر کے مکان پر گیا اور اُن سے تمہارا حال دریافت کیا - یا تو وہ واقف نہ تہے یا چہپاتے تہے صرف اتنا ہی کہا کہ ادہم بے کے حکم سے تم وہاں سے چلی گئیں - یہ سنکر مجھے اتنا غصہ آیا کہ جامہ سے باہر ہو گیا اور مکان آکر ادہم سے خوب لڑا اور باوجود اُس ممانعت کے زبردستی حرم سرا میں جاکر اماں جان سے بڑے اصرار کے ساتھ تمہارے پوشیدہ ہونے کی جگہہ پوچہنے لگا - مجھے یقین ہے کہ اُس روز میں نے سب کے ساتھہ نہایت مجنونانہ برتاؤ کیا اور جو کچھہ بُرا بہلا زبان پر آیا کہا - لیکن خدا کا شکر ہے کہ سب نے صبر اور تحمل سے کام لیا اور میری باتوں کا مطلق جواب ندیا - غرضکہ ہر ممکن اور ناممکن جگہہ تمہاری تلاش کرنے کے بعد میں تم سے ہاتھہ دہو بیٹھا اور یہ ارادہ کرلیا کہ اور زیادہ کوشش تمہاری جستجو میں نکروں گا - ابہی تک مجھہ میں اچہی طرح

طاقت نہیں آئی تھی اس لئے یہ فکر ہوئی کہ قسطنطنیہ چھوڑنے اور سفر کرنے سے شاید کچھ فائدہ
ہو۔ رخصت لی اور پیرس وئینا اور سوئٹزرلینڈ کی سیر کی لیکن بیکار۔ رشک اور رقابت کا
بھوت میرے سر سے نہ اُترا پر نہ اُترا یہ بھی میری بڑی حماقت تھی جو اس قسم کے خیال کو اپنے
دل میں جگہہ دی کیونکہ اتنا تو مجھے سمجھنا چاہئیے تھا کہ اگر ادہم نے کسی اپنی غرض سے تمہیں
نکالا ہوتا تو اباجان کبھی اس تجویز کو منظور نہ کرتے۔ (اس موقع پر میں نے اُنکی طرف نظر کی
اس لئے کہ اُنکا بیجا شبہ سنکر مجھے سخت حیرت ہوئی۔ وہ ہنس پڑے اور پھر اپنی گفتگو شروع
کردی) ہاں اُسوقت میرا یہی گمان تھا۔ اگر مجھے اصل کیفیت معلوم ہوگئی ہوتی تو تمہاری
جستجو سے ہاتھہ نہ کھینچا ہوتا اور اسوقت یہاں پر کسی دوسری عورت کا شوہر بننے کے لئے
نہ بیٹھا ہوتا۔ آخرش ایک نیا خیال میرے دل میں پیدا ہوا اور وہ یہ تھا کہ شاید تم اپنے گانوں
کشن آغا زمیں ملو۔ میں اُسوقت مانٹی کارلو کے ایک کلب میں تھا اور قمار بازوں کا کھیل
دیکھکر طبیعت بہلا رہا تھا کہ ایکبارگی مجھے وہ زمانہ یاد آیا جبکہ میری بھی قسطنطنیہ میں سیکڑوں
کے ہارنے کی نوبت آئی تھی اور اباجان نے میرا قرض ادا کیا تھا۔ پھر اُس گفتگو کا خیال آیا
جو کہ نلچ کے دوسکر روز مجھسے تم سے برآمدہ میں ہوئی تھی۔ وہ گفتگو یاد آتے ہی کشن آغاز
بھی فوراً یاد آیا اور مجھے سخت تعجب ہوا کہ یہ نام قسطنطنیہ میں کیوں نہ سوجھا لیکن وجہ اس کی
صرف یہ تھی کہ میں برابر یہی سمجھتا رہا کہ تم قسطنطنیہ سے باہر ہرگز نہیں گئی ہوگی۔ میں فی الفور
کلب سے اپنے ہوٹل میں جہاں مقیم تھا واپس آیا۔ اپنے نوکر سے اسباب باندھنے کو کہا اور مارسیل
بذریعہ ریل روانہ ہوا۔ وہاں سے سیدھا سمرنا گیا اور بارہ روز بعد کشن آغاز پہونچ گیا۔ لیکن
شومی قسمت ایسی کہ وہاں سے بھی نا اُمید اور ناکامیاب واپس آیا اور یہ ارادہ کرلیا کہ تمہارا
خیال بالکل دل سے دور کردونگا تم ہی دیکھو کہ اس ارادہ میں میں کتنا ثابت قدم رہا ہوں
اسوقت تمہارے پہلو سے لگا ہوا بیٹھا ہوں کل ایک دوسری عورت سے میری شادی ہونیوالی

ہے اور سوچ رہا ہوں کہ اگر محض اخیر وقت اس شادی سے انکار کر کے اپنے آپ کو تباہ کرنا
نہ چاہوں تو سب سے بہتر یہ ہوگا کہ اپنے سر میں گولی مار کر آپ کو ہلاک کر ڈالوں "
اسوقت وہ بیحد گبھرائے ہوئے تھے اور دیکھتے دیکھتے عجیب حیرت انگیز تبدیلی اُنکی طبیعت
میں پیدا ہوگئی تھی - میں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اُنکا بازو چھوا -
میں (کانپتی ہوئی آواز سے) - ایسی باتیں مت کرو - یہ کیا سوجھی ہے ؟
نافذ بے (نہایت افسردہ ہو کر) - کیوں نہیں ؟ تم کیا جانو کہ اس مہینہ میں میرے دل پر
کیا گذری ہے ؟ میری جان بعض بعض وقت بس یہی طبیعت چاہتی تھی کہ سب کے
سامنے تم کو سینے سے لگالوں اور دل کھولکر آنسو بہاؤں - کبھی کبھی یوں بھی دل کو سمجھایا
ہے کہ یہ بالکل مناسب اور قرین انصاف ہوگا کہ میں اخیر وقت میں شادی سے ہاتھ کھینچلوں
اور ابا جان کو اس ذریعہ سے شرمندہ کروں اور تمکو کسی ایسی جگہہ بھگا لیجاؤں جس کی کسی کو خبر نہ ہو
اور جہاں کہ ہم اطمینان سے شادی کرلیں - ہاجرہ تمہیں معلوم ہے کہ بعض موقعوں پر جو میں
تم کو جلدی سے گبھرا کر چھوڑ کر چلا گیا ہوں اُسکی کیا وجہ تھی ؟ صرف یہی کہ اگر میں تمہارے ساتھ
زیادہ ٹھہرتا تو ممکن ہے کہ کوئی بیہودہ اور مہمل حرکت کر بیٹھتا -
میں (حقارت سے) اور کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتی تھیں ؟ یا میں نے
بھی اس عرصہ میں رنج و مصیبت نہیں اُٹھائی ؟ کیا تمہارا خیال ہے کہ میرے لئے یہ نہایت آسان
کام ہوگا کہ کل سے میں تم کو دوسری عورت کا شوہر تصور کروں اور آپ بالکل غیر بن جاؤں ؟
اس قسم کے اندوہگیں خیالات نے میرے دل میں اُسوقت ایسا ہجوم کیا کہ میں ہاتھوں
سے اپنا منہ چھپا کر زار قطار رونے لگی -
ایک لحظہ وہ خاموش رہے اور پھر میری طرف جھک کر مجھے اپنے سینے سے لگا لیا -
نافذ بے (گرمجوشی سے) - پیاری بس کرو مجھ سے یہ نہیں دیکھا جاتا ! ہاجرہ ہم میں

تم میں جدائی نہیں ہونی چاہیئے - چلو جان یہاں سے بھاگ چلیں - دولہن کے لئے اسمیں کوئی برائی نہیں ہے اس لئے کہ وہ مجھہ سے واقف نہیں اور اس وجہ سے مجھہ سے محبت بھی نہیں کر سکتی - میں اُسے کسی ایسے گانوں سے جہاں کہ کوئی شیخ ملنے کے لئے ملجائے طلاق نامہ بھیجدوں گا اور کسی کو اس سے کسی قسم کا نقصان نہ پہونچیگا - ہاجرہ اب میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا -

میں نہیں بولی اس لئے کہ میرے دل میں بھی لالچ پیدا ہوا - کیا میں انہیں دوبارہ ہاتھہ سے جانے دلسکتی تھی ؟

نافذ نے (نہایت شوق سے) - اسمیں ہرج ہی کیا ہے ؟ یقین مانو دولہن کو اس سے کوئی نقصان نہ پہونچیگا - میرے غائب ہوجانے سے لوگ یہی سمجھیں گے کہ میرا قصور تھا - میری پیاری جان تم میں اتنی طاقت ہے کہ میری جدائی پھر گوارا کر سکو ؟

میں (ہچکیاں لیکر) نہیں نہیں - اب میں تم سے علیحدہ نہیں ہو سکتی (طبیعت سنبھال کر اور غمدیدہ ہوکر) نہیں جان ایسا نہیں کرنا چاہیئے - یہ نہیں ہو سکتا - (پھر یہ دیکھکر کہ وہ کچھہ کہنا چاہتے ہیں) جو تم کہتے ہو مجھہ سے نہیں ہونے کا - میں ہرگز نہیں ماننے کی کہ میری وجہ سے تم برباد ہوجاؤ - میری جان جبکہ تمہاری بے عزتی کا باعث میں خود ہوئی تو تم سے کس طرح آنکھیں ملا سکوں گی ؟

وہ جواب دینے ہی کو تھے کہ باغ کا دروازہ کھلا - اُنہوں نے مجھے درخت کے پیچھے چھپ رہنے کے لئے اشارہ کیا اور جیسے ہی میں نے وہاں جا کر پناہ لی صنیعہ خانم بھائی کی طرف آتی ہوئی دکھلائی دیں -

صنیعہ خانم - ایں ! کیا ابھی تک تم یہیں ہو ؟ میں تو سمجھی تھی کہ سونے چلے گئے ہوگے ؟

نافذ بے (آہستہ سے) نہیں سگرٹ پی رہا تھا - اندر چلو اور بتاؤ کہ تم کیا کر رہی تھیں -
دونوں ساتھ چلے گئے اور اُنکے غائب ہوتے ہی میں درخت کے پیچھے سے نکلی اور
مکان کو دوڑ گئی -

عطیہ خانم (نہایت آہستہ سے) - کیوں میں اچھی معلوم ہوتی ہوں یا نہیں ؟ اگر تمنے
یہاں ایک پن اور لگادی تو شاید وہ گر پڑے گی -

اسوقت عطیہ خانم آئینہ کے سامنے اپنا عروسی لباس زیب تن کئے کھڑی ہوئی تھیں
اور میں اُنکی نقاب درست کر رہی تھی تاکہ وہ تیار ہو کر تخت عروسی پر بیٹھ جائیں - اس تخت
پر رسم کے مطابق دولہن شام تک بیٹھی رہتی ہے جب تک کہ نوشہ آ ئے - عطیہ خانم پر
اُسوقت نورِ حسن برس رہا تھا - ترکوں میں دولہن کی پوشاک اسقدر زرق برق اور شاندار
ہوتی ہے کہ اُسکا پہننے والا اُسکی بھڑک کے سامنے عموماً بالکل ہیچ معلوم ہوتا ہے لیکن
عطیہ خانم کا شاہانہ حسن و جمال اُس سے اور بھی دوبالا ہو گیا - لمبا اور سنہری بھاری کام کا خوشنما
گون - گردن اور بازوؤں پر ہیرے چمکتے ہوئے ہیروں سے مرصع ایک تاج نما زیور
جو روپہلی نقاب کو سر پر روکے ہوئے تھا - اُنکی کاکلِ پیچاں کی دو لٹیں دونوں طرف دونوں
کانوں پر پڑی ہوئیں - اِن سب نے اُنکے حسن کو درجہ کمال کو پہونچا دیا تھا - اگر ایسا حسن بھی
نافذ بے پر اثر نکرے تو وہ ضرور انسان نہیں فرشتہ ہونگے - یہ سوچ سوچ کر میرا دل بیٹھا جاتا

تھا اس لئے کہ یہ ممکن نہ تھا کہ نانفذ بے اس حسن و جمال کے شکار نہو جائیں -
لیکن جسقدر جلد یہ خیال پیدا ہوا اُتنی ہی تیزی سے جاتا بھی رہا اور میں نے سچے دل سے عطیہ خانم کی خوبصورتی کی تعریف کی اور اُن سے کہدیا کہ پوری دولہن بن چکیں -
عطیہ خانم - اچھا تو سب کو بلالو اور مجھے چھوڑ دو -
میں نے دروازہ کے پاس جاکر لونڈیوں کو آواز دی سب نے آکر نہایت سرگرمی سے اُنکی تعریف شروع کی جسے سنکر پھر وہی خیال بڑے زور سے میرے دل میں پیدا ہوا - فی الحقیقت وہ نہایت ہی پاکیزہ صورت تھیں - اور میں اُنکے سامنے ایسی تھی کہ ممکن نہیں نانفذ بے کی نظروں میں اُنکا مقابلہ کرسکوں -
مہمان آگئے تھے اور دولہن کو تخت پر بٹھاکر ہم سب کے سب لوگوں کی خاطر تواضع میں مصروف تھے - کوئی تو سگرٹ تقسیم کرنے میں مشغول تھا اور کسی کے سپرد کھانے کا انتظام تھا - اور بعض ہم میں سے اُن مہمانوں کا خیر مقدم کر رہے تھے جو کہ رسم کے مطابق بلا دعوت کے آتے ہیں اور صرف دولہن کو دیکھکر بغیر کچھ کھائے پیے چلے جاتے ہیں -
اِن سب کاموں سے میں نے اپنے لئے اتنا وقت نکال لیا کہ شام کے قریب جبکہ نوشہ کی آمد آمد ہوئی تو میں ہال میں جاکر کھڑی ہوگئی - میں یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ دولہن کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں - ابھی اچھی طرح کھڑی بھی نہیں ہونے پائی تھی کہ یکایک باجے کا شور کان میں آیا اور غل ہوا کہ نوشہ آتے ہیں - یہ سنتے ہی میری نبضیں چھوٹ گئیں -
حافظ پاشا کی ایک بی بی (جو میرے پاس کھڑی ہوئی تھیں) - تمہارا چہرہ ایسا زرد کیوں ہے؟ میرے نزدیک تم ازحد تھک گئی ہو - مگر خدا کا شکر ہے کہ یہ جھگڑا ختم ہوگیا اور شادی ہوگئی (پھر رک کر اور بڑے شوق سے) دیکھو وہ نوشہ آتے ہیں -
میں نے جھک کر دیکھا تو نانفذ بے زینہ پر آرہے تھے - اُنکی دونوں جانب حبشی غلام مشعلیں

اور شمع سے لگے ہوئے تھے - جیسے ہی اوپر پہونچے باجا پیشتر سے بھی زیادہ جوش سے بجنے لگا اور وہ دولہن والے کمرے میں عادل بے اور سعید بے کے ساتھ داخل ہوئے - اُنکے اندر جاتے ہی میرے ساتھیوں نے میرا ہاتھہ پکڑا اور پردے کے پاس مجھے لے گئیں جو رسم اسوقت کمرے میں ہورہی تھی اُسے دیکھنے کے لئے پہلے ہی سے پردے کے قریب عورتیں جمع تہیں لیکن میرے ہلکے جسم نے میری مدد کی اور مجھے ایک گوشہ ایسا مل گیا جہاں سے میں اچھی طرح کمرے میں نظر کرسکتی تھی -

جسوقت میں پردے کے پاس جاکر کھڑی ہوئی تو نافذ بے نماز پڑہ رہے تھے - اُس سے فارغ ہوکر وہ تخت کے زینہ پر چڑہے اور دولہن کو ہیروں سے مرصع جوشن پہناکر اُنکے چہرے سے نقاب اُٹھادی جتنی وہ اُسوقت میری آنکھوں میں شاندار حسین اور دلربا معلوم ہوئیں پہلے کبھی نہیں دکھائی دی تہیں - دونوں ہاتھہ سامنے باندہے اور شرم سے آنکھیں نیچی کئے ہوئے کھڑی تہیں - گہری سرخ پوشاک کے مقابلہ میں اُنکا سینہ نہایت صاف اور شفاف معلوم ہوتا تہا اور عجیب دلفریبی کے ساتھہ اُبہرتا اور گرتا تہا - چہرہ تصویر کی طرح بے حس وحرکت اور ساکن تہا - اور صرف رخساروں پر جو نام کو ذرا سرخی تھی اُس سے پایا جاتا تہا کہ دل کی اسوقت کیا حالت تھی - اُنکی اسوقت وہ شان تھی کہ گویا نافذ بے کسی سلطانہ کے سامنے اُسکی اطاعت شعاری اور فرمانبرداری کے لئے سر جھکانے کو تیار ہیں نہ یہ کہ نئی دولہن اپنے شوہر کی تعظیم کے لئے کھڑی ہے - نافذ بے دیر تک اپنی بی بی کی طرف دیکھتے رہے اور پھر نقاب اُن کے چہرہ پر ڈالکر بیٹھا ہی چاہتے تھے کہ عطیہ خانم کی ہیرے کی چنپا کلی میں نقاب پھنس گئی اور اُنھوں نے مجبور ہوکر اُسے چھٹانے کے لئے ہاتھہ بڑہایا - ابتک اُنھوں نے آنکھ اُٹھاکر نافذ بے کو نہیں دیکھا تہا لیکن جسوقت کہ ہاتھ بڑہایا تو نوشہ کے چہرے کی طرف نظر کی اور دولہا دولہن

کی آنکھیں چار ہوگئیں - نافذ بے نے جلدی سے مُنہ پھیر لیا اور بغل کی کرسی پر بیٹھ گئے -

میں آہستہ سے اُس کمرے کی طرف چلی جہاں کہ دولھن پوشاک بدلنے والی تھیں اِس لئے کہ میں جانتی تھی کہ میری ضرورت نئی پوشاک پہنانے میں ہوگی - وہاں جاکر بیٹھ گئی اور ہاتھوں سے مُنہ چھپا لیا میں اُسوقت نہایت آشفتہ حال اور پریشان تھی اور رات کی باتیں یاد کرکے دل پھٹا جاتا تھا - جوہیں مجھے خیال آیا کہ میں رات کس طرح بہکتے بہکتے بچ گئی ہیں نے خوف سے کانپ کر خدا کا شکر ادا کیا - یہ کیں بہتر تھا کہ میں یہاں تنہا بیٹھکر روتی بجائے اِس کے کہ کل شب کی سی ذلیل حرکت کی مرتکب ہوتی - اُسوقت کی باتیں جو مجھے یاد آئیں میں نے غایت شرم سے سر نیچا کر لیا - میں نے ہی رات اُنہیں بہکایا تھا اور یہ میرا ہی ہاتھ تھا جو اُنہیں بے عزتی کے دریا میں دھکّا دے ہی چکا تھا - جب ایک بار میں اپنے پُرانے ارادے پر قایم نرہی تو یہ کیونکر ممکن تھا کہ آیندہ ثابت قدم رہونگی اور مانا کہ مجھے اپنی طبیعت پر قابو بھی رہا تو کیا محض میری موجودگی اُنکے رنج و تکلیف کا باعث نہ ہوگی؟ کیا یہ بہتر نہ تھا کہ اب بھی وہ مجھے اُسی طرح لاپتہ تصور کرتے جیسا کہ تھوڑے دن پہلے سمجھنے لگے تھے؟ پھر حسین بے جیسے ہی مجھے نافذ بے کے الفاظ اُسکی نسبت یاد آکے میں خوف سے کانپنے لگی میں بالکل اُس کے بس و قابو میں ہوؤں گی - اور عورت پاشا سے شکایت بھی کروں تو صرف یہ نتیجہ ہوگا کہ اُسکا غصہ اور بھڑک اُٹھے گا - اور کوئی ایسا کام کر بیٹھیگا جسے اگر میں نے شکایت نہ کی ہوتی تو کرتے ہوئے ہچکچاتا - انہیں خیالات میں میں غلطاں و پیچاں تھی کہ کسی کی دہشت ناک چیخ میرے کان میں آئی - اُسے سنکر میں بالکل سہم گئی - اِس کے بعد متواتر اسی قسم کی چیخیں آنا شروع ہوئیں اور پھر لوگوں کے اِدھر اُدھر دوڑنے کی آواز سنائی دینے لگی - میں نے دوڑ کر دروازہ

کھولا۔ اُسکے کھولتے ہی ایک مہیب دھڑاکا سنائی دیا اور تمام مکان اس طرح ہل گیا جیسے کہ زلزلہ سے۔ ذرا دیر مجھے کچھ بھی دکھلائی نہ دیا پھر یکایک ایک شعلہ نظر آیا اور اُسکی روشنی سے میں نے دیکھا کہ ہال کے بیچ میں ایک وسیع غار ہو گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ نوشہ پر جو زر نثار ہے تھے اُسکے لوٹنے کے لئے جو بھیڑ جمع ہوئی تھی اور کشمکش ہو رہی تھی اُس کے بوجھ سے چھت کی ایک کڑی ٹوٹ گئی اور چونکہ مکان نہایت پُرانا تھا ایکبارگی چھت بیٹھ گئی ساتھ ہی یہ غضب ہوا کہ اُس چھت میں جو جھاڑ آویزاں تھا گر پڑا اور پردوں میں آگ لگ گئی جو کہ اب بڑی تیزی سے جل رہے تھے۔

میں نے گبھرا کر اور خوف زدہ ہو کر ادھر اُدھر نظر کی۔ نافذ بیگ کا پتہ نہ تھا۔ کہیں وہ بھی اُنہیں بد قسمت لوگوں کے ساتھ تو نہیں دب گئے جو کہ میری نظروں کے سامنے کچلے ہوئے پڑے تھے؟ مجھکو اُس وقت اپنی جان کا مطلق خیال نہ رہا اور نہ دوسروں کے حال پر رحم آتا تھا کیونکہ اُس گھڑی صرف نافذ بیگ کا خیال لگا ہوا تھا حتیٰ کہ اسی فکر میں کسی قسم کا شور و غل بھی نہیں سنائی دیتا تھا۔ اِسی تشویش کی حالت میں میں اپنے قدموں کے پاس ہی اُس غار میں نظر کر رہی تھی کہ یکایک ایک شخص میرے پاس سے ہوا کی طرح گذر گیا۔ میں نے جلدی سے پھر کر دیکھا تو نافذ بیگ کی جھلک معلوم ہوئی۔ کسی بیہوش انسان کو اپنی گود میں دوڑ کر لیے جا رہے تھے۔ روپہلی نقاب سے میں نے پہچانا کہ یہ عطیہ خانم تھیں۔

میں اپنی جگہہ سے نہ ہلی۔ نافذ بیگ کو صحیح و سالم دیکھکر بجائے سابق اضطراب کے جو اطمینان ایکبارگی ہوا اُس نے مجھے اجازت نہ دی کہ ذرا بھی حرکت کروں۔ اس کے بعد یاس اور نا امیدی کا دریا موجزن ہوا اور میں اُسمیں غوطہ زن رہی۔ نافذ بیگ کو عطیہ خانم کا تو خیال ہوا اور میری فکر مطلق نہوئی کہ زندہ تھی یا مر گئی! ابھی سے وہ مجھے بھول گئے! اسقدر جلد میرے رقیب نے اُنکے دل میں جگہہ کر لی! اُس غار سے ذرا ہٹ کر میں وہیں زمین پر

دبک کر بیٹھ گئی اور ہاتھوں سے منہ چھپالیا۔ اُسوقت میں وہاں بالکل تنہا تھی اِس لئے
کہ جو لوگ میرے چاروں طرف جمع تھے وہ سب نافذبے کے ساتھ ہی بھاگ گئے
تھے اور مجھے میری قسمت پر چھوڑ دیا تھا۔

یکایک کسی نے میرا نام لیکر پکارا اور انکی آواز پہچان کر میں نے جلدی سے سر اُٹھایا۔
لیکن ابھی جواب نہیں دینے پائی تھی کہ اُنھوں نے مجھے گود میں اُٹھالیا اور دوڑ کر اُس زینہ
سے لے گئے جو کہ نوکروں کے مکانوں کی طرف جاتا تھا اور جہاں اب تک آگ نہیں پہونچنے
پائی تھی۔ وہاں لیجاکر اُنھوں نے مجھے اُتار دیا۔ میں نے دیکھا کہ اُنکا چہرہ دھوئیں سے سیاہ
ہو رہا ہے لیکن آنکھیں جوش محبت اور اضطراب سے چمک رہی ہیں۔

نافذبے (دھیمی آواز سے) میری جان جسوقت یہ واقعہ پیش آیا اُسیوقت میں نے
تمہیں پوچھا تو معلوم ہوا کہ تم دوسرے مکان میں ہو۔ اِس لئے میں سمجھا کہ تم بالکل محفوظ ہوگی
اور دوسروں کی جان بچانے میں مصروف ہوگیا لیکن جب میں نے تم کو باہر تلاش کیا تو
لوگوں نے کہا کہ تم ابھی تک اِسی مکان میں ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ میں ٹھیک وقت پر
پہونچگیا اور تمہاری جان بچ گئی۔

میں نے جواب نہ دیا۔ میں ابھی تک اُن سے لپٹی ہوئی تھی اور کانپ رہی تھی۔ اب
جو جان کا خوف باقی نہ رہا تو میں نے محسوس کیا کہ کسقدر صدمہ مجھہ پر گزرا تھا۔

جب وہ مجھے صحن میں لیجانے لگے تو میں نے دریافت کیا:۔

"اور تمہاری بہن؟"

نافذبے ۔خدا کا شکر ہے کہ وہ اور بچے سب بخیریت ہیں۔ لو پیاری یہاں
بیٹھہ جاؤ۔

دروازہ کے قریب ایک بنچ پر اُنھوں نے مجھے بٹھا دیا۔ صحن میں ہزاروں آدمی اُسوقت

جمع تھے۔

میں (خوف زدہ ہوکر)۔ کیا پھر اُسی ہولناک جگہہ میں جارہے ہو؟

نافذبے (آہستہ سے)۔ ہاں۔ دیکھو میرے سالے اور بہنوئی ابھی تک وہاں ہیں جو کچھ بچ سکے اُسے بچانا چاہیئے۔

یہ کہکر وہ چلے گئے اور اُنکے جاتے ہی میں صفیہ خانم سے جاکر ملگئی جو کہ تھوڑے فاصلہ پر جھکی ہوئی عطیہ خانم کو دیکھہ رہی تھیں۔ عطیہ خانم اُسوقت بیہوش پڑی ہوئی تھیں اور اُن سے تھوڑی دور مہمان اور لونڈیاں اور نوکر ایک جگہہ گھُتے ہوئے پڑے تھے ہر طرف سے شور و غل کی صدا آتی تھی اور مرد اندر باہر دوڑ رہے تھے۔

میں صفیہ خانم کو عطیہ کے ہوش میں لانے کی کوشش میں مدد دے رہی تھی کہ ایکبار گی شور و غل نے اور بھی زیادہ ترقی کی۔ پھر کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ جو اجل رسیدہ اس آفت کے نذر ہو چکے تھے اُنہیں نکالکر لوگ باہر لا رہے تھے۔ انہیں سے دو تین میں ابھی جان باقی تھی۔ اُن کا کراہنا اور آہ وزاری کرنا اور بھی دل کے ٹکڑے کئے دیتا تھا۔ عطیہ خانم کو چھوڑ کر میں اُن سسکتے ہوؤں کی طرف گئی تو دیکھا کہ دولہن کی ماں بھی اُن ہی میں تھیں۔ وہ چت پڑی ہوئی تھیں اور جب میں نے تکیہ نیچے رکھنے کے لیئے سر اُٹھایا تو بڑے زور سے کراہیں۔ اُسیوقت نافذبے بھی آموجود ہوئے اُنکی گود میں ایک بالکل خستہ اور کچلا ہوا انسان تھا۔

نافذبے (زور دیکر)۔ یہاں سے چلی جاؤ۔ یہ نظارہ ایسا نہیں ہے جسے تم دیکھو تمہارے کھڑے رہنے سے کوئی فائدہ متصور نہیں۔

میں نے اُنکا کہنا مانا اور چلی آئی۔ میری طبیعت اُسوقت خراب ہو رہی تھی اس لئے اُس طرف گئی جہاں صفیہ خانم کو چھوڑا تھا لیکن وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ شاید وہ مردانخانہ

میں چلی گئی تھیں - میں اسی بنچ پر پھر بیٹھ گئی جہاں کہ پہلے بیٹھی تھی اور آنکھیں بند کر کے دوبارہ سر نہ اُٹھایا - نافذ بے کی آواز پھر میرے کان میں آئی - وہ اور سعید اور عادل ایک بے حس و حرکت انسان کو لائے اور ایک بنچ پر لٹا دیا - یہ حافظ پاشا تھے جنکے کمروں تک آگ پہونچا ہی چاہتی تھی -

سعید بے - آگ بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے - مجھے تو خوف ہے کہ بجھاتے بجھاتے کہیں مردانخانہ تک نہ پہونچ جائے -

نافذ بے (متنفر ہوکر اور مُنہ پھیر کر) - لیکن ایسی جگہہ میں کیا ہی کیا جا سکتا ہے؟ آگ بجھانے کے انجنوں کا نام و نشاں نہیں ہے - چلو پھر چلیں اور دیکھیں کہ بغیر اُن کے کہاں تک کیا کر سکتے ہیں -

یہ کہکر وہ پھر مکان کی طرف چلے گئے اور میں ایک گھنٹہ اور اکیلی بیٹھی رہی - جتنے شخصوں کے چوٹ لگی تھی وہ سب مردانخانہ میں بھیجدیئے گئے تھے اور عورتیں اصطبلوں میں بھری ہوئی تھیں - میں جہاں تھی وہیں رہی اس لئے کہ میں نے حافظ پاشا کو تنہا چھوڑنا نہ چاہا - وہ بیقرار ہوکر بنچ پر تڑپ رہے تھے اور میں مجبور ہوکر اُنہیں پکڑے ہوئے تھی کہ نیچے نہ گر جائیں - اُن پر ظاہرا درد کا دورہ پڑا تھا اور مجھے بڑی خوشی ہوئی جب کہ میں نے ایک شخص کو اُدھر آتے ہوئے دیکھا -

میں (جلدی سے) - ادھر آؤ - جب کبھی ان کی ایسی حالت ہوتی ہے تو کیا دوا دی جاتی ہے؟

حسین بے (میں نے پہلے اُسے نہیں پہچانا اس لئے کہ آگ بجھ چلی تھی جسکی وجہ سے اندھیرا ہو گیا تھا) - کچھ نہیں - کیوں ہاجرہ تم کہاں چھپی ہوئی تھیں؟

میں (بے صبری سے) میں یہیں تھی - درد کی تکلیف کم ہونے کے لئے کیا انہیں

کوئی دوا نہیں دیتے ہیں ؟

حسین بے (اُسی انداز سے) مجھے نہیں معلوم انکے لئے تم کیوں اتنا حیران ہو رہی ہو ؟ یہ تو بالکل اچھے ہیں - اکثر انکی ایسی ہی حالت ہو جاتی ہے در دنہیں صرف جنون ہے کیا اچھی تمہاری شرم وحیا ہے ! اب مجھے معلوم ہوا کہ اس بناوٹ کا کیا باعث تھا - مجھے بوسے دینے میں تو یہ انکار لیکن ہمیں تمہیں شرم نہ آئی کہ اپنے یار کی شادی میری بہن سے کرادی تاکہ تم اُن سے آسانی سے مل سکو !

میں نے خوف زدہ ہو کر اور حیرت کے ساتھہ اُسکی طرف دیکھا اور میری گھبراہٹ دیکھکر اُس نے قہقہہ لگایا -

حسین بے - تمہیں تعجب ہوا کہ میں تمہاری چال سمجھہ گیا لیکن یہ قصور اُن کا ہے اور سچ بھی ہے کہ جب ایک شخص پکار کے کہے کہ اگر تم آگ میں جلگئیں تو وہ گھربار چھوڑ کر چلا جائیگا اور پھر اپنے کسی رشتہ دار کی عمر بھر صورت نہیں دیکھیگا تو لوگ ضرور حقیقتِ حال سمجھہ جائینگے ایک میں ہی اکیلا نہ تھا جس نے نافذ بے کو یہ کہتے سنا - عزت پاشا اور صنیعہ خانم دونوں موجود تھے - لیکن معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری چال و فریب میں صنیعہ خانم بھی شریک ہیں اس لئے کہ اُنکو نافذ بے کی گفتگو سنکر مطلق تعجب نہوا اور وہ صرف یہ کہکر اُنہیں سمجھانے لگیں کہ تم باغ سے ہوکر مکان سے نکل گئی ہوگی - اسپر میرے بھائی نے کچھہ اس انداز سے انکی طرف دیکھا کہ جس سے معلوم ہوتا ہے وہ اس بارہ میں صنیعہ خانم سے سخت جواب طلب کرینگے -

میں نے اُسکے کلام میں ابتک دخل نہیں دیا تھا - لیکن خاموش ہو جانے پر بھی میرے پاس کوئی جواب نہ تھا - یہ صاف ظاہر تھا کہ ہر شخص اُسی کی طرح شبہ کرے گا اور نہ تو میں اور نہ نافذ اسکی صفائی کر سکیں گے -

کیا رائے ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ میں جیسا اچھا کھانا پکا سکتی ہوں ویسی ہی نوشت و خواند میں بھی مجھے مہارت ہے۔

میں اچھی طرح جانتی تھی کہ بی گلفدا دل کی بہت ہی اچھی ہیں اور اس لئے اُنکی روکھی باتیں چپ چاپ سن لیا کرتی تھی۔

گلفدا - (طنزاً) کیوں نہیں - وہ تمکو ہر فن میں طاق سمجھتے ہیں - اور تمہاری بھی اپنی نسبت شاید یہی رائے ہوگی؟

میں (قریب آکر) - کیا تمہاری یہ رائے نہیں ہے؟ ایک بار تو اقرار کر لو کہ اپنی زندگی میں سب سے زیادہ خوشی تمہیں اُس روز ہوئی تھی جبکہ میں نے رات کو تمہارے دروازہ پر دستک دی تھی اور تم سے کہا تھا کہ اب میں ہمیشہ کے لئے اسی گانوں میں رہونگی۔

گلفدا (مسکراکر) - اچھا - اچھا - لو بس دوڑ جاؤ اور کھانے کے وقت تک واپس آجانا۔

میں دروازہ کی طرف دوڑکر چلی تو بچوں کے سبق یاد کرنے کی آواز میرے کان میں آئی اور یہ سوچکر میں خود بخود مسکرانے لگی کہ پڑھانے والے ضعیف شیخ سبق سنتے سنتے ضرور اونگھ جاتے ہونگے - آج کش آغاز آئے ہوئے مجھے پانچ برس ہو چکے تھے - وہ جون کا مہینہ تھا جو میں نے بت پاشا کے ہاں سے آنے کے بعد ایک شب انہی اپنے پُرانے غمخوار شیخ کے دروازہ پر دستک دی تھی - اُس روز سے آج تک میں انہی شریف میاں بی بی کے ہاں رہتی تھی - دونوں مجھے بیٹی کی طرح سمجھتے تھے اور میں بھی اُن سے ازحد محبت کرتی تھی - پھر بھی کبھی کبھی قسطنطنیہ ضرور یاد آجاتا تھا - اور اسوقت بھی دروازہ پر پہاڑوں کی طرف دیکھکر میں اُس گفتگو پر غور کر رہی تھی جو کہ قاضی نے گذشتہ شب ہمارے مکان میں کی تھی اور اپنے دل سے یہ سوال کر رہی تھی کہ اگر روس سے لڑائی چھڑ گئی

اور نافذ بے بھی اُسمیں شریک ہوئے تو جو فکر و تردد اُنکی سلامتیِ جان کا مجھے ہوگا اُس سے کیونکر جانبر ہو سکونگی۔

یہی سوچتی ہوئی میں زینہ سے نیچے اُتری اور پہاڑ کی طرف روانہ ہوئی - درختوں میں ہوکر میں پہاڑ پر چڑھ رہی تھی کہ یکبارگی نقاروں کی آواز سنائی دی۔ مجھے سخت تعجب ہوا کہ جسوقت سپاہیوں کا خیال میرے دل میں تھا اُسی وقت یہ باجا بھی سنائی دیا۔ ایک لحظہ بعد گھوڑوں کے زور سے چلنے کی آواز بھی صاف آنے لگی اور معلوم ہوتا تھا کہ میری طرف آرہے ہیں۔ جب وہ نزدیک پہونچے تو میں نے دیکھا کہ یہ سپاہیوں کا ایک دستہ تھا اور دو افسر گھوڑوں پر اُس کی کمان میں تھے۔ ان دونوں میں جو آگے تھا وہ صورت آشنا معلوم ہوتا تھا اور اُسے دیکھکر میرا دل بیساختہ دھڑکنے لگا۔ جب وہ وہاں پہونچا جہاں میں کھڑی ہوئی تھی تو مجھے دیکھکر اُس نے ایک تعجب کا نعرہ مارا۔ میں نے جلدی سے آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو علی بے تھے۔ جلدی سے گھوڑے سے کود پڑے اور اپنے ساتھی سے کچھ کہکر میرے پاس آئے۔

علی بے - (متحیر ہوکر) - ہاجرہ! پیاری کیا جب سے تم یہیں ہو؟

میں - (کسیقدر شرماکر) جی ہاں - آپ جانتے ہیں کہ۔

علی بے - (جلدی سے قطع کلام کرکے) - مجھے سب معلوم ہے۔ اُسوقت تم نے بھاگنے ہی میں اپنی سلامتی دیکھی اور نافذ کو خود کردہ کے بھگتنے کے لئے چھوڑ دیا۔ تدبیر تو یہ ضرور اچھی تھی اس لئے کہ تھوڑے دنوں کے لئے ہر قسم کا فساد رفع ہوگیا تھا۔

سپاہی آگے نکل گئے تھے اور ہم دونوں تنہا تھے۔

میں (گھاس پر بیٹھکر) - سب کیسے ہیں؟ مجھے ہر ایک کا حال سنایئے۔ گھر کی خیر و خبر دریافت کرنے کے لئے میں ازحد پریشان اور بیقرار رہی ہوں۔

علی بے - سوائے خانم آفندی کے اور سب اچھی طرح ہیں -

میں - (گھبرا کر) - کیا وہ بیمار ہیں؟ عارضہ کیا ہے؟

علی بے - اب کوئی مرض اُنہیں نہیں ستا سکتا - گذشتہ سال اُنہوں نے قضا کی -

میں نے اپنا سر ہاتھوں پر جھکا لیا - مجھے یہ خبر سنکر سخت صدمہ ہوا اور کئی منٹ بعد اُنکی موت کا یقین ہوا اس لئے کہ ابتک خانم آفندی کا مغرور چہرہ اور لانبا قد میری نظروں کے سامنے پھر رہا تھا اور یہ خیال ہی نہیں ہوتا تھا کہ وہ مر گئیں -

میں - (گھبرا کر) بہت بُرا ہوا - کس عارضہ سے قضا کی؟

علی بے - غم نکے دل کو بڑا صدمہ پہونچا تھا - پہلی مرتبہ وہ اُسوقت بیمار ہوئیں جبکہ نافذ پیرس گئے تھے - عطیہ سے شادی ہونے کے بعد اُن کی طبیعت کسی قدر سنبھلی لیکن نافذ کی پریشانی اور تکلیف اُن سے نہیں دیکھی جاتی تھی (پھر میرے چہرے کی گھبراہٹ دیکھکر) نافذ نے بڑی بڑی مصیبتیں اُٹھائی ہیں - اُس شادی کا نتیجہ اچھا نہوا - عطیہ خانم بُری صحبت میں پڑ گئیں اور روز بروز اُن کی عادتیں خراب ہوتی گئیں - خانم آفندی سے بھی اُن سے نہیں بنتی تھی حتی کہ نافذ بے گھر چھوڑ کر علیحدہ رہنے لگے - گو عطیہ سے اُن کو محبت نہ تھی تاہم صبر و استقلال کے ساتھ وہ نہایت اچھی طرح اُنکے ساتھ پیش آتے تھے اور اُن کی شکایتیں سن سن کر اُنہیں بڑا صدمہ ہوتا تھا - اولاً اُنھوں نے عطیہ کو بیجا حرکتوں سے روکنے کی کوشش کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ صرف اُن سے ڈرنے لگیں اور خفیہ طور پر وہ باتیں کیں جو پہلے کبھی نہیں کی تھیں - آخرش نوبت باینجا رسید کہ عطیہ نے ایک روز صاف کہدیا کہ وہ اس طرح مقید اُنکے ہمراہ نہیں رہنی کی اور دونوں میں علیحدگی ہو گئی - تھوڑے دن بعد عطیہ نے سلطان کے کسی یاور (ایڈی کانگ سے) نکاح کرنے کی غرض سے خلع چاہا اور نافذ نے اسے منظور کیا - یہ گھڑی

چوٹ ایسی تھی کہ خانم آفندی اس سے جانبر نہ ہو سکیں۔ گو نافذ نے کبھی اُن سے کوئی شکایت نہ کی تاہم وہ دل میں قایل ضرور تھیں کہ نافذ کی زندگی اُنہیں نے برباد کی تھی۔ اسکے بعد وہ چند روز اور زندہ رہیں کہ دل میں ایک قسم کا زخم پیدا ہوا اور اُسی سے اُنھوں نے قضا کی۔

یہ سنکر میں بہت روئی اور ذرا دیر ہم دونوں خاموش بیٹھے رہے۔ اس کے بعد جو علی بے دوبارہ ہمکلام ہوئے تو اُن کی آواز سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی خوشخبری سنانے والے ہیں۔

علی بے۔ نافذ آجکل طرابزوں میں ہیں۔ اعلانِ جنگ تک میری فوج کو وہیں قیام کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اس لئے مجھسے اُن سے ضرور ملاقات ہوگی۔ میں اُن سے تمہارے اتفاقیہ ملنے کا ذکر کروں گا اور مکان بھی لکھدوں گا اس لئے کہ نصر اللہ پاشا تمہاری خیر و عافیت سنکر خوش ہونگے۔ کہو تو تمہاری طرف سے بھی کچھہ لکھدوں۔

میں (شرماکر)۔ میری طرف سے سبکو کلماتِ شوق و محبت لکھدیجیگا۔ اور نیز یہ کہ اُنکی عنایتوں کی کہ میں ہر دم ممنون و مشکور رہتی ہوں اور ہمیشہ رہوں گی۔

علی بے۔ اچھا۔ اور نافذ سے کیا کہوں۔ یاد رکھو کہ اگر کسی اناطولیہ کے ترک سے تمہاری شادی نہیں ہو چکی ہے تو اب نافذ کے ساتھہ ہونے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔

میں (دبی ہوئی زبان سے حالانکہ میرے دل میں اُسوقت نئی اُمیدیں جوش زن تھیں اور تمام دنیا آنکھوں کے سامنے بیطرح خوشنما معلوم ہوتی تھی)۔ لیکن شاید اب اُنکی طبیعت ویسی نہ رہی ہو؟

علی بے۔ (خوب ہنسکر)۔ بس اسی قدر؟ تو میں اُن سے کہدوں کہ تمہیں شادی کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے بشرطیکہ وہ بھی اپنے پرانے ارادے پر قایم ہوں؟ (پھر مجھے شرماتے

دیکھکر اور پیار کرکے) ادہم بے نے اُس زمانہ میں ایک بار تمہارا حال دل سنکر تمہیں پیار کیا تھا میں سمجھتا ہوں کہ بحیثیت تمہارے عزیز ہونے کے مجھے حق حاصل ہے کہ اسوقت اُن کی تقلید میں بھی کروں۔ لو خدا حافظ اب مجھے اپنے سپاہیوں سے ملنا چاہیئے۔

باب یازدہم

علی بے کی ملاقات کے بعد ایک مہینہ بات کی بات میں گذر گیا۔ جنگ اب زور شور سے ہو رہی تھی اور نافذ بے کی جان کا خوف ہر روز ایک نئے انداز سے مجھے پریشان کیے رہتا تھا۔ نہ تو قسطنطنیہ سے اور نہ نافذ بے کے پاس سے کسی قسم کا نامہ و پیام میرے پاس آیا تھا جسکی وجہ سے میرے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ علی بے نے کہیں اپنے اس خیال میں غلطی نکی ہو کہ مکان پر سب مجھے ملنے کے از حد مشتاق تھے۔ لیکن ایک روز صبح کے وقت جبکہ میں باورچیخانہ میں تھی کسی نے دروازہ پر دستک دی اور ایک لحظہ بعد بی گلفدا گھبرائی ہوئی میرے پاس آئیں۔

بی گلفدا۔ ہاجرہ کوئی شخص تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ نصر اللہ پاشا کے ہاں سے آیا ہوں۔

میں جلدی سے دوڑ کر گئی اور دیکھا کہ ادہم بے ہیں۔

ادہم بے (میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر اور زور سے دبا کر) ہاجرہ میں تمہیں گھر لیجانے آیا ہوں۔ نافذ تو اسوقت میدان جنگ میں ہیں لیکن ابا جان نے مجھے بھیجا ہے اور

کہا ہے کہ اسوقت وہ تم کو بحیثیت نافذ کی دولہن کے واپس بلاتے ہیں۔

میرا چہرہ مارے شرم کے سرخ ہوگیا اور ادہم بے میرا ہاتھ جلدی سے چھوڑ کر کھڑکی کی طرف چلے گئے۔ ایک لحظہ بعد پھر میرے پاس آگئے۔

ادہم بے۔ کیوں پیاری کل چل سکوگی؟ میں جلد واپس جانا چاہتا ہوں۔

اور دوسرے روز بی گلفدا اور شیخ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرکے ہم دونوں وہاں سے روانہ ہوئے۔ قسطنطنیہ میں ولیہ خانم اور وحیدہ خانم نے بڑی خوشی سے میرا خیر مقدم کیا مجھے دیکھکر باغ باغ ہوگئیں اس خوشی کو دوبالا کرنے کے لئے صنیعہ خانم مع عزت پاشا کے وہاں موجود تھیں۔ معلوم ہوا کہ اُس آتش زدگی کے دو چار مہینے بعد حافظ پاشا نے قضا کی اور صنیعہ خانم قسطنطنیہ چلی آئیں۔ نصر اللہ پاشا میرے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آئے اور بڑی محبت سے مجھے پیار کیا۔

نصر اللہ پاشا۔ ہاجرہ یہ ممکن ہے کہ تم ہم سب کو معاف کردو؟ ہماری وجہ سے تم کو بیحد مصیبتیں اُٹھانی پڑی ہیں اور سب سے بڑھکر یہ کہ تمہاری اور اُس غریب لڑکے کی زندگی ابتک محض ہمارے ہی سبب سے اتنی خراب ہوئی۔

میں۔ (شرماکر) یہ آپ کیا فرمارہے ہیں۔ آپ کی اور ادہم بے کی مہربانیاں میں کسی طرح نہیں بھول سکتی۔ آپ ہی دونوں بزرگ میرے یہاں دوبارہ آنے کے باعث ہوئے ہیں ورنہ میری تمام عمر اسی فکر و پریشانی میں بسر ہوتی کہ نافذ بے کے رنج و مصیبت کا سبب صرف میں ہوئی۔

اس کے بعد کئی مہینے بڑے اضطراب اور پریشانی میں گزرے جنگ کی خبریں عجیب اُمید و بیم کے ساتھ پڑھی جاتی تھیں۔ نافذ بے اور علی بے دونوں پلونا میں تھے اور وہاں کے بے نظیر مقابلہ کا حال ہم لوگ نہایت فخر کے ساتھ پڑھتے تھے۔ آخرش صبح امید نمودار

ہوئی اور اُن دونوں کی خیر و عافیت معلوم ہوئی۔ سب نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ اُنکے واپس آنے میں پھر بھی ابھی عرصہ تھا لیکن خدا نے وہ دن بھی بہت جلد دکھا دیا اور اُنکے لانے کے لئے کشتی بھیجی گئی اس لئے کہ ہم لوگ دیہات والے مکان میں تھے۔ میں باغ میں چلی گئی اور وہاں اُنکے آنے کی منتظر رہی۔ اُنہوں نے اپنے کسی خط میں میرا ذکر نہیں کیا تھا اس لئے میرے دل میں یہ خلش تھی کہ کہیں وہ مجھے بھول نہ گئے ہوں سمندر کی طرف دیکھتے دیکھتے آنکھیں دُکھنے لگیں۔ اگر وہ مجھے واقعی بھول گئے ہوں گے تو میری نسبت کیا خیال کرینگے؟ یہ کہ بلا اُنکے بلائے ہوئے میں وہاں موجود تھی اگر اسوجہ سے وہ مجھے شوخ اور گستاخ سمجھیں تو بیجا نہ ہوگا۔ دل سے اسی طرح کی باتیں کر رہی تھی کہ کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی اور اپنی جگہہ سے ایک ذرا بھی حرکت نہ کرنے پائی تھی کہ کسی نے بڑے زور سے اور عجیب اشتیاق سے مجھے سینے سے لگالیا اور میرا تمام شک و شبہ رفع ہوگیا۔ چند لحظہ بعد میں نے اپنا سر اُٹھایا اور اُن سے آنکھیں چار کیں۔ فرطِ مسرت سے اُنکی نگاہ کچھہ اِس انداز سے مجھہ پر جمی ہوئی تھی کہ میری آنکھوں میں بھی مارے خوشی کے آنسو بھر آئے۔ لیکن اتنی ہی دیر میں میں نے معلوم کرلیا کہ پیشتر کی بہ نسبت اُن کا چہرہ کسقدر بدلا ہوا تھا۔ وہ پہلی سی زندہ دلی اور بشاشت چہرہ سے نہیں پائی جاتی تھی۔ زیادہ زرد ہو گئے تھے اور پیشانی پر گہری شکنیں پڑی ہوئی تھیں جو کہ فکر و پریشانی کی خبر دیتی تھیں۔ لیکن گو اِسوقت اُنہیں اور کوئی حسین نہ کہتا تاہم میں تو اُنہیں اب تک اپنا مجنوں سمجھتی تھی اور خود اُنکی لیلیٰ تھی۔

میں ۔ (نہایت دھیمی آواز سے اور بڑے پیار سے) میری جان۔ آخر ہم دونوں پھر مل گئے! اور اس مرتبہ یہ محض خواب نہیں ہے۔

نافذ بے (جلدی سے) ۔ نہیں پیاری۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے۔ اب اور میں تمہاری

مفارقت کا متحمل نہیں ہو سکتا تہا!

آفتاب غروب ہو چکا تہا لیکن ابہی کسیقدر شفق باقی ہی تہی کہ ایک دوسرے کے آغوش کے مزے لیتے ہوئے ہم دونوں مکان میں چلے گئے ؎

خوشا وقتے وخورم روزگارے

کہ یارے برخورد از وصل یارے

اُردو میں ہی تصنیف ہوئی ہے اور یہی ترجمہ کی اعلیٰ ترین خوبی ہے ...... ہم لائق مترجم کی محنت کی صدق دل کے ساتھ داد دیکر اُن کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں اور اُردو داں پبلک سے سفارش کرتے ہیں کہ اس کتاب کی ایک کاپی خرید کر وہ اُس بے اندازہ لطف کو حاصل کریں جو اس کتاب کے مطالعہ سے حاصل ہونا امر لازمی ہے۔

(۲) **ترکوں کی معاشرت** (۲) **رسالہ تعلیم و آزادی نسواں** - نمبر (۱) ایک تعلیم یافتہ ترک خالد خلیل کی تصنیف کا اُردو ترجمہ ہے اور اُس کا نام ہی اُسکی دلچسپی کے لئے کافی ضمانت ہے۔ اگر نوجوان ترکی جماعت کے صحیح حالات اور ترکی کے حال کے انقلاب کے وجوہ اور وہاں کی پولیٹیکل و سوشل کیفیت دریافت کرنا ہو تو اِسے ضرور ملاحظہ فرمائیے۔ نمبر (۲) مترجم نے بطور دیباچہ کتاب تحریر کیا ہے جو کہ ۱۴۴ صفحوں پر ہے اس میں مشرح بحث اس دلچسپ و اہم مسئلہ پر کی گئی ہے کہ مستورات کو کس قسم کی کس حد تک اور کس طریقہ سے تعلیم دینی چاہئے اور ساتھ ہی عقلی و نقلی دلائل سے اثبات پردۂ مروجہ ہندوستان پر بھی دلچسپ بحث کیگئی ہے۔ ممالک مغربی میں آزادی نسواں کے نتائج اُن ہی ممالک کے سر برآوردہ حضرات کے اقوال و مضامین کے حوالہ سے ظاہر کئے گئے ہیں۔ مسجد حمیدیہ قسطنطنیہ کی تصویر لندن سے تیار کرا کر اس کتاب میں لگائی گئی ہے۔ ٹائیٹل پیج رنگیں نہایت خوشنما۔ حجم تقریباً ۳۰۵ صفحے۔ قیمت عا؎ علاوہ محصول

اس کتاب کے بارہ میں ڈاکٹر مولانا نذیر احمد صاحب **شمس العلما** فرماتے ہیں:-

میں نے ترکوں کی معاشرت کو من اولہا الیٰ آخرہا بالاستیعاب دیکھا۔ حق تو یہ ہے کہ آپنے تعلیم نسواں اور پردے کے حق کو پورا پورا ادا کر دیا ہے۔ اگرچہ دیباچہ میں طول مُمل ہے اور آپنے اس کا اعتراف بھی کیا ہے مگر یورپ کی کورانہ تقلید کرنے والوں پر اس سے کم میں حجت بھی تمام نہ ہوتی آپ نے اس پیچ سے اُن کو پچھاڑا جو اُن کو رواں ہے۔

تاریخ جنگ ترکی و یونان ۱۸۹۷ء - معہ نقشہجات میدان جنگ و مختصر سوانح عمری حضرت سلطان المعظم عبدالحمید خان ثانی۔ قیمت ۴ علاوہ محصول۔

درخواستیں مترجم کے نام آنی چاہئیں

المترجم محمد حسن خاں سپرنٹنڈنٹ فنانشل ڈپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا شملہ